جملہ حقوق محفوظ ہیں

الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ولقد جاءھم من الانباء ما فیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ ط

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب

والحکمۃ کما قال اللہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ

کتاب فقر را دیباچہ راست | سواد نوک کلک خواجہ ماست

کمی چوں او بلوح ارجمند ال | نز نقشے بدیع از نقشبندان

چو فقر اندر قبائے شاہی آمد | بتدبیر عبید اللہی آمد

ز درویشی ہر کس را نشان است | ردائے خواجگی در پاکشان ست

الجواہر العلیۃ فی العلوم الحکمیۃ المجلیۃ واشعۃ انوار محمد عبید اللہ الاحراری آیت الباری لہدی خلق اللہ

و بعض منہ ہذا الکتاب اسمہ

حکمۃ اللہ البالغہ

حصہ اول

جس میں بدلائل یقینیہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ زمین کی گردش متعدیہ کا مسئلہ باطل ہے

مصنفہ

محمد گوہر علی علوی صوفی نخالوی عفی اللہ عنہ متوطن لوڈے تحصیل گوجر خان

و معنون بنام نامی دام اسمی غوث صمدانی و قطب ربانی حاجی الحرمین الشریفین جناب قبلہ قاضی فضل الدین صاحب حاجی لودوی رحمۃ اللہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ ہذا

مطبوعہ محکم آرٹ سٹیم پریس راولپنڈی محمد گوہر علی علوی موضع لوڈے گوجر خان طبع کنندہ و شائع کنندہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد احقر عباد اللہ محمد علی
علوی حنفی عفی عنہ صوفی طالوی منشی فاضل طالبان حق کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔ کہ عاجز نے
قبل ازیں کتاب حکمۃ اللہ البالغہ میں مسئلہ کشش زمین (جس کو انگریزی زبان میں تھیوری
آف گرویٹیشن کہتے ہیں۔) پر بھی بحث کی ہے۔ مگر وہاں بہت اختصار سے کام لیا گیا تھا۔ جو
ناظرین بالتمکین کی تسلی بخشنے میں بوجہ احسن مکتفی نہ تھا۔ لہذا اس مسئلہ کو اب کسی قدر توضیح کیساتھ
لکھا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین کو اس مسئلہ کے سمجھنے میں کوئی دقت و تکلیف نہ ہو۔ اور خاطر خواہ تسلی و
تشفی ہو جائے وباللہ استعین وہو الموفق والمعین وما ارید الا الاصلاح ما استطعت وما
توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم ۔

واضح ہو کہ فلاسفہ متقدمین اور حکماء سابقین اس بات کے قائل تھے کہ گرنے والے اجسام جو
اوپر سے نیچے آتے ہیں۔ ان کے نیچے آنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اجسام واثقال بالطبع مائل بمرکز ہیں
اسی وجہ سے پتھر وغیرہ نیچے آتے ہیں۔ پتھر کا نیچے آنا اس امر کو ثابت نہیں کرتا۔ کہ پتھر کو زمین
اپنی قوت متعدیہ اور قاہرہ و جاسرہ سے (جو بمعنی آوردن وافگندن ہے) کھینچ کر اپنے اوپر
گرا لیتی ہے۔ یہ ہرگز نہیں۔ بلکہ پتھر وغیرہ اجسام ثقیلہ اپنے طبعی میلان بمرکز سے (جو
بمعنی افتان وافتادن ہے) خود بخود زمین پر آ کر گرتے ہیں۔ اور موجودہ سائنسدان
کہتے ہیں۔ کہ زمین کی کشش متعدیہ (جو بمعنی آوردن وافگندن ہے) پتھر وغیرہ اجسام ثقیلہ کو
کھینچ کر اپنے اوپر گراتی ہے۔ کیونکہ سائنس والوں نے ایک قانون مقرر کیا ہے۔ چنانچہ
کتاب تحفہ سائنس صفحہ ۱۰۲ میں لکھا ہے۔ کہ حرکت کا پہلا قانون نیوٹن کے الفاظ میں
یوں ادا کیا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک جسم تاوقتیکہ اس پر کوئی طاقت عمل نہ کرے۔ اپنی سکون یا
حرکت کی حالت پر قائم رہتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اگر کوئی طاقت ایک متحرک جسم پر عمل کرے
تو وہ یکساں رفتار کیا تو متحرک رہتا ہے۔ تحفۂ سائنس صفحہ ۱۰۲ اور حکماء سابقین نے
یہ قانون مقرر کیا تھا۔ کہ جسم ساکن بغیر حرکت دینے کے متحرک نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے برعکس
جسم متحرک بدون ٹھہرانے کے اپنے آپ ہی ٹھہر سکتا ہے۔ اور امر حق یہ ہے۔ کہ اگر عقل منصف اور طبع

بے لوث بطور محاکمہ ذرا سی غور اور تحقیق فرمایئے۔ تو اس پر یہ بات کالشمس فی رابعۃ النہار ظاہر و
روشن ہو جائیگی۔ کہ اس امر میں جو کچھ حکمائے سابقین نے بیان کیا ہے۔ وہ بالکل راست و درست ہے
اور بمصداق مفہوم الحق یعلو ولا یعلیٰ (حق ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے۔ مغلوب کبھی نہیں ہوتا) بعض سائنس
والوں کو مجبوراً اسقدر لکھنا پڑا۔ چنانچہ سائنس میں لکھا ہے۔ کہ گو یہ امر عام طور پر واضح نہیں ہے
کہ زمین میں کشش کی طاقت کیوں موجود ہے۔ یا سرے سے کشش کا صحیح مفہوم کیا ہے کشش اور
کھینچنا وغیرہ یہ سب مختصر نام ہیں۔ ان وسیع مشاہدات کے جو سطح زمین کے اوپر انسان روزمرہ چیزوں
کے زمین کی طرف گرنے کے متعلق کرتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر ہمارا براہ راست یہ مشاہدہ نہیں ہے
کہ زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ بلکہ مشاہدہ صرف اسقدر ہے۔ کہ وہ اجسام جن کے نیچے
کوئی سہارا نہ رکھا جائے۔ زمین کی سطح کے اوپر گر پڑتے ہیں۔ تحفۂ سائنس صفحہ ۱۷۹ مولانا
شبلی نعمانی رحمۃ بھی اپنی کسی تصنیف میں لکھتے ہیں۔ "اوپر سے جو چیزیں گرتی ہیں۔ اور زمین پر آتی ہیں یونانی
حکماء کی تحقیقات کے مطابق اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان چیزوں کا مرکز زمین ہے۔ اور ہر چیز مرکز کیطرف
کھچتی ہے۔ لیکن نیوٹن نے اس کی غلطی ثابت کی اور بتایا کہ تمام اجسام میں جذب کی خاصیت ہے۔ اور
چونکہ زمین کا بڑا جسم ہے۔ اسلئے وہ اپنے سے چھوٹے تمام اجسام کو اپنی طرف جذب کرتا ہے۔ لیکن اس سے اصل
مسئلہ کیا حل ہوا۔ اس قدر بے شبہ معلوم ہوا۔ کہ اوپر سے گرنے کی علت تجاذب اجسام ہے۔ لیکن تجاذب اجسام
کی کیا علت ہے۔ یعنی اجسام میں جذب کی خاصیت کیوں ہے۔ یہ مسئلہ اب بھی اسیطرح لاینحل ہے۔ بیت

کسی سر حقیقت نتوانست کشود * گشت راز دگران راز کہ افشا میکرد

اسی بنا پر دقیق النظر حکماء کا یہی مذہب ہے۔ کہ ہمکو کچھ معلوم نہیں۔ سقراط نے تمام عمر کی تحقیقات کے بعد کہا ع

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد

حکماء کے نزدیک مقرر ہے۔ کہ جو چیز زمین میں زیادہ ہوتی ہے۔ وہ بسبب طبیعت اور باعث کشش
ذاتی کے مرکز کیطرف زیادہ میل رکھتی ہے کہ وہاں قرار پائے۔ اسواسطے یہ بات مقرر ہوئی۔ کہ زمین سب عناصر سے بھاری
ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ زمین بسبب گرانی و ثقل ذاتی کے مرکز عالم پر قرار پکڑ رہی ہے چنانچہ حکیم بطلیموس وغیرہ
ارسطاطالیس وغیرہ کا برخلاف حکیم فیثاغورس کے یہی مذہب ہے۔ حکیم بطلیموس اپنی کتاب مجسطی میں
لکھتا ہے۔ "والارض بکل اجزاءہا کرویۃ وہی کالمرکز للسماء۔ کالنقطۃ عند کرۃ الثوابت وغیر
منتقلۃ عن الوسط۔ مجسطی عربی قلمی صفحہ ۵ ان الارض لیس لہا حرکت انتقالیۃ لا الی الوسط

ولان الثقال بطبعها یمیل الی الوسط محیط فالسفل جہة الکرة والعلو ما یقابلها والخفیف یمیل الی العلو والثقیل الی المرکز فالارض بجملتها فی موضع المرکز واجزاءها متساقطة من جمیع الجوانب الیہ ساکنة فیہا مجتمع صفحہ اوسط

اور محقق طوسی لکھتے ہیں ان الارض بجملتہا الی بکلیتہا مستدیرة ولان الواقف علیہا من جمیع الجوانب راسہ الی المحیط وہو الفوق ورجلاہ الی المرکز وہو التحت۔ تکملہ شرح تذکرہ للمحقق الطوسی ویدل الدلائل علی کون الارض فی وسط الکل عند المرکز۔ تکملہ شرح تذکرہ اور محقق شیرازی لکھتے ہیں الارض ساکنة فی الوسط وذالک لانطباق مرکز ثقلہا علی مرکز العالم وعدم حرکتہا منہ وعلیہ تحفہ شاہی اور مولانا فضل حق خیرآبادی لکھتے ہیں۔ واما ان الارض لہا طبیعة واحدة بسیطة یقتضی السکون فی الوسط والمیل المستقیم الی جہة التحت فمرکز حجمہا منطبق علی مرکز العالم۔ ہدیہ سعیدیہ

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب شمس الہند محدث دہلوی اپنی کتاب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں واز عجائب صنع الہی در زمین آنست۔ کہ اورا در حیز خود ساکن ساختہ اند کہ میانہ عالم است۔ زیرا کہ حیز او بالطبع مائل بسوی پائین است۔ چنانچہ ہر جز سنگ بالطبع مائل بسوی لا است جہت پائین نامرکز زمین است کہ نقطہ است در وسط حقیقت وجہت بالا تمام آن اطراف است کہ رو باسمان دارد۔ پس چنانچہ بلند شدن زمین بسوی آسمان از طبیعت او بغایت مستبعد است۔ ہمچنیں پائین رفتن زمین در مقابل آن طرف نیز مستبعد است زیرا کہ آن پائین نیز بلند شدن است بسوے آسمان۔ پس باین تدبیر در قرار گرفتن زمین در حیز خود احتیاج نماند۔ تا آنرا از بالائے او بر بندند یا بستونے از پائین اورا امداد نمایند۔ بلکہ آنچہ در طبیعت او از میل طبیعی بوسط حقیقی نہادہ اند۔ درینباب کفایت میکند چنانچہ در آیت ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا۔ ہمیں معنے اشارت است تفسیر فتح العزیز۔ صفحہ ۱۱۸

عبارت مذکورہ بالا عربی اور فارسی کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ فلاسفہ متقدمین اس بات کے قائل ہیں کہ عناصر چار ہیں۔ اور ان کے مزاج بھی جدا گانہ ہیں۔ چنانچہ بعضے گراں ہیں۔ اور بعضے سبک ہیں اجسام ثقیلہ پستی کو اور اجسام لطیفہ بلندی کو مائل ہیں۔ اجزائے ناری نہایت سبک اور لطیف ہیں۔ اسفل اعلی کو رجوع کرتے ہیں۔ اور اجزائے ہوائی اس سے کم لطیف وسبک ہیں بوجہ سے قریب باعلی ہیں علی ہذا القیاس اجزائے ارضی نہایت ثقیل وکثیف ہیں ہیں باعث قریب باسفل ہیں۔ . . . . یعنی علمائے متقدمین کے نزدیک یہ مقرر ہے۔ کہ جو جسم ثقیل ہے وہ بالطبع مائل بہ پائین ہے۔ اور جو چیز سبک ہے وہ بالطبع

حاصل ہے فوقیت ہے۔ اور یہی مذہب ارسطاطالیس اور بطلیموس وغیرہ قدماء کا ہے۔
مگر موجودہ سائنسدانوں نے اپنی نہایت بے توجہی اور لاپرواہی سے حکماء متقدمین اور اساتذۂ
متعلمین کے دلائل قوی اور براہین متین کو نہ سمجھ کر انکے اصول پر طرح طرح کے اعتراض وجرح اور قسم قسم
کے رد وقدح کئے ہیں اور اسیقدر پر بس نہیں کی۔ بلکہ انکے نفوس خوابیدہ و متوفیہ اور ارواح
مقدسہ زکیہ پر غیظ وغضب کیساتھ حملے کئے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے ارسطاطالیس کی نسبت
تحفۂ سائنس میں عبارت ذیل لکھی ہے۔ "دنیا میں اگر کسی بڑے نام نے صدیوں تک بنی نوع انسان
کو گمراہ کیا ہے۔ تو وہ ارسطو کا نام ہے۔ ارسطو کا معمول تھا۔ کہ ناکافی مشاہدات کی بنا پر غلط نتائج جلدی
سے مرتب کر لیتا تھا۔ اور دنیا اس کے اقوال کو صحیح مان لیتی تھی" تحفۂ سائنس صفحہ ۸ اور اسی کتاب میں
دوسری جگہ مرقوم ہے۔ "گو دھوئیں کی حقیقت سے لوگ زمانۂ قدیم میں ناواقف تھے۔ لیکن اس امر
پر سب متفق تھے۔ کہ یہ ایک مادی چیز ہے۔ اور اسلئے نیچے گرنے کی بجائے دھوئیں کے اوپر جانے کا
مشاہدہ انہیں اس کلیہ قائم کرنے میں (کہ زمین تمام مادی اجسام کو اپنی طرف کھینچتی ہے) مانع تھا۔ اس قسم
کے مشاہدہ کی بنا پر ارسطو کا وہ غلط اور غلط قیاس مبنی تھا۔ کہ مادی اجسام دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنکی خاصیت
ہلکا ہونا ہے۔ دوسری وہ جنکی خاصیت بھاری ہونا ہے۔ ارسطو یا ارسطو کے متبعین میں سے کسی نے ہلکے اور
وزنی کے صحیح معنی دریافت کرنیکی کوشش نہ کی" تحفۂ سائنس صفحہ ۱۳ مقام تعجب ہے۔ کہ اس عبارت مذکورہ
میں ارسطاطالیس جیسے حکیم کی نسبت ایسے نفرت انگیز الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ کہ علت کی جہت سے
اسکو گمراہ کنندۂ انسان کہا گیا ہے۔ حالانکہ ارسطاطالیس کی نسبت کتاب فلسفۂ ابن سینا میں
لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں نے فلسفہ کا فن یونانیوں سے مستعار لیا ہے۔ اور اپنے علم کی اصل کی بنیاد کمالات
یونان کے فلسفہ طرزوں پر رکھی۔ یونانی فلاسفہ میں افلاطون اور ارسطو دو حکیم ایسے گذرے ہیں جنکی
حکمت کو آج بھی منتہائے عقل انسانی سمجھا جاتا ہے۔ علی الخصوص ارسطو کی نسبت تو یہاں تک کہا جاتا ہے
کہ حقائق موجودات اور معرفت کنہ اشیاء کے متعلق جو خیالات اس نے ظاہر کئے ان کے لحاظ سے کوئی
شخص آجتک اسکا جواب نہیں پیدا ہوا۔ تمام قوموں نے بالاتفاق اس کو بنی نوع انسان کا استاد
سمجھا ہے۔ اور کوئی علم دوست قوم ایسی نہیں جس نے ارسطو کے شارحین وتابعین کا ایک بڑا گروہ
نہ پیدا کیا ہو۔ چنانچہ مسلمانوں نے بھی جب پہلی توجہ نظری علوم پر مبذول کی تو سب سے پہلے ارسطو کی
تصانیف کا عربی میں ترجمہ کرایا۔ خلیفہ المامون کی نسبت ایک روایت مشہور ہے۔ کہ اس نے ایک خواب میں

دیکھا کہ ایک پیر مرد اس کو فلسفہ اور دوسرے ذہنی علوم کی اشاعت کی ترغیب دے رہا ہے۔ جب مامون نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا۔ کہ مجھے ارسطو کہتے ہیں۔ صبح اٹھکر خلیفہ کو اپنا خواب یاد آیا۔ اور اس نے ایک علمی سفارت قسطنطنیہ کے قیصر کے پاس ارسطو کی تصانیف منگوانے کی غرض سے بھیجی۔ جب یہ تصانیف آگئیں۔ تو مامون نے حکم دیا۔ کہ ان کا ترجمہ عربی میں کیا جاوے۔ چنانچہ بہت سے علما جو یونانی اور عربی دونوں زبانوں پر پوری قدرت رکھتے تھے۔ اس امر پر مامور کئے گئے۔ اور ارسطو کی تصانیف عربی میں آگئیں۔ ارسطو کی حکمت سے تمام علما متاثر ہو کر دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں میں بھی ایک گروہ ایسے علما کا پیدا ہو گیا تھا۔ جن کا یہ خیال تھا۔ کہ عقلی اور ادراکی کمالات کے لحاظ سے جس حد تک وہ کمالات اس دنیا میں ظاہر ہو سکتے ہیں ارسطو عقل مجسم ہے۔ بالفاظ دیگر جو کچھ ارسطو نے کہا اس میں سقم اور اعتراض کی مجال نہیں۔ اس گروہ کی وقعت و امتیاز کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ الفارابی اور خود بوعلی سینا جیسے لوگ اس میں شریک ہیں۔ بوعلی سینا اور اس کے ہم خیال علما کے نزدیک چونکہ یہ امر ناممکن ہے۔ کہ ارسطو سے کوئی عقلی غلطی سرزد ہو۔ لہذا اگر ارسطو کے اقوال بادی النظر میں خلاف قیاس ثابت ہوں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم ان اقوال کی تہ کو نہیں پہنچ سکے۔ نہ یہ کہ فی الحقیقت ان میں کوئی غلطی مرکوز ہے۔ اس تحریر سے محض یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ ارسطو کی وقعت بوعلی سینا کے دل میں کس درجہ تک جاگزین ہو گئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جن سائنسدانوں نے ایسے عقلی مسائل میں ارسطاطالیس پر غلطی کا اتہام لگایا ہے۔ وہ حق بجانب نہیں۔ وہ اس کے قوانین اور اصول کو سمجھ نہیں سکے یا کسی خاص بے پروائی کے سبب انہوں نے ایسا کہا ہے۔

الغرض اس مسئلہ میں جو حکما اور سائنسدانوں نے اختلاف کیا ہے۔ تو اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ فریقین میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے طرز و طریقے کے مطابق نظام عالم کی بنیاد کے انضباط اور استحکام کو مدنظر رکھا ہے۔ کیونکہ حکما اور فلاسفر نے اپنے اصول کے موافق جانب محیط کو فوق اور جانب مرکز کو تحت قرار دیکر زمین کو جو اجرام فلکیہ اور عناصر و اجسام ثقیلہ کو سب کے نیچے اور انتہائے تحت اور پستی مرکز میں ساکن قرار دیا ہے۔ اس لئے یہ قانون مقرر کیا ہے۔ کہ جو اجسام متصف بوصف ثقالت ہیں وہ بالطبع خود بخود پستی اور مرکز کی طرف جانے کا میلان رکھتے ہیں۔ یہ نہیں۔ کہ زمین ان کو بمعنی کشیدن و بر خود افگندن در آوردن ان کو کھینچ کر اپنے اوپر گرا لیتی ہے۔ بلکہ وہ خود بمعنی آمدن و بر زمین افتادن زمین پر گر پڑتے ہیں۔ پہلے فلاسفروں میں سے اگرچہ فیثاغورث نے

یہ بھی کہا تھا کہ زمین ایک بیضی خط پر حرکت محوری کرتی ہوئی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور سال بھر میں سورج
کے گرداگرد اپنا دورہ پورا کرتی ہے۔ جس سے رات دن اور چاروں موسم پیدا ہوتے ہیں۔ اور موجودہ
سائنسدانوں نے بھی فیثاغورس کی اتباع کی ہے۔ مگر باقی فلسفیوں نے فیثاغورس کے اس دعویٰ کو
نا قابل اعتبار سمجھکر قبول نہیں کیا۔ بلکہ دلائل قویہ اور براہین جلیہ سے اس کی تردید کی ہے
اب سائنس کے بعض استدلال مرقومۃ الذیل ہیں معرکہ مذہب و سائنس میں اسطرح لکھا ہے کہ ۱۶۸۷ء
وہ تاریخ ہے جو نہ صرف یورپین سائنس بلکہ انسان کی دماغی ترقی کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیگی یعنی
اس سال نیوٹن کی بے مثل اور زندہ جاوید کتاب پرنسپیا شایع ہوئی اس اصول کی بنا پر کہ تمام اجسام
ایک دوسرے کو اپنے مقدار کی نسبت مستقیم اور اپنے فاصلہ کے مربع کی نسبت معکوس سے کھینچتے ہیں۔ نیوٹن نے ثابت
کر دیا۔ کہ اجرام سماوی کے تمام حرکات کی معقول اور شافی وجہ بیان کی جا سکتی ہے معرکہ مذہب و سائنس
صفحہ ۳۲۲ ایک اور کتاب میں لکھا ہے۔ اور یہ بیان کرنا باقی رہا۔ کہ گیند ہمیشہ زمین ہی کی طرف کیوں
آتی ہے۔ اور اس صورت میں امریکہ والوں کے سروں کا رخ ہمارے سروں کے رخ سے مخالف ہے۔ تو
پھر وہ کسطرح مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ زمین کا یہ کرہ جو ہمارا مسکن ہے۔ ایک
شے کو اپنی طرف کھینچتا یا کشش کرتا ہے۔ اور یہ کچھ زمین کا ہی خاصہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک چیز جسکو
ہم دیکھتے ہیں یا مس کرتے ہیں۔ اور ہر ایک شے جو وزن رکھتی ہے۔ اس کا یہی عمل ہوتا ہے۔ گیند جو خود
زمین پر گرتی ہے۔ جسطرح خود اسکی طرف کھینچتی ہے اسیطرح اس کو بھی کھینچتی ہے۔ مگر ہر ایک کی
کشش کا زور اس کے حجم کے بعد اور اس کے اصلی وزن کی مقدار پر موقوف ہے چنانچہ سیسہ
کی گیند اسی حجم کی روئی کی گیند سے زیادہ کشش رکھتی ہے۔ پس چونکہ زمین نہایت بڑی ہے
اور گیند بہت چھوٹی سی ہوتی ہے۔ اس سبب سے ہمکو فقط گیند ہی زمین کی طرف کھینچی نظر آتی
اور محسوس ہوتی ہے اور وہی اکیلی حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہے جغرافیہ طبعی مصنفہ ہنری بلانفرڈ
صاحب صفحہ ۱۹ اور مولوی ضیاء الدین صاحب لکھتے ہیں۔ جو کشش کا اثر دور سے یا پاس
سے اجزا یا اجسام کی ہیئت مجموعی میں ہوتا ہے۔ یعنی کچھ فاصلے سے ایک جسم دوسرے جسم کو کھینچتا
ہے۔ اسے کشش ثقل کہتے ہیں۔ اور سب چیزیں جو گرتی ہیں زمین کیطرف میل رکھتی ہیں حقیقت
میں۔ اس میل کے پیدا ہونے کا سبب کشش زمین ہے۔ اور چونکہ زمین تمام اجسام سے
جو اسکی سطح پر ہیں بہت بڑی ہے۔ اس لئے وہ جسم کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور جو چیز بے
سہارے ہے زمین پر گر پڑتی ہے۔ تمام اجسام خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے کشش کی طاقت

رکھتے ہیں۔ اور مقدار مادہ کے موافق ایک دوسرے کو کھینچتے ہیں۔ اصول علم طبعی صہ ۱۱ پھر لکھتے ہیں
تمام سخت اجسام کشش اتصال کے سبب کشش ثقل کو اپنے اوپر نہیں گرنے دیتے۔ ورنہ کشش
ثقل تمام اجسام کو ریزہ ریزہ کرکے زمین سے ہموار کر دیتی۔ اصول طبعی صہ ۱۱

مسئلہ کشش ثقل یا میل مرکزی سنہ ۱۶۶۶ء علم ریاضی کے مطالعہ کرنے میں ایک دفعہ نیوٹن
کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ماہتاب زمین کے گرد اور سیارے آفتاب کے گرد ہمیشہ کیوں گردش
کرتے ہیں۔ کیونکہ قدرتی قاعدہ یہ ہے۔ کہ ہر شے ایک خط مستقیم میں حرکت کرتی ہے۔ اگر ایک پتھر
کو تختہ فرش کے اوپر لڑھکا یا جائے تو جب تک اُسے ہوا یا خود فرش نہ روکے گا۔ وہ سیدھا حرکت
کرتا ہوا چلا جاوے گا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اجسام فلکی دوائر میں متواتر حرکت کرتے رہتے ہیں
نیوٹن اس سبب میں غور کر رہا تھا۔ کہ سنہ ۱۶۶۵ء میں وہ ایک دن ایک باغ میں بیٹھا ہوا کسی مسئلہ
پر دماغ لگا رہا تھا۔ کہ یکایک ایک درخت کی ٹہنی سے ایک پختہ سیب زمین پر گرا۔ نیوٹن
نے اس کی طرف توجہ کی اور معاً اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ سیب زمین پر کیوں گرا
اُس نے دو ہی دیر غور و خوض کیا ہوگا۔ کہ اس کے ذہن رسا نے جواب دیا۔ کہ زمین کی کشش کے
باعث۔ اگرچہ یہ کوئی نیا خیال نہیں تھا۔ بلکہ اس سے پہلے بھی بہت سے لوگوں کے دل میں
گذر چکا تھا۔ لیکن نیوٹن نے سب سے پہلے اس خیال سے فائدہ اٹھایا۔ اور اس پر عقل دوڑانے
لگا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے دل میں یہ رائے قائم کی کہ اگر زمین کی کشش سے سیب زمین
کے اوپر گرا تو ماہتاب کو بھی زمین ہی اپنی طرف کھینچتی ہوگی۔ اور اسی طرح آفتاب دیگر اجسام
فلکی کو کھینچتا ہے۔ اسی باعث ماہتاب زمین اور کل اجسام فلکی آفتاب کے گرد گردش کرتے
رہتے ہیں۔

نیوٹن کا خیال بالکل درست ہے۔ کیونکہ اگر تم ایک گیند کو ایک ڈورے سے باندھ کر
گھماؤ تو وہ تمہارے گرد اس وقت تک گردش کرتی رہیگی۔ جب تک تم ڈورے کو ڈھیلا
نہ کروگے۔ جونہی کہ ڈورا ڈھیلا ہوا۔ اور وہ ایک طرف سیدھی چلی جاوے گی۔ اسی
طرح اجسام فلکی آفتاب کے گرد اس کی قوت کشش کے زور سے رکے ہوئے گردش کرتے
رہتے ہیں۔ نیوٹن کا خیال درست تھا۔ مگر اس نے اسے عملی صورت میں لانے کی کوشش شروع
کر دی۔ اس نے زمین سے ماہتاب تک کا فاصلہ دریافت کرنے کی کوشش کی۔ مگر اُس موقع سے
ناکامی کا سامنا ہوا۔ کشش ثقل سے اشیا ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں۔

زمین پر جسقدر چیزیں ہیں وہ اسی کے باعث ٹکی ہوئی اور اپنی اپنی جگہ پر قائم رہتی ہیں۔ ورنہ گر پڑیں اور لڑکتی پھریں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زمین پر سے اڑ کر خلا میں پرواز کرنے لگتا علوم طبعی - اور مولوی ضیاء الدین صاحب لکھتے ہیں۔ کہ نظام شمسی کے موافق تمام سیاروں کو آفتاب کھینچتا ہے۔ اور قوت طالبہ اور قوت ہاربہ دونوں قوتیں ملکر ان کو آفتاب کے گرد مغرب سے مشرق کی طرف حرکت دیتی ہیں۔ اصول علم طبعی حصہ اول صے
نظام شمسی میں زمین مغرب سے مشرق کی طرف حرکت کرتی ہے۔ اسیواسطے آفتاب مشرق سے مغرب کی طرف جاتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اصول علم طبعی حصہ اول صے **تردید عجیب**
اور فیثاغورس اور سائینس والوں کے اس دعوے کی تردید میں اہل فلسفہ کی ایک یہ دلیل بھی تھی کہ کسی چیز کی حرکت کو حس بصر یا حس لمس سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن زمین کی حرکت ان دو قوتوں سے معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ زمین کا سکون معلوم ہوتا ہے۔ یا کسی عنصر کی طبیعت اس طرح معلوم نہیں ہوسکتی ہے۔ کہ اس کے جزو سے بذریعہ استقراء کل پر استدلال کیا جائے۔ کیونکہ جو طبیعت جزء کی ہے۔ وہی کل کی بھی ہوگی۔ جیسے شمع کا قلیل شعلہ اوپر کو جاتا ہے۔ ایسے ہی بڑے آتشکدے کا بڑا شعلہ بھی اوپر کو ہی جاتا ہے۔ اسی بنا پر اگر زمین سے ایک پتھر کو اٹھا کر اوپر کو پھینکا جائے۔ تو چاہیئے کہ وہ پتھر حرکت محوری کرتا ہوا مشرق کی طرف بڑھتا چلا جائے۔ تاکہ ہم اس سے قیاس کریں۔ کہ جو خاصیت جزء کی ہے۔ وہی بعینہٖ خاصیت کل یعنی زمین کی خاصیت ہوگی۔ کیونکہ استقراء استدلال خاص سے عام کی طرف ہوتا ہے۔ لیکن وہ پتھر اس طرح حرکت محوری نہیں کرتا۔ بلکہ وہ سیدھا خط مستقیم پر عمود ڈالتا ہوا سیدھی حرکت کے ساتھ زمین پر آگرتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زمین حرکت محوری اور مستدیرہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ جزء اور کل کی طبیعت ایک ہی ہوتی ہے۔ اور زمین کی طبیعت ایک بسیط شے ہے۔ جو وسط عالم اور مرکز جہان میں سکون کی مقتضی ہے بالطبع صاحب مبداء میل مستقیم ہے۔ اور جس شے میں مبداء میل مستقیم کا ہو۔ محال ہے کہ اس میں مبداء میل مستدیر کا ہو۔ کیونکہ فلسفہ کے علم حرکت و سکون میں ایک ثابت و مقرر مضمون ہے۔ کہ اول ہر ایک جسم میں کہ اول ہر ایک جسم میں میل مستدیر یا میل مستقیم کی علت اور

اور مبداء کا ہونا ضرور ہے۔ دوسرا ایک جسم میں دو طباعی میلوں یعنی میل مستقیم اور میل مستدیر
کے دو مبداؤں اور علتوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ جسم بسیط عنصری میں تو بوجہ بسیط ہونے
کے چونکہ ایک طبیعت ہے۔ اور ایک طبیعت دو منافی چیزوں کی علت نہیں ہو سکتی اور جسم
مرکب میں بھی دو میلوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اب ہمیں تجربہ اور مشاہدہ مذکورہ سے ثابت
ہوا۔ کہ زمین کے اجزا میں سے کسی جزء یعنی پتھر وغیرہ کو اگر ہوا میں مینار کے اوپر سے چھوڑا
جائے۔ تو وہ بوجہ اپنے میل مرکزی کے سیدھا خط مستقیم پر عمود ڈالتا ہوا زمین پر آ
پڑتا ہے۔ پس اس مشاہدہ مذکورہ اور دلیل استقرائی سے جزماً و یقیناً ثابت ہوا
کہ زمین میں مبداء میل مستقیم کا ہے۔ نہ مستدیر کا۔ کیونکہ زمین جسم عنصری بسیط الطبع ہے
اس میں دو میلوں کے مبداؤں اور علتوں کا جمع ہونا بوجہ اجتماع ضدین محال ہے
پس زمین کی حرکت مستدیرہ کا مذہب یقیناً باطل ہو گیا۔

اس پر سائنس والوں نے بلطائف الحیل یہ جواب دیا۔ کہ پتھر وغیرہ جو مینار کے اوپر سے چھوڑا
جائے۔ یا توپ وغیرہ کے ذریعے اوپر کو پھینکا جائے۔ وہ بے شک خلا اور ہوا میں چکر لگاتا
ہوا محوری حرکت کے ساتھ مغرب کی طرف سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا۔ اور یہی اس
کی طبیعت ہے۔ مگر زمین اسکو اپنی قوت قاہرہ و قاسرہ جذب و کشش سے اس پر غلبہ
پا کر اس پتھر وغیرہ کو اپنے اوپر گرا لیتی ہے۔ اس سے سائنس والوں نے تجاذب عامہ کا
اصول نکال کر نظام شمسی کی بنیاد کا مستقر قرار دیا۔ لیکن انہوں نے ایک اور عجیب و غریب
تدبر نکالی اور وہ یہ ہے۔ کہ اصول کشش کو نیوٹن کی تھیوری سے نامزد کر دیا۔ اس سے غرض یہ
تھی۔ کہ کشش کا مسئلہ جس کو سائنس والوں نے ارسطاطالیس اور بطلیموس وغیرہ حکماء کا جواب
پیش کیا تھا۔ وہ لوگوں کے دلوں سے بھولکر نسیاً منسیاً ہو جائے۔ تا کہ حکماء کی طرف سے
اس اصول کی تردید نہ واقع ہو۔ مگر صداقت اپنا جلوہ دکھائے بغیر نہیں رہ سکتی

قبل ازیں کہ کشش زمین کے ابطال پر استدلال بیان کئے جاویں۔ اس امر کی طرف ناظرین کی
توجہ منعطف کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ اس مسئلہ کا آغاز اور شروع کہاں سے
اور کب سے ہے۔ اور اس کا مقصود کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ کی ابتداء و ایجاد کب سے

ہوئی ہے - اور اس کی غرض و غایت کیا ہے - جواب یہ ہے - کہ ناظرین بالتمکین پر عبارات مذکورہ سابقہ سے اس امر کا انکشاف بالتفصیل والتوضیح ہوگیا ہوگا - کہ گردش زمین کا مسئلہ نظام شمسی یعنی نظام فیثاغورس و نظام کوپرنیکس کیلئے بنیادی پتھر کے طریق پر رکھا گیا ہے - اور نظام موصوف کی دیواروں کو گردش زمین کے مسئلے پر مرصوف کیا گیا ہے - پس یہ مسئلہ فیثاغورس کے زمانے کی ہی ایجاد ہے - اور تھیوری آف نیوٹن نہیں - جیسے کہ موجودہ زمانے کے بعض سائنسدانوں کا خیال ہے -

واضح ہے کہ ارسطاطالیس اور بطلیموس وغیرہ نظام عالم میں زمین کو ساکن اور مرکز کائنات بیان کرتے ہیں کما مر - اور فیثاغورس و کوپرنیکس اپنے نظام میں اس کے برخلاف زمین کو حول الشمس متحرک بتاتے ہیں - چونکہ نظام بطلیموس کا یہ مسئلہ کہ زمین ساکن اور مرکز کائنات ہے - اس وجہ سے کہ بداہت و مشاہدہ - عقل صحیح - علم صریح اور شرائع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہے - اس لئے وہ مورد اعتراض نہیں - اور فیثاغورس و کوپرنیکس کا یہ مسئلہ کہ زمین اور سیارے حول الشمس مغرب سے مشرق کی طرف حرکت محوری و حرکت انتقالی سے حرکت کرتے ہوئے بڑھتے چلے جاتے ہیں " مذکورہ بالا علوم یقینیہ کے بالکل برخلاف ہے - بلکہ محض خیال وہم - فرض - قیاس باطل کی بنا پر مبنی ہے - اسی وجہ سے اہل فلسفہ کیطرف سے طرح طرح کے اعتراضات و تردیدات و نقوض کا ورود ہوئے - از انجملہ ایک یہ بھی تھا - کہ زمین کا حرکت کرنا بداہت و مشاہدہ کے برخلاف ہے - کیونکہ حواس خمسہ سے اس کا حرکت کرنا محسوس نہیں ہوسکتا - پس لامحالہ حرکت ارض کو بدلیل استقرائی اس طرح سے ثابت کیا جاسکتا تھا - کہ زمین کی کسی جزء کو مثلاً پتھر وغیرہ کو اوپر کیطرف پھینکا جاتا یا مینار کے اوپر سے چھوڑا جاتا - تو وہ اپنی محوری والی حرکت کے ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا - تو اس پر یہ قیاس ہوسکتا تھا - کہ اسطرح پھر کل زمین بھی اپنی محوری اپنی حرکت کے ساتھ مغرب سے مشرق کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے - اور آفتاب کے گرد اپنا سالانہ دورہ پورا کرتی ہے - کیونکہ استقراء استدلال خاص سے عام کی طرف یا عام سے اعم کی طرف ہوتا ہے - پس زمین کی حرکت محوری اور اپنی تابت کرنے کے لئے اگر کوئی چیز دلیل ہوسکتی تھی - تو صرف یہی ہوسکتی تھی اور بس - لیکن اس طریقہ سے

وہ مدعا ثابت نہ ہو سکا۔ بلکہ وہ پتھر مستدیرہ حرکت کے برخلاف حرکت مستقیمہ کے ساتھ خط مستقیم
پر عمود وار ڈالتا ہوا سیدھا زمین پر آکر ٹھہر جاتا ہے۔ جس سے زمین کے اپنے حیز طبعی میں ساکن ہونے
کا مسئلہ یقیناً ثابت ہوگیا۔ کیونکہ جو طبیعت کل کی ہوتی ہے۔ وہی طبیعت جزو کی ہوتی ہے۔ اس پر
فیثا غورس اور اس کے اتباع نے اپنے اصل دعوے کے اثبات کیلئے بڑی جد وجہد اور دماغ
سوزی کے بعد یہ حیلہ نکالا۔ کہ وہ پتھر وغیرہ جو۔ کہ وہ پتھر وغیرہ جو مینار کے اوپر سے چھوڑا جاتا ہے
یا توپ وغیرہ کے ذریعہ اوپر کو پھینکا جاتا ہے۔ وہ بیشک خلا اور ہوا میں چکر لگاتا ہوا مغرب
سے مشرق کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کی طبیعت بھی یہی تھی۔ مگر زمین اس کو اپنی قوت
متعدیہ جذب وکشش کہتے ہیں اس پر غلبہ پاکر اس کو اپنے زور وقسر وجبر وقہر سے کھینچتے اور دامن
گیر ہوکر اپنے اوپر گرا لیتی ہے۔ مگر اشتباہ ہو کہ یہ عذر جواب اور تدبیر محض لا طائل ہے
یہ سب تھیوری آف گریویٹیشن کی حقیقت واصلیت جو اصل میں سوا یہ کچھ بھی نہیں۔ بلکہ اس اعتراض کے
لئے بطور حیلہ مغلوبانہ ایک جواب نکالا گیا تھا۔ جواب نئی روشنی والوں کے نزدیک ایک بہت
بڑا مہتم بالشان مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔ اب ہم مسئلہ کشش زمین کے ابطال پر چند دلائل ہدیہ ناظرین
کرتے ہیں۔ تاکہ اہل انصاف اور اہل غیرت دینی ان کا ذکر کیلئے باصفا ان اوراق کو دیکھیں اور اپنی بے
لوث وحق پسند طبع کے ساتھ غور وفکر سے کام لیکر انصاف کریں اور حق وصداقت کو دنیا معتقد
بنائیں۔ کہ الحق یعلو ولا یعلیٰ

ابطال کشش زمین کی دلائل — دلیل اول

یہ کہ جو جسم ہے۔ اس کے لئے طبیعت ہے اور جو جسم
طبعی ہے وہ ضرور اپنے حیز طبعی میں رہتا ہے
تا وقتیکہ کوئی عارض موجود نہ ہو۔ کیونکہ کوئی حیز طبعی نہیں مگر ضرور ہے۔ کہ اس کے لئے
جسم طبعی ہو جو بالطبع اس میں رہے۔ کما قیل اذ لا حیز الا ولہ جسم طبعی کما لا جسم طبعیاً الا ولہ
حیز طبعی الشفاء لابی سینا۔ فکما لا جسم الا ولہ حیز طبعی کذلک لا حیز الا ولہ جسم طبعی شمس بازغہ
اسی لئے آگ اور ہوا۔ جو اوپر جاتے ہیں اور زمین اور پانی کے اجزا جو نیچے آتے ہیں تو وہ اپنے اپنے حیز
طبعی میں جاکر یا آکر ٹھہر جاتے ہیں کما قیل فصار ذلک قد القت ان حرکۃ اجزاء الارض الی فوق
للخفیفین والہابطۃ للثقیلین طبعیۃ وردھا الاحیاز الطبعیۃ شمس بازغہ اس سے ثابت ہے

کہ زمین کے اجزا اپنے طبعی میلان اور قصد و ارادہ سے نیچے آتے ہیں یہ کہ زمین کی قوۃ قاسرہ ان کو کھینچ کر لاتی ہے۔ اور اس امر کا جو مخالف ہے۔ وہ غلطی پر ہے۔ کما قیل ومن فاسد الظنون ظن من زعم ان النار تتحرک الی فوق بالقسر والارض تتحرک الی اسفل بالقسر محقق الشفا لابی سینا صلا یعنی جس کا خیال یہ ہے۔ کہ آگ اوپر کو اور زمین نیچے کو جو حرکت کرتی ہے وہ حرکت مقصورہ ہے۔ اس کا خیال فاسد اور باطل ہے اسی طرح شمس بازغہ میں بھی ہے۔ اب مخالف پر ضروری ہے کہ اس کے خلاف کوئی دلیل پیش کرے۔ ورنہ خلاف سے باز آجائے۔

دلیل دوم ۲ } اگر زمین میں قوت جاذبہ وقاسرہ ہوتی تو ضرور ہوتا کہ دو مختلف الوزن اجسام کو مثلاً ایک روپے یا اشرفی کو اور ایک کاغذ کو جس کا عرض اس کے مقدار پر ہو اور مینار کے اوپر سے چھوڑے جاویں۔ ان میں سے جو جسم خفیف ہو۔ جیسے کاغذ وہ بہ نسبت جسم ثقیل مثلاً اشرفی کے پہلے زمین پر آ پڑے کیونکہ قوت جذب وکشش اور قہر و قسر کا اثر بہ نسبت جسم ثقیل کے جسم خفیف پر جلدی واقع ہوتا ہے۔ جیسے تم ایک سیر لوہے کو ایک من لوہے کی نسبت زیادہ آسانی کے ساتھ اپنی طرف کھینچ سکتے ہو۔ کما قال المحقق الطوسی والاثر ان کون الاصغر اسرع من الاکبر تکملہ شرح تذکرہ وکما قال المحمود الجونپوری فان الحرکۃ بالقسر یکون الصغیر اقبل لہا من الکبیر فیکون النار الصغیرۃ اسرع من الکبیرۃ شمس بازغہ۔ لہذا لازم یہی تھا کہ زمین پر دونوں یکساں واقع ہوں۔ لیکن یہ بھی نہیں ہوتا۔

دلیل سوم ۳ آگ کا شعلہ ہمیشہ اوپر کو ہی جاتا ہے۔ اگر زمین میں قوت جاذبہ وقاسرہ ہے۔ تو چاہیے تھا کہ چراغ جب جلاویں اس کا شعلہ ہمیشہ نیچے زمین کی طرف ہو۔ مگر ہوتا اس کے برخلاف ہے پس ثابت ہوا۔ کہ زمین میں قوت جذب نہیں۔

دلیل چہارم ۴ کیا اس بات کو عقل مان سکتی ہے۔ کہ زمین جیسی بڑی چیز جاذب وقاسر ہو کر بڑے بڑے پتھروں اور توپ کے گولوں کو اپنے اوپر گرا لیتی ہو۔ مگر چھوٹے چھوٹے ایسے ضعیف پرندے بلکہ مکھی اور مچھر تک کی حرکت کو نہ روک سکے فالعجب کل العجب من فرض جذب الارض

دلیل پنجم ۵ کشش کی حس ممکن الوجود ہے۔ اور فی الواقع ہے۔ جہاں کشش ہو قوۃ لامسہ وباصرہ سے معلوم کیجا سکتی ہے۔ جو لوگ اعضا درد رسیدہ پر بجلی کا استعمال

کرتے ہیں۔ اس کو بخوبی معلوم ہے کہ بجلی کا آلہ انہیں کس قدر کشش کرتا ہے۔ کہ نوبت باضطراب پہنچا دیتا ہے۔
دیکھو بجلی کی اس تار سے جس سے بجلی کی نسبت جاری ہوئی ہوں۔ اگر کسی کی انگلی بھی چھو جائے۔ تو وہ اسکو ہٹنے
نہیں دیتی اور ایسا گیا ہے کہ بجلی پر کام کرنیوالے بعض آدمی بعض جگہ چمٹ کر مر بھی گئے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ ایک تار
کے متعدد شے کی کشش تو اس قدر ہے۔ لیکن ایک زمین جیسے ناپیدا کنار کرے کی کشش کا کسی
کو ذرہ بھر تک بھی احساس نہ ہو۔ اور پھر زمین میں کشش کو فرض کیا جاوے حق کی بات تو یہ ہے۔ کہ
کشش زمین کا مسئلہ سرے سے ہی بالکل باطل ہے۔ اور جب کشش زمین دو زمین کے ساتھ بھی
نظر نہیں آتی تو سائنسدانوں کا فرض اولین ہے۔ کہ وہ اپنے اس قانون کے مطابق۔ کہ جسکی وجہ
سے جنوں اور فرشتوں سے بھی انکار کرتے ہیں کشش زمین سے بھی انکار کریں۔

دلیل ششم سائنس والوں کے نزدیک وزن کوئی شے نہیں ہے۔ جس کو وزن کہا جاتا ہے
وہ صرف کشش زمین ہی ہے اس کے بغیر اور کچھ نہیں چنانچہ ہنری بالفور صاحب لکھتے
ہیں یاد رکھو جس شے یا ہم کسی جسم کا وزن کہتے ہیں وہ در حقیقت اس جسم اور زمین کی باہمی کشش
ہوتی ہے۔ کشش کی اس قوت کو جو ہر ایک وزندار شے میں پائی جاتی ہے کشش ثقل کہتے ہیں۔ کشش کا
یہ قاعدہ ہے۔ کہ مرکز زمین سے کوئی شے جسقدر دور ہوتی ہے اسیقدر کشش کا اثر وہاں کم ہو سکتا ہے جغرافیہ
طبعی حصہ ۲۔ اور ایک سائنسدان لکھتے ہیں کہ جس سبب سے چیزیں زمین پر گرتی ہیں اسی سبب سے ان میں وزن بھی
پیدا ہوتا ہے یعنی کشش ثقل انکو بھاری کر دیتا ہے۔ ان میں کشش ثقل کے موافق بوجھ ہوتا ہے جس طاقت سے اشیاء
زمین کی طرف میل کرتی ہیں اسی طاقت سے سہارا دی گئی چیزیں سہارا دینے والی چیزوں کو دباتی ہیں طبیعی سائنس
کا یہ مسئلہ بھی باطل ہی ہے کیونکہ اس مسئلے کے مطابق تو خود درخت اور زمین وغیرہ میں جو اشیاء کا وزن اور ثقل جہاں تک ہے
وہ سب بیکار ثابت ہوتا ہے۔ اور پھر غذا اور دھوئیں کے جز ذرہ کے تولنے میں کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ دو ایک ترازو کے
ایک پلے پر سیسے کی گیند یا بادلے سے بھرا ہوا اور بند کیا ہوا رکھیں اور دوسرے پر اسکو رکھیں تو یقینی ہے کہ سیسے والا پلہ جھکا ہی
جھکے گی کیونکہ وہی جاری ہے اس سے معلوم ہوا کہ کشش زمین کو دیگر اشیاء میں کوئی دخل نہیں۔ اگر زمین کی کشش
سے انکا وزن ہوتا تو چاہیے تھا کہ دونوں پلے برابر رہتے کیونکہ کشش کا اثر ہوتا۔ تو دونوں پر یکساں واقع ہوتا۔ اگر
سائنس کا یہ خیال ہو کہ سیسے اور لوہے کے اجزاء زیادہ وزن دار ہیں۔ تو ان کا اثر بھی اسی طرح ہے۔ مگر سائنس نے پہلے کشش
زمین کے بغیر وزن کوئی چیز ہی قرار نہیں دیا پھر اسکا اقرار کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اشیاء میں وزن اور ثقل کا ہونا

ضروری ہے اور اس سائنس کی کشش کا نہ ہونا ابدی اور بدیہی ہے ۔

دلیل ہفتم ۷ — اگر زمین کی کشش سے وزن ہے ۔ تو ترازو پر دو ہم وزن لوہے کے ٹکڑے رکھو اور ترازو کا ایک پلڑا کنوئیں کے منہ پر اور دوسرا پلڑا زمین پر رکھو۔ پھر ان کو اٹھاؤ۔ اگر ان کا وزن برابر ہے ۔ تو زمین کی کشش نہیں۔ بلکہ ان کا اپنا ثقل طبعی ہے۔ اور اگر زمین کی طرف کا پلڑا کنوئیں کے منہ کے پلڑے سے بھاری ہو تو بے شک کشش زمین ہے ۔ کیونکہ زمین قریب ہے بنسبت دور والے پلڑے کے زیادہ کشش رکھتی ہے جیسے کہ جغرافیہ طبعی صفحہ ۳ میں لکھا ہے ۔ کہ کشش کا یہ قاعدہ ہے ۔ کہ مرکز زمین سے کوئی مقام جس قدر دور ہوتا ہے ۔ اسی قدر کشش کا اثر وہاں کم ہوتا ہے ۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ وہ دونوں پلڑے برابر رہینگے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ زمین میں کشش کی قوت نہیں۔ **دلیل ہشتم ۸** ۔ زمین کے قوت جذب اور کشش پر تو بجز فرض کے کوئی چیز دلیل نہیں ہو سکتی نہ مشاہدہ سے نہ عقل سے بلکہ بعض وجوہات سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ زمین میں قوت دفع موجود ہے ۔ کیونکہ بسا اوقات جب اوپر سے گیند یا پتھر وغیرہ زمین پر گرے ۔ تو ایک دو بار مندفع ہو جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین میں قوت دفع موجود ہے کم از کم یہ نتیجہ تو ہوتا ہے کہ زمین میں قوت کشش بوجود قوت دفع اسکو مندفع ہونے نہ دیتی کیونکہ ضدین میں سے ایک ضد کا وجود دوسری ضد کے عدم کا مقتضی ہے

دلیل نہم ۹ ۔ اس طرح تجربہ کرو کہ کنوئیں کے لب پر ایک لکڑی گاڑ کر کنوئیں کے منہ کی طرف جھکا دو اور اسکے ساتھ کوئی وزن دار چیز رسی یا دھاگے کے ساتھ باندھ کر لٹکا دو اور پھر اس کو پکڑ کر کنوئیں کے لب پر زمین کی طرف لیجاؤ۔ اور تھوڑا فاصلہ چھوڑ کر دور یا زمین کے ساتھ ملا کر چھوڑ دو۔ اگر وہ وزن دار چیز زمین کے ساتھ ہی رہے اور وہاں ہی ٹھہری رہے تو زمین کی کشش ثابت ہے اور اگر اس جگہ سے ہٹ کر کنوئیں کے منہ پر آکر ٹھہرے تو زمین میں کشش کی قوت نہیں بلکہ وہ بے بوجہ سے قریب تر مقام یعنی کنوئیں کے منہ پر پانی کے مقابل آکر ٹھہرا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ اگر زمین میں کشش ہوتی ۔ تو وہ کنوئیں کی دیوار اس کو اپنے قریب بالکل کر دیتی اور پانی کے مقابل نہ ٹھہرنے دیتی ۔ مگر مشاہدہ اس کے برخلاف ہے ۔ اسلئے زمین میں قوت کشش موجود نہیں۔ **دلیل دہم ۱۰** ۔ اس طرح تجربہ کرو کہ کسی مقام بالا یعنی مینار کے اوپر یا درخت کا جو اونچے دیوار کی چوٹی پر موجود واقع ہوا ہو اس کی چوٹی پر اور ٹیلے کے ایک طرف پر اگر واقع ہوگا ۔ پھر وہاں نہ ٹھہر سکے گا ۔ تو اس جگہ سے نقل کر کہ جا کسی اور جگہ پر جا رکیگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر اس پتھر کا واقع ہونا بوجہ کشش زمین ہوتا ۔ تو ضرور ہوتا کہ وہ پتھر جہاں پہلے آکر واقع ہوا تھا وہاں یعنی دیوار کی چوٹی یا ٹیلے کے کنارے پر ہی رک جاتا ۔ اور جو کہ وہاں نہیں رکا تو سمجھو کہ زمین کی کشش کی وجہ سے وہ نہیں گرا تھا ۔ کیونکہ اگر زمین کی کشش کی وجہ سے گرتا تو چاہیے تھا ۔ کہ زمین کے اس حصے پر جہاں پہلے آکر واقع ہوا ہے رک جاتا۔ کیونکہ دیوار کی چوٹی اور ٹیلے کے ایک جانب نے جو اول دفعہ اس کو کشش کر لیا تھا ۔ پھر جب اسی پر واقع ہوا ۔ تو وہ کشش کہاں گئی کہ اسکو روک نہ سکی ۔ مقناطیس کے ایک بڑے پتھر پر لوہے کا ایک ریزہ گر پڑے تو یہ وہ

اس کو روک نہیں سکتا۔ اگر روک نہیں سکتا۔ تو پھر وہ مقناطیس ہی کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گرنے والے اجسام بوجہ کشش
زمین نہیں گرتے بلکہ طبعی میلان کی وجہ سے گرتے ہیں۔ **دلیل یازدہم**۔ گیند یا کوئی ڈھیلا ... پانی کی
تہہ میں زمین کے ساتھ لگا دیں پھر وہ پانی کے اوپر آجائینگے پس اگر زمین میں کشش ہوتی تو وہ ان اشیاء کو پانی کے اوپر کیوں آنے
دیتی۔ **دلیل دوازدہم**۔ جو پتھر اوپر سے کنوئیں کے لب پر ... لازم ہے کہ زمین اسے وہاں ہی روک رکھے
لیکن کنوئیں کا پانی اسے کھینچ لیتا ہے۔ اور زمین کی کشش پر توڑ کے پانی کی کشش غالب آجاتی ہے۔ سائنس دانوں
کی ایسی وہمی باتوں پر تعجب آتا ہے۔ اور محقق طوسی اسی مطلب کو اس طرح لکھتے ہیں۔ والثالث انفصال الثقل ولا
... **دلیل سیزدہم**۔ اگر زمین میں کشش ہوتی تو نہ کوئی درخت
بلند ہوتا نہ پرندہ اڑتا۔ نہ دھواں اٹھتا۔ نہ غبار اڑتا اور نہ ہی پانی کے بخارات اوپر کو جاتے۔ نہ کوئی چیز زمین سے
جدا ہو سکتی۔ کیونکہ ان میں سے کسی میں ایسی طاقت نہیں ہے۔ کہ زمین کی اتنی بڑی قوت کا مقابلہ کر سکے۔ **دلیل چہاردہم**
اگر کشش زمین کی وجہ سے تمام اشیاء نیچے کو جاتی ہیں اور خود اس شئے کا ثقل قابل اعتبار نہیں۔ جیسا کہ سائنس کا
مسئلہ ہے کہ اگر کسی مکان کو ہوا سے خالی کر دیا جائے پھر اس مکان میں ایک پیسہ یا اشرفی کو اور ایک کاغذ کو جو حجم و
مقدار میں ایک پیسے کے ہو۔ اوپر سے چھوڑا جائے تو ان دونوں پر کشش زمین مساوی پڑیگی۔ اور وہ دونوں
آن واحد میں زمین پر گریں گے۔ جیسے مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں۔ اگر مختلف جسم کے دو وزن ہیں مثلاً ایک تو
کاغذ کا پرچہ اور ایک روپیہ۔ اور ان دونوں کو ایک ایسے مکان میں جس میں سے ہوا کو بالکل نکال دیا ہو۔ یکساں
بلندی سے ایک ہی وقت میں گرائیں۔ تو معلوم ہوگا کہ کاغذ اور روپیہ ایک ہی وقت میں اس مکان کے فرش پر پہنچ جائینگے اگر ہم مکرر
اس تجربہ کو روپیہ یا کاغذ اور پیسے کے بجائے اور مختلف اجسام کو نیچے گرائیں۔ اور یہ دیکھیں کہ وہ اجسام یکساں بلندی سے ایک ہی وقت
میں فرش پر پہنچیں تو ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ اگر ہوا کی مزاحمت دور کر دی جائے اور اجسام مختلف الوزن یکساں بلندی سے ایک ہی وقت
چھوڑے جاویں تو وہ ایک ہی وقت میں زمین پر پہنچیں گے۔ یہ استدلال یا نتیجہ اس قسم کا استدلال ہے جسکو ہم استدلال استقرائی یا
تصفح کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں یہ خیال کیا گیا تھا۔ کہ بھاری اشیاء زمین پر دیر سے پہنچتی ہے۔ اور ہلکی اشیاء جلدی یعنی زمین
پر پہنچنے کے وقت اور گرنے والے اجسام کے وزن میں نسبت معکوس ہے۔ اس تجربہ نے ثابت کر دیا کہ یہ قاعدہ غلط ہے۔ اور
اگر کشش ثقل کے سوا اور سب اسباب مخالف بالکل دور کریں۔ تو وزن کا اختلاف زمین پر پہنچنے کے وقت میں کچھ تبدیلی نہیں لاتا
منطق استقرائی صفحہ ۲۰۱۔ اس بات کے سمجھنے میں مشکل یہ ہے کہ کسی بند مکان سے ہوا خارج نہیں کی جا سکتی اور پھر مکان سے
... زمین پر پہنچنے کے وقت میں اختلاف اور فرق معلوم نہیں ہو سکتا۔ تو چاہیے کہ جس مکان سے ہوا خارج کی جائے اس میں
ایک چھوٹی ترازو لٹکا کر اس کے ایک پلے پر اشرفی اور دوسرے پلے پر اتنے ہی مقدار اور وزن کا کاغذ رکھیں اور وزن کریں اگر دونوں
پلے برابر ہونگے۔ تو سائنس کا دعویٰ سچا ہے۔ کہ کشش زمین چھوٹی اور بڑی چیز پر مساوی واقع ہوتی ہے اور اگر اشرفی والا پلہ بھاری ہو

حصہ دوم کتاب **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** حکمۃ اللہ البالغہ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔ احقر عباد اللہ محمد گوہر علی
علوی حنفی صوفی نقشبندی مجددی نوری لکھنوی تجاوز اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والخفی عرض پرداز ہے
کہ احقر اگرچہ چنداں علم و فضل نہیں رکھتا مگر قدرے علم سے مس و دسترس رکھتا ہے۔ اور اللہ
سبحانہ وتعالیٰ اور اسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اہل اسلام کا ہر فرد
بشر بوقت حاجت حتی المقدور التباس حق بالباطل کو اٹھا کر عامۃ الناس پر حق کو حق اور باطل کو باطل
ظاہر کردے اور بقدر وسعت علم اور سعت فہم حقیقت مخفیہ بہر طریق منکشف کردے لہذا یہ احقر
بھی لہذا یہ احقر اسی طریق چند سطور لکھ کر ہدیۂ ناظرین کرتا ہے۔ واضح ہو کہ اس زمانے میں معاصر
سائنس نے نظام عالم کے بارے میں کچھ ایسے عقائد و قواعد بیان کئے ہیں جو قرآن کریم اور حدیث
شریف کے مخالف اور کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ کے منافی ہیں چنانچہ انکا اصل الاصول جو مستلزم
نفی سماوات ہے یہ ہے کہ سورج ساکن ہے اور زمین اسکے گرد حرکت محوری و آنی کے ساتھ گردش
کرتی ہے۔ اور یہ بات صرف قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے ہی مخالف نہیں بلکہ جمیع ادیان و شرائع
سابقہ کے علاوہ دیگر مذاہب و فلسفہ وہیئت قدیمہ کے بھی خلاف ہے اور اجماع الناس۔ اخبار متواترہ
تاریخیہ۔ مشاہدہ مشترکہ تجربیہ کے بھی برخلاف ہے۔ اس امر کی تشریح و تفصیل تو حکمۃ اللہ البالغہ
کے حصہ سوم میں بیان کی جائیگی مگر اجمالی طریق پر اسیقدر یہاں بھی مندرج ہوتا ہے۔
(۱) یہ کہ قرآن شریف میں ہے والقیٰ فی الارض رواسی ان تمید بکم۔ اور۔ الم نجعل الارض
مہادا۔ والجبال اوتادا۔ جسکا مطلب شیخ سعدیؒ نے بیان فرمایا کہ۔ بیت۔
زمین از تپ لرزہ آمد ستوہ ÷ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ÷ اور دیگر آیات شریفہ
سے جنمیں زمین کی نسبت۔ فراش۔ بساط۔ قرار۔ مہاد وغیرہ الفاظ وارد ہوئے
ہیں ان سے بعبارۃ النص ثابت ہے اور دیگر آیات سے باشارۃ النص کہ زمین ساکن ہے اور
کسی حرکت سے متحرک نہیں۔ اسیطرح اللہ تعالیٰ نے سورج کی نسبت فرمایا فان اللہ یاتی بالشمس
من المشرق۔ والشمس والقمر دائبین۔ وسخر الشمس والقمر۔ کل یجری۔ والشمس تجری۔ وکل فی فلک
یسبحون۔ والسماء ذات الرجع۔ ان آیات شریفہ سے بھی بعبارۃ النص ثابت ہے کہ سورج و چاند و کواکب
و اجرام فلکیہ متحرک ہیں۔ اور موجودہ بائیبل میں ہے (اے خدا) تو نے زمین کو قائم کیا اور وہ ٹھہری ہوئی ہے
اور اسمیں یہ بھی ہے کہ آفتاب پہلوان کیطرح میدان میں دوڑنے سے خوش ہوتا ہے۔ افلاک کے ایک
کنارے سے اسکی برآمد ہے اور اسکی گردش انکے دوسرے کنارے تک ہے۔ بائیبل اور دیگر قوموں کے اقوال یہ ہیں
(۱) زمین کو شیش ناگ سہارا دیئے ہوئے ہے یعنی ہزار پھن والے سانپ کے سر پر ہے (۲) بیل کے سینگ پر ہے (۳) کسی پرند

(۴) ہوا کے سہارے پر ہے اس طرح زمین ٹھہری ہوئی ہے ۔ (۵) سورج سات مونہہ والے گھوڑے کے
رتھ پر سوار ہو کر سمیرو پربت سے ہو کر بالا پربت پر دورہ کرتا ہے ۔
صفحہ ۱۹۲ اور مجوسی بھی زمین کے سکون اور سورج کے حرکت کے قائل ہیں جیسے دساتیر [illegible]
صفحہ ۲۲ [illegible]
اور ویدوں میں ہے ۔ (۱) استوریہ ایکا کی چرتی ہے ۔ یجروید منتر ۔ ادھیائے ۲۳ ۔ ارتھا تھ
سوریہ اکیلا چلتا ہے ۔ (۲) اُترتیبن سوتا رتھینا دیوا یاتی بھوونانی پشتیں ۔ یجروید منتر ۲۹
ادھیائے ۳۳ ۔ ارتھا تھ سورن کے رتھ میں سوریہ دیو لوگوں کو دیکھتے جاتا ہے ۔ یہ یجروید کی واکیہ
جس سے سوریہ کا لوگوں کے چاروں اور گھومنا سدھ ہوتا ہے ۔ اور رگوید میں ہے [illegible]
نرتیم اور دیش) ۱۰۱ ۱۰ ہے جو پرتھوی چلتی ہوتی تو کیوں نرتی نام ہوتا کیونکہ
جسمیں گتی نہیں وہ نرتی ہے ۔ (نرتی نرعتات) ارتھا تھ جو ستھر ہو اسے نرتی کہتے ہیں
دیانند تمر بھاسکر اشٹم سمیلاس کھنڈنم صفحہ ۱۵۲ مصنفہ پنڈت جوالا پرشاد ۔ اور گرنتھ میں ہے
ہے مرج سورج بیچ درج چند + کوہ کرو زمین جگت زات + اس شبد سے بھی سورج و چاند کا چلنا
ثابت ہوتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ زمین ساکن ہے اور شب و روز سورج کی حرکت سے پیدا ہوتا
ہیں ۔ سائنس آف اسٹرانومی یعنی نظام شمسی کے عقائد و اصول مذہبی ۔
اول ہم نظام شمسی کے عقائد و اصول مذہبی بیان کرتے ہیں بعد ازاں اسکی تردید کرینگے انشاء اللہ العزیز ۔
نظام شمسی کے عقائد و قواعد یہ ہیں ۔ (۱) یہ کہ کرۂ زمین گول بشکل نارنج ہے اس کا محیط ۲۵ ہزار
اور مربع تقریباً بیس کروڑ اور مکعب قریب دو کھرب ۶۳ ارب میل ہے ۔ اور قطر خط استوا کا
۷۹۲۵ میل اور قطر قطبین کا ۷۸۹۹ میل ہے اور وزن زمین کا ۔
(۵۸۳۲۰۶۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) ٹن تک پہنچتا ہے ۔ (زمین) ہر طرف سے تھوڑے
اور زمین بجو کرۂ آب و کرۂ ہوا کے ایک کرۂ زمین کہلاتا ہے ۔ اور ہوا ۴۵ میل تک زمین کے گردا
گرد محیط ہے ۔ (۲) آفتاب کرۂ زمین سے حجم میں ۱۳ لاکھ ۱۰ ہزار ایک سو حصہ بڑا
ہے اور مادہ یعنی وزن میں تین لاکھ ۳۳ ہزار ۹ سو ۲۸ حصہ بڑا ہے اور ۹½ کروڑ
میل دور ہے ۔ لیکن موسم سرما میں ۳۰ لاکھ میل قریب ہو جاتا ہے ۔ (۳) آفتاب ساکن مرکز
عالم ہے اور زمین ریل کے پہیے کی طرح شب و روز اپنے محور پر حرکت کرتی ہوئی آفتاب کے گرداگرد
اپنے مدار ارضی بیضوی یا اہلیجی جس کی مسافت تقریباً ساٹھ ۶۰ کروڑ میل ہے ۔ ۶۸ ہزار
میل فی گھنٹہ کے حساب سے ۔ انرجی اور سورج کی قوۃ کشش سے مقہور و مجبور ہے تابان آفتاب
دیگران ایک برس یعنی ۳۶۵ دن ۶ گھنٹہ ۴۸ منٹ میں اپنے طواف کو ختم کرتی ہے ۔ اور خلا
کوئی چیز نہیں خلائے محض کا نام آسمان ہے ۔ اب نظام شمسی کے بڑے بڑے دلائل ذیل میں
درج کئے جاتے ہیں ۔ اول یہ ہے کہ اہل سائنس نے جس قدر کہ دلائل کو تلاش کیا اور ہر چند

۵ یا مگر سواد لفظ میں سے کچھ نتیجہ نہ نکلا نسبتی اصول کے لئے ہم ایک خیالی چیز کو مثال کے طور پر پیش کیا اور وہ یہ ہے کہ جب ہم ریل کے اندر بیٹھے ہوئے باہر کو دیکھتے ہیں تو ریل ساکن اور زمین چلتی ہوئی نظر آتی ہے - اسی طرح زمین ساکن اور سورج متحرک نظر آتا ہے لیکن دراصل جیسے ریل متحرک ہے اور زمین ساکن - ویسے ہی زمین متحرک اور سورج ساکن ہے - دوم یہ کہ چونکہ آفتاب کا حجم بہ نسبت زمین کے حجم کے بہت بڑا ہے اس لئے زمین کی گردش آفتاب کے گرد فرض کرنا اسکے عکس کی نسبت زیادہ قرین عقل ہے - سوم تجاذب عامہ سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ زمین ہی سورج کے گرد گھومتی ہے کیونکہ آفتاب زمین سے بہت بڑا ہے اسکی عظمت اور بڑائی اس امر کی دلیل ہے کہ اتنی بڑی چیز کا زمین کے گرداگرد پھرنا عقلاً ممتنع ہے - اگر زمین اپنے محور پر نہ گھومتی تو آفتاب سال بھر میں ایک دفعہ زمین کے گرد گھومتا دکھائی دیتا - سیسرو اور ثنائی سی قس نے کہا کہ اگر زمین کی گردش محوری مانی جاوے تو آسمانوں کی رفتاریں جو قیاس میں بھی نہیں آتیں دشواری سے خالی ہو جائیں - چہارم - اگر زمین کو سیارہ مانیں تو نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ زمین ایک سیارہ ہے جو باقی سیاروں کی طرح آفتاب کے گرد گھومتی ہے - پنجم - اگر ہم مانیں کہ زمین آفتاب کے گرد پھرتی ہے تو ہم کواکب کے ظاہراً جگہ بدلنے کی توجیہ بیان کر سکتے اور انکا حساب ٹھیک لگا سکتے ہیں - ملخص از مفتاح الافلاک وغیرہ - ششم - عقل اس بات کو نہیں مانتی کہ خدا جو سب سے بڑا عقلمند ہے زمین جیسی چھوٹی چیز کو گرم کرنے کیلئے سورج جیسے بڑے گولے کو جو اس سے کئی لاکھ گنا بڑا ہے زمین کے چاروں طرف جو چند میل لمبے میں لگا وے دہکتی ہوئی انگیٹھی میں بھٹوں کو گھما کر بھوننا عقلمندی کی بات ہے اور انگیٹھی کو بھٹوں کے چاروں طرف گھمانا عقل کے خلاف ہے - ریاضیہ جغرافیہ ۲۰ - ہفتم - سائنس دان لٹو کو لیمپ کے گرد اسکے محور پر گھماتے ہوئے پھر کر لڑکوں کو دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین لٹو ہے اور سورج لیمپ جیسے لٹو پھرتا ہے ویسے زمین پھرتی ہے اور جیسے لیمپ ساکن ہے ویسے سورج ساکن ہے - اور کہتے ہیں کہ دیکھئے تجربہ نے ثابت کر دکھلایا ہے کہ زمین متحرک اور سورج ساکن ہے - جوابات - اول تو [illegible] یہ غلط ہے کیونکہ حقیقت میں ریل متحرک ہے اور زمین ساکن اور یہاں عام [illegible] جانتے ہیں کہ زمین ساکن اور سورج متحرک ہے [illegible] حقیقی [illegible] ثابت نہیں ہو سکتی - دوم - یہ کہ کسی چیز کو فرض کرنا دلیل نہیں [illegible] واقعیت [illegible] سوم - [illegible] کی عظمت کا [illegible] - چہارم - زمین سیارہ نہیں [illegible] پنجم - [illegible] ششم - [illegible] ہفتم - [illegible] دنیا کو غلطی میں ڈالنا ہے کیونکہ یہ قیاس مع الفارق ہے - [illegible] زمین و سورج کا معاملہ قدرتی و طبعی ہے نہ اختیاری و قسری - اور [illegible] صاحب کہتے ہیں کہ علم ہیئت میں [illegible] اور اگر اسطرح کی [illegible] ہوئے ایک بڑے [illegible] کے گرداگرد پھیر کر سورج کو متحرک اور زمین کو ساکن ثابت کر [illegible] سکتے ہیں -

زمین کے سکون اور سورج کے تحرک پر دلائل یقینیہ ہیں۔ یہ دلائل علم طبیعی کے طریقے سے ہیں۔

دلیل اول اسکے لئے کئی مقدمے اور تمہیدیں ہیں۔ تمہید اول یہ ہے۔ حکمت کی تعریف یہ ہے
کہ احوال موجودات کو طاقت بشریہ کے موافق کما حقہ جاننا اور اسپر عمل کرنا حکمت کہلاتا
ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں (۱) حکمت نظری۔ (۲) حکمت عملی۔ حکمت نظری اُن موجودات کے احوال کا جاننا جنکا
وجود ہماری قدرت و اختیار میں نہیں جیسے زمین و آسمان و اجرام فلکیہ وغیرہ۔ اسکی تین قسمیں ہیں (۱) علم طبیعی یعنی
اُن موجودات کے احوال کا علم جو وجود ذہنی و خارجی میں مادہ کے محتاج ہوں جیسے انسان۔ پانی اور ہوا وغیرہ۔
(۲) علم ما بعد الطبیعی جسمیں تغیرات۔ زمان۔ مکان۔ حرکت۔ سکون۔ وغیرہ کی بحث ہوتی ہے۔ (۳) علم ریاضی
اسکی ایک قسم علم ہیئت ہے جس سے آسمان کے اجرام کے حرکات وغیرہ اور کرہ زمین کی کیفیت کا حال معلوم
ہوتا ہے۔ (۲) حکمت عملی۔ ان موجودات کے احوال کا علم جنکا وجود ہمارا قدرت و اختیار میں ہے جیسے
صناعات اور کاریگریوں میں مشق اور کوشش کرنا اور عمل میں لانا۔ تمہید دوم۔ علم طبیعیات وہ علم ہے جس
میں مادہ کی مختلف حالتوں اور کیفیتوں کا ذکر اور انکے اسباب کی تحقیقات کا بیان ہوتا ہے۔ اور اسکے
حصول کے وسائل مفصلہ ذیل ہیں۔ اول۔ امر زیر بحث کا مشاہدہ دوم اسکا تجربہ سوم اسکا سبب
چہارم اسکا نتیجہ۔ علم طبعی کا موضوع جسم اور قوۃ ہے اور علم کیمیا کا موضوع مادہ۔ کسی چیز کو اسکی قدرتی حالت
میں کسی قانون قدرت کے دریافت کرنے کی غرض سے دیکھنا مشاہدہ کہلاتا ہے۔ اور کسی چیز کو اپنے مطلب کے
موافق ترتیب دیکر کسی قانون قدرت کی دریافت کرنے کی غرض سے جانچنا تجربہ کہلاتا ہے۔ جب
ایک چیز کی ذریعہ سے کوئی اور بات دریافت ہوجائے تو پہلی چیز کو سبب اور دوسری کو اسکا نتیجہ کہتے
ہیں۔ تمہید سوم۔ (۱) کسی چیز کی حقیقت واقعیہ معلوم کرنے کے لئے لوگ تین سببوں کے محتاج ہوتے
ہیں۔ اگر کوئی حقیقت ان اسباب سے معلوم نہ ہو سکے تو اسکا ہونا ہی ممتنع ہے۔ (۱) حواس خمسہ
سلیمہ باصرہ لامسہ سامعہ ذائقہ۔ شامہ (دیکھنا۔ چھونا۔ سننا۔ چکھنا۔ سونگھنا۔) ہر ایک
حس سے وہی چیز محسوس ہوسکتی ہے جس کی حس کے لئے وہ قوۃ مقرر ہے مثلاً حس باصرہ سے
مرئی چیزیں اور انکے رنگ اور شکلیں اور مقدار اور سکون و حرکات وغیرہ معلوم ہوسکتے ہیں
اور حس لامسہ سے اشیاء کی شکل اور گرمی و سردی و سختی و نرمی۔ اور کیفیات الحادثہ اور
حرکت و سکون معلوم ہوسکتی ہیں اور قوۃ سامعہ سے آواز اور حس ذائقہ سے شئی کی لذت
اور شامہ سے شئی کا خوشبو دار یا بدبو دار ہونا معلوم ہوسکتا ہے جس قوۃ کا جو کام ہے وہ اُسی قوۃ سے ہو سکتا
ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ ایک قوۃ کا کام دوسری قوۃ سے نکلنے پائے۔ (۲) خبر صادق
ہے۔ اور اسکی دو قسمیں ہیں خبر متواتر۔ خبر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اسکا بیان

حجۃ اللہ البالغہ کے تیسرے حصے میں آئیگا - (۳) عقل بھی حصول علم کا سبب ہے - عقل نفس میں
ایک قوۃ ہے جسکی وجہ سے نفس علوم و ادراکات کے لیے مستعد ہوتا ہے - اور جو علم عقل کے
سبب سے ثابت ہو - اگر اسمیں غور و تامل درکار نہ ہو تو وہ ضروری ہے یعنی علم تصوری و تصدیقی
میں سے جس میں غور و تامل درکار نہ ہو وہ ضروری اور بدیہی ہے - اور اگر محتاج نظر و فکر ہو
تو وہ اکتسابی و کسبی ہے - لہذا بعض علوم بدیہی ہیں اور کسبی و نظری - تمام علوم کسبی و
نظری کا منتہاء علوم ضروری پر ہے کیونکہ یہ اُنکے مبادی اولی ہیں - ان ہی سے علوم نظری حاصل
ہوتے ہیں - علوم ضروری کی تین قسمیں ہیں اول وجدانیات یہ وہ ہیں جنکا علم انسان کو خود
اپنے نفس یا اپنے قوائے باطنی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے - مثلاً اپنے وجود یا اپنے خوف اور غضب
اور لذت اور الم - اور بھوک اور پیاس کا علم حاصل ہوتا ہے اور اس علم کا نفع کم ہے دوسرا حسیات
تمام تجربیات اور متواترات اور مشاہدات بھی اسی قسم میں داخل ہیں - تیسرا بدیہیات یعنے اولیات
اولیات ایسے قضایا ہیں کہ عقل بمجرد ان قضایا کے تصور کے حکم لگا دیتی ہے اور یہ دونو قسمیں عمدہ ہیں
اور علم منطق کا مسئلہ ہے کہ یقینیات چھے ہیں - بدیہیات اولیات - مشاہدات - متواترات - مجربات
حدسیات - قضایا قیاساتہا معہا - اور جو ان سے مرکب ہو وہ برہان ہے - تمہید چہارم
حکمائے یونان کا زمانہ ایجاد کا زمانہ تھا - اسقلینوس اول کی رائے فقط تجربہ پر تھی تیتوس نے قیاس
کو بھی تجربہ سے شامل کیا برامیدس نے صرف قیاس ہی پر عمل کیا افلاطون نے جانا کہ تجربہ بے قیاس
خطرناک ہے اور قیاس بے تجربہ مستلزم ہلاک لاجرم قیاس کو تجربہ سے ملایا - اور جو کتب قدیم کہ تجربہ
و قیاس دونو پر مبنی تھیں اُنپر اعتماد کیا پھر اسقلینوس ثانی نے افلاطون کی رائے کو درست دیکھ کر اسی پر
کاربند رہا - زمانۂ حال کے اکثر فلسفیوں کا یہ مذہب ہے کہ تمام یقینیات تجربہ سے حاصل ہوتے ہیں -
اس مذہب کا مشہور مقلد ہربرٹ سپنسر ہے - اوّل ہی اول لارڈ بیکن نے اپنی کتاب آرگنن جدید میں تجربہ اور
مشاہدہ کے فائدے کو مفصل بیان کیا اور کہا کہ انسان عالم خارجی اور عالم ذہنی میں فقط تجربہ اور مشاہدہ
سے صحیح صحیح علم حاصل کر سکتا ہے - مشاہدہ کی تعریف یہ ہے - مشاہدہ کسی حادثہ کو حالت ظہور
میں غور اور توجہ کے ساتھ دیکھنے کو کہتے ہیں اور اس حادثہ کو خاص اور خاطر خواہ قرینوں میں
ترتیب دیکر اُسکے نتیجہ کو مشاہدہ کرنا تجربہ کہلاتا ہے گویا ہر ایک تجربہ میں مشاہدہ ضمناً شامل ہے -
مل صاحب کہتے ہیں کہ مشاہدہ میں مثال قدرتی موجود ہوتی ہے اور تجربہ میں ہم قرائن اور عوارض کی
مصنوعی ترتیب اور ترکیب سے مثال کو خود پیدا کرتے ہیں - مشاہدہ میں تجربہ کی بنسبت کم عمل
کرنا پڑتا ہے - اسلئے تحقیقات علمی میں مشاہدہ کا رواج تجربہ سے پہلے پایا جاتا ہے حکمائے
یونان بھی اکثر مشاہدہ کیا کرتے تھے اور پھر مشاہدہ سے استدلال عقلی کر لیتے تھے - بعض علوم
میں فقط تجربہ کا اور بعض علوم میں فقط مشاہدہ کا کام پڑتا ہے - مثلاً علم ہیئت میں اور
طبقات الارض اور علم نباتات - اور علم حیوانات وغیرہ میں ہم فقط مشاہدہ کر سکتے ہیں

اور بخلاف اسکے علم کیمیا و علم روشنی اور علم قوۃ برقی وغیرہ میں بے تجربہ ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتے (لاجک) ان تمہیدات کے بعد ہم اپنے مدعا کو بیان کرتے ہیں۔ مل صاحب کے قول کے بموجب علم ہیئت میں فقط حس ومشاہدہ کا کام پڑتا ہے۔ خدا نے ہمکو حواس خمسہ سلیمہ اور قوۃ مشاہدہ اور قوائے عقلیہ عطا فرمائے ہیں ہم اسکے ذریعہ سے جیسے ہوا کو ساکن یا متحرک معلوم کر سکتے ہیں۔ اسیطرح پانی کو ٹھہرا ہوا (راکد) یا جاری یقیناً معلوم کر سکتے ہیں کسیکو اسکے حرکت و سکون میں شک وشبہ نہیں ہوتا۔ اسیطرح حواس۔ عقل۔ مشاہدہ کے ذریعہ سے زمین کے سکون اور اسکی حرکت زلزلہ کو یقیناً معلوم کر سکتے ہیں اور کسی سائنس دان کے بتانے کے سننے کی ہمیں ضرورت نہیں پڑتی۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادھا۔ یعنے ہر ایک شیئی اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ جب یہ ثابت ہوا کہ زمین کی حرکت زلزلہ کو اگرچہ اقل قلیل ہو جایکہ اسوقت زمین کی حرکت مستقیمہ اسیدھی واقعہ ہوتی ہے تو لوگ اسکو بذریعہ قوۃ عقلیہ و قوۃ خاصہ باصرہ و لامسہ کے محسوس اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور کسی قسم کے شک وشبہ کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ تو محال بلکہ ممتنع ہے کہ زمین حرکت محوری کرے اور سب کی سب تہ وبالا ہو جاوے اور ایک گھنٹے میں ایک ہزار میل مسافت طے کرے یا اس سے بدرجہا زیادہ تیز چلے اور کوئی آدمی اسکو ذرہ بھر تک بھی محسوس و مشاہدہ نکر سکے۔ پس زمین کی حرکت وہی ہے جو زلزلہ کیوقت حرکت کرتی ہے۔ اسکے بغیر ہمیشہ ساکن رہتی ہے پس زمین کی حرکت زلزلہ اور اسکے بغیر اسکا سکون مشاہدہ کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور مشاہدہ تمام سائنس دانوں کا تسلیم شدہ حجت و دلیل ہے۔ اس سے کوئی سائنس دان انکار نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ زمین یقیناً ساکن ہے۔ اور لامحالہ رات اور دن ہونیکے لئے سورج مشرق سے نکل کر مغرب کی طرف جاتا ہے۔ پس سائنس دانوں کا یہ قول کہ ہم جب ریل یا کشتی یا جہاز میں بیٹھے ہوئے دائیں بائیں دیکھتے ہیں تو ریل وغیرہ ساکن اور زمین چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اسیطرح زمین ساکن اور سورج متحرک نظر آتا ہے۔ لیکن دراصل جیسے ریل و کشتی متحرک اور زمین ساکن ہے ویسے ہی زمین متحرک و سورج ساکن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ چلتی ہوئی ریل اور کشتی کو تو کوئی کم عقل بھی ساکن خیال نہیں کرتا۔ اور زمین کو بجز معدودے چند تمام جہان کے عقلا یقیناً ساکن جانتے ہیں۔ ہم مشاہدہ کی تعریف پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مشاہدہ کسی حادثہ کو حالت ظہور میں غور اور توجہ کے ساتھ دیکھنے کو کہتے ہیں۔ یعنے آنکھ سے دیکھنے کے ساتھ قوۃ عقلیہ کا ہونا بھی ضروری ہے پس زمین کے سکون اور سورج کے تحرک کو تمام جہان کے عقلا نے جسطرح دیکھا ویسا عقل سے سمجھا اور یقین کیا۔ برخلاف اسکے چلتی ریل اور کشتی کو کوئی عقلمند ساکن نہیں جانتا۔ اسیطرح دائیں۔ بائیں کے اطراف کو کوئی دانا متحرک نہیں سمجھتا۔ پس اب سائنس دانوں کے مغالطہ کی قلعی کھل گئی اور انکی دلیل باطل ہو گئی۔

دلیل دوم ہم ہمیشہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ سورج ہر گھڑی افق مشرق سے نکل کر بتدریج ایک حد تک بلند ہوتا ہوا استواء کے بعد پستی کیطرف جھک پڑتا ہے

اور نیچے جاتے ہوئے افق مغربی میں جاکر غروب ہوجاتا ہے۔ ویساہی چاند بھی ہر مہینے کی ۱۴ اور
۱۵ تاریخ کو شام کیوقت افق مشرقی سے طلوع کرکے آسمانی فضا میں چلتا ہوا فجر کیوقت
افق مغربی میں جاکر غروب ہوجاتا ہے۔ قوۃ باصرہ سورج اور چاند دونوں کی رفتار کو یکساں
محسوس ومشاہدہ کرتی ہے اور قوۃ عقلیہ بھی دونوں یکساں متحرک جانتی ہے اور ہمیشہ اسیطرح
مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اسیواسطے تمام اہل شرائع ومذاہب اور حکماء سلف سورج اور چاند اور
کواکب کو متحرک اور زمین کو ساکن جانتے تھے۔ اور سائنسدان بھی چاند کو زمین کے گرداگرد متحرک
تسلیم کرتے ہیں لیکن اسیطرح پر سورج کی حرکت سے منکر ہیں۔ اب وجہ معلوم نہیں کہ کس دلیل سے
چاند کو متحرک اور سورج کو ساکن مانتے ہیں حالانکہ مشاہدہ سورج اور چاند دونوں کی رفتار کا یکساں
ہے۔ غرضیکہ زمین کا سکون اور سورج وچاند کا تحرک بداہت ویقین سے ثابت ہے
اور جو امر بداہت سے ثابت ہو اسکا ماننا ضروری ولابدی ہے۔ عقل اسکے انکار سے عاجز
ہے۔ ایک سائنسدان آفتاب کے گرد زمین کی حرکت کا ثبوت اس عبارت میں لکھتے ہیں۔ زمین کی سالانہ
حرکت کا ثبوت اس بات پر مبنی ہے کہ اسکو فرض کرکے سیاروں کی ظاہری حرکتوں کی توجیہ اچھی طرح بیان ہوسکتی
ہے۔ اس بات کے فرض کرنے کے لئے مختلف وجوہات ہیں۔ (۱) اول آفتاب کا حجم بہ نسبت زمین کے حجم کے
بہت بڑا ہے۔ اس لئے زمین کی گردش آفتاب کے گرد فرض کرنا اسکے عکس کی نسبت زیادہ قرین
عقل ہے۔ اس دلیل کا ابطال کئی طریق پر ہے۔ (۱) یہ دلیل اصلی نہیں بلکہ فرضی ہے اور دلیل فرضی
قابل احتجاج نہیں لہذا وہ دلیل ہی نہیں ہوسکتی۔ (۲) جس غرض کے لئے یہ دلیل فرضی بنائی گئی ہے
یعنی سیاروں کی حرکتوں کی توجیہ کیلئے۔ سو بطلیموس نے بھی اچھی طرح بیان کی ہے جو زمین کے
قائل تھے۔ چنانچہ مجسطی وشرح الچغمینی میں نہایت مفصل طور پر مرقوم ہے۔ تو پھر زمین کو متحرک بنانے
کی کیا ضرورت ہے۔ (۳) اگر سورج کی عظمت وبڑائی اس اقرار دلیل ہے کہ اتنی بڑی چیز کا چھوٹی چیز
کے اردگرد پھرنا مشاہدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ عقلاً ممتنع ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ بسا اوقات بڑی
کا چھوٹی چیز کے اردگرد پھرنا عقل اور مشاہدہ دونوں کی وجہ سے جائز ہے اور چھوٹی حجم والی چیز کا بڑی
حجم والی چیز کے گرداگرد پھرنا ناجائز وممتنع ہے۔ جیسے ایک پاؤ بھر وزن
کے لوہے کے ساتھ فٹ لمبے باحجم کاغذ کے گیند کو ایک تاگے کیساتھ باندھ کر چلتی ہوئی ہوا
یا جگہ میں ایک ہموار زمین پر چھوڑ دو تو تم دیکھو گے اور مشاہدہ کرو گے کہ اس لوہے کے
گولہ کے اردگرد کاغذ کا گیند ہی پھریگا۔ اور لوہے کا گولہ کاغذ کے گیند کے گرداگرد نہیں پھریگا
اور اہل سائنس کا یہ قول کہ سورج کا وزن زمین کے وزن سے کئی گنا زیادہ ہے
یقیناً بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اہل سائنس نے سورج کو جو ایک شعلہ نور ہے یا ایک کرہ
نار ہے نہ کسی ترازو سے وزن کیا ہے اور نہ اسکی وزن دار ہونے کوئی دلیل قائم کی ہے
اور نہ کوئی حجت مسلمہ قائم کرسکتے ہیں۔ کیونکہ عبدالرحمان کلیانی جج ریاست اودے پور

اپنی کتاب میں لکھتے ہیں - اہل ہیئت اس بات کو پایہ اثبات پر پہنچاتے ہیں کہ
سورج غایت درجہ کی لطیف حرارت کی مانند بھاپ کا ایک ڈھیر تھا اور وہ وسیع فضا
میں نہایت وسعت کے ساتھ حلقہ دار اسقدر پھیلا ہوا تھا کہ حد کشش مرکزی سے
باہر تھا جسقدر کشش مرکزی سے سکڑ سکا سکڑ گیا اسکا یہ کرۂ شمس موجود ہے -
روز ہستی - جسے - اب بالیقین ثابت ہوا کہ سورج چونکہ لطیف حرارت کا ایک
کرہ ہے اور اسیواسطے بوجہ سبکی خفت کے فوق میں ہے جو کچھ چیز سبک ہے وہ فوق
میں رہتی ہے - پس سورج کی مثال کاغذ کے گیند کیطرح ہے اور زمین کی مثال
لوہے کے گولے کی طرح جسطرح کاغذ کی گیند لوہے کے گولے کے گرداگرد پھرتی ہے
ویسے ہی سورج بھی زمین کے گرداگرد حرکت کرتا ہے - اب سائنس دانوں پر
واجب ہے کہ وہ اپنے قانون کے مطابق کسطرح سورج کو بھی زمین کے گرداگرد
متحرک مانیں اب بالضرور بداہۃً و یقیناً ثابت ہوا کہ رات اور دن ہونے کے
لیئے سورج ہی زمین کے اردگرد ہر طرف پھرتا ہے - فافہم و تدبر -

دلیل سوم } اگر زمین متحرک ہوتی تو اس تجربے سے ہمیں اسکا علم ہونا چاہیے کہ ایک وزندار
چیز کو کسی دھاگے سے باندھکر کسی مکان میں چھت کے ساتھ لٹکا دیں اگر
زمین متحرک ہے تو وہ چیز ہمیں ہلتی ہوئی نظر آویگی - جیسے کہ ہم ریل یا جہاز میں مشاہدہ
کرتے ہیں - حالانکہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ چھت کیساتھ لٹکی ہوئی چیز ہلتی نہیں
اس دلیل ثابت ہوا کہ زمین متحرک نہیں -

دلیل چہارم } اہل فلسفہ کے نزدیک یہ قانون مقرر ہے کہ زمین کا وہ حصہ جو آسمان
کے قریب ہے وہ فوق ہے اور وہ حصہ جو آسمان سے بعید اور مرکز زمین
کے قریب ہے وہ تحت ہے اور اہل سائنس کے نزدیک زمین کا جو حصہ سورج کے قریب
ہے وہ فوق ہے اور جو سورج سے بعید ہے وہ تحت ہے - اور اہل فلسفہ و اہل سائنس دونو
اسبات کے بھی قائل ہیں کہ پانی بالطبع سیال ہے اور وہ ضرور تحت اور نشیب
یعنی نیچے کی طرف بہتا ہے - جیسے دریاہائے پنجاب جہلم و چناب وغیرہ - اوپر یعنی
پہاڑوں کیطرف سے آتے ہیں اور دیار وغیرہ درختوں کی گیلیوں اور شاہتیروں
کو بھی ساتھ بہا کر لے آتے ہیں اور نیچے سمندر کیطرف بہتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور ہر شخص
اس بات پر بذریعہ مشاہدہ یقین رکھتا ہے - کسیکو مجال انکار نہیں اس تمہید کے بعد
عرض مدعا یہ ہے کہ اگر زمین کی حرکت محوری سے رات اور دن ہوتے ہیں اور آفتاب
مرکز میں ساکن ہے - تو ضرور چاہیئے کہ شام کیوقت جبکہ سورج افق مغربی میں غروب
ہوتا ہے - اسوقت بحر محیط یعنے سمندر جانب فوق میں ہو - یعنے اوپر ہو - اور

کیونکہ سائنسدانوں کے نزدیک جانب فوق وہ ہے جو آفتاب کے قریب ہو۔ اور جو سورج سے بعید ہو وہ پست ہے۔ اور چونکہ پانی مائع و سیال ہے لہذا وہ بالطبع مائل بہ پستی ہے۔ تو بالضرور یہ نتیجہ نکلنا چاہیے کہ ہر شب سمندر یا دریا جو مشرق سے آتے اور مغرب کو جاتے ہیں الٹے ہو کر بہتے ہوئے اور مغرب سے مشرق کو جاتے ہوئے نظر آویں۔ اور سمندر بھی الٹ کر ہندوستان پر سے چین وغیرہ ممالک کی طرف بہہ جایا کریں۔ اگر ہر شب کو ایک طوفان برپا ہوتا رہے تو دنیا کی آبادی ہی محال ہو جائے۔ چونکہ ایسا نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے۔ متحرک نہیں۔ تعجب ہے کہ سائنسدان زمین کی حرکت کے خیال پر مذہب اور دہرم سے بڑھ کر عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور تمام شرائع حقہ اور مذاہب مروجہ کے سچا اور جھوٹا۔ کھرا اور کھوٹا پرکھنے کے لیے اس نظام شمسی اور جغرافیہ اطفال کو معیار و محک بنایا ہوا ہے۔ فالعجب کل العجب۔

دلیل پنجم (تمہید قریب) ۔ استقراء مل صاحب کا قول ہے کہ استقراء استدلال خاص سے خاص کی طرف ہے لیکن ڈاکٹر ہو ویل صاحب کہتے ہیں کہ استقراء استدلال خاص سے عام کی طرف ہے۔ فرا صاحب کہتے ہیں ...... کہ ان دونو تقریروں میں چنداں فرق نہیں۔ لیکن مل صاحب کی بہ نسبت ہو ویل صاحب کا طرز بیان اچھا ہے۔ (ملاحظہ) یہ تقریر منطق شفاء بو علی سینا کا ترجمہ ہے۔ اب مشاہدہ اور استقراء سے ثابت ہے کہ زمین ساکن اور سورج متحرک ہے۔ اب ناظرین پر واجب ہے کہ ان یقینیات کو چھوڑ کر کوپرنیکس اور نیوٹن ... کے ... خیالات اور تخیلات اور ... کے پیچھے پڑیں یا حق کی اتباع کریں۔ اسی تمہید کے بعد تقریر دلیل یہ ہے۔ کہ زمین کی طبیعت ایک بسیط شئی ہے جو وسط عالم اور مرکز جہان میں سکون کی مقتضی ہے۔ اور بالطبع صاحب میل مستقیم ہے۔ اور جس شئی میں مبدأ میل مستقیم کا ہو۔ محال ہے کہ اسی میں مبدأ میل مستدیر کا ہو کیونکہ فلسفہ کے علم حرکت و سکون میں ایک ثابت و مقرر قانون ہے کہ اول ہر ایک جسم میں میل مستقیم یا میل مستدیر کی علت اور مبدأ کا ہونا ضرور ہے۔ دوسرا یہ کہ ایک جسم میں دو طبائعی میلوں یعنی میل مستقیم اور میل مستدیر کے دو مبدؤں اور علتوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔ جسم بسیط عنصری میں تو بوجہ بسیط ہونے کے چونکہ ایک طبیعت ہے اور ایک طبیعت دو منافی چیزوں کی علت نہیں ہو سکتی اور جسم مرکب میں بوجہ دو میلوں کے اجتماع نہیں ہو سکتا۔ اب بھی تجربہ اور مشاہدہ مکررہ سے ثابت ہوا کہ زمین کے اجزاء میں سے کسی جزو مثلاً پتھر وغیرہ کو اگر ہوا میں چھت کے اوپر سے چھوڑا جائے تو وہ بوجہ اپنی میل مرکزی کے بسمت خط مستقیم بر عمود اترتا ہوا زمین پر آ گرتا ہے۔ اور حرکت دوری نہیں کرتا۔ جیسے ہوا میں گردش ہو مغرب سے مشرق کی طرف نہیں جاتا۔ پس اس مشاہدہ مکررہ اور دلیل مستقری سے جزماً و یقیناً ثابت ہوا کہ زمین میں مبدأ میل مستقیم کا ہے ... کیونکہ زمین ایک عنصری بسیط الطبع ہے۔ اسی میں دو منافی مبدؤں اور علتوں کا جمع ہونا بوجہ اجتماع نہیں محال ہے پس زمین کی حرکت مستدیرہ سے یقیناً باطل ہو گئی۔ دوسرا ... کا یہ عذر کہ نہیں

کہ زمین اس پتھر وغیرہ کو جذب متعدی کیوجہ سے کھینچ کر ادھر گرا لیتی ہے - بالکل باطل ہے - اور اسکے ابطال
کے دلائل اس کتاب کے پہلے حصے میں گذر چکے ہیں - ان تجربے اور دلیل سے استقرائی یقینی ثابت ہوتا ہے
کہ زمین متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے -

دلیل ششم بالفرض اگر زمین کو متحرک مانا جائے جسکی رفتار فی ثانیہ ۱۹ میل یا فی گھنٹہ ہزار میل سے زائد
ہے - تو اب اس بات کا فیصلہ کرنا سائنسدانوں پر ضروری ہے - کہ کیا
ٹھہری ہوئی ہوا اور پانی کا جو حصہ زمین کے جس جس حصے کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ بعینہ زمین
کے اجزاء متصلہ کی طرح اپنے پورے حجم کے ساتھ بغیر کسی طرح کے تغیر و تبدل کے اور بغیر
انتقال عن موضع الی موضع کے زمین کے ساتھ ساتھ جاتا ہے یا نہیں - اگر زمین کے اس حصے
کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے کہ اسکی رفتار نہایت سریع ہے یعنی حالت پر نہیں جا سکتا بلکہ
بوجہ سبقت ہونے کے ہوا اور پانی کا وہ حصہ پیچھے رہتا جاتا ہے - اور آنیوالی ہوا یا پانی کا دوسرا
حصہ اسکی جگہ آتا رہتا ہے - جیسے کہ مشرق کیطرف جانیوالی گاڑی سے مشاہدہ کیا جاتا ہے
کیونکہ ریل مشرق کیطرف آگے بڑھتی جاتی ہے اور اسکا دھواں پیچھے رہتا جاتا ہے - ریل کی کھڑکی سے
اگر کوئی کپڑا باہر نکالے تو وہ پیچھے کو ہی لہرا آتا ہے - اسیطرح جب ہوا مشرق کیطرف کو چلتی ہو
تو [illegible] جھنڈا یا [illegible] کا پھریرا پیچھے مغرب کیطرف ہی لہراتا ہے بلکہ اگر کوئی ریل کے
پشت پر کھڑا ہو تو ہوا اسکو پیچھے کیطرف گرا دیتی ہے - اسیطرح اگر کوئی آدمی ریل کے ساتھ
ساتھ زمین پر چلتا ہو یا ہوا میں کوئی پرندہ ریل کے محاذی مشرق کیطرف جاتا ہو تو وہ آدمی
اور پرندہ دونوں پیچھے رہجاتے ہیں اور ریل آگے بڑھ جاتی ہے - اگر اسبات کو اہل سائنس مانتے ہیں
تو ضرور ہے کہ اڑنے والے پرندے یا ہوائی جہاز یا بادل وغیرہ غرضیکہ کوئی جسم ہوا پر مشرق کیطرف
اڑتا ہوا ہمیں نظر نہ آئے - کیونکہ جب ریل ان سے آگے بڑھ جاتی ہے اور زمین کی حرکت تو بہت
ریل سے زیادہ اور تیز ہے - ریل ایک گھنٹے میں ۲۵ میل چلتی ہے اور زمین ہزار میل چلی
جاتی ہے - جس مسافت کو پرندہ کئی دن میں اور ہوائی جہاز ایک گھنٹہ میں طے کرتا ہے زمین
اسکو ایک ثانیہ میں طے کر جاتی ہے - دوم چاہیئے کہ پرندے مشرق میں کسی مقام پر نہ پہنچ سکیں
بلکہ جو اپنی جگہ سے دور ہوا پر چلے جاتے ہیں اور سارا دن تقریباً ہوا پر اڑتے رہتے ہیں - ضرور
ہے - کہ وہ اپنے آشیانے اور مکان پر نہ پہنچ سکیں - کیونکہ انکے اڑنے کی حالت
میں زمین کئی ہزار کوس تک انکے آشیانوں اور مکانوں کو ساتھ لئے ہوئے مشرق کیطرف
بڑھ جاتی ہے اور وہ پیچھے رہ جاتے ہیں - سوم - ہوا اگرچہ ٹھہری ہوئی ہو تاہم وہ ہمیں مغرب
کیطرف زور سے چلکر آتی ہوئی [illegible] جاتی ہوئی نظر آوے - جیسے ریل کے دریچے سے منہ باہر
نکالنے سے [illegible] اور محسوس ہوتی ہے - چہارم - چاہیئے کہ مشرق کیطرف سے آنیوالا
گولہ [illegible] - بیشک مشرق رخ کو جاتے ہوئے پر [illegible]

کوئی وجہ نہیں کہ وہ دریا اور ہوا اسی پہلی جگہ کے ساتھ رہیں اور انکو نہ چھوڑیں بلکہ ضرور ہے
وہ دونوں پہلی جگہ سے منتقل اور متبدل ہو جائیں پس واسطے انکا وقوف محال ہے اور یہ امر مشاہدہ
سے ثابت ہے۔ دوئم۔ اسیطرح ہر روز ہم دیکھا کرتے ہیں کہ بحری اور ہوائی جہاز پر سے اگر پتھر
سیدھا اوپر کو پھینکا جائے تو وہ نیچے اور جانے اور واپس آنے کے اثناء میں جہاز بطرف مشرق چلا جائے
اور وہ پتھر جہاز سے مغرب کیطرف گرے۔ مگر یہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہوا انکو جہاز سے ادھر
ادھر نہیں گرنے دیتی تو پھر چلتے ہوئے جہاز سے پتھر اوپر کو پھینکا جائے۔ ضرور وہ جہاز سے بجانب مغرب
واقع ہوگا اسوقت ہوا اسکو کیوں نہیں روکتی۔ سوئم۔ جب ہوا ساکن ہو تو ایک پتھر اونچے برج کو
مینار کے اوپر سے چھوڑا جائے تو چاہئے کہ برج بہ نسبت پتھر کے مشرق کیطرف واقع ہو کیونکہ
ہوا کا اثر بہ نسبت ثقیل کے خفیف پر زیادہ پڑتا ہے۔ اور ہوا چونکہ بوجہ حرکت زمین کے
مشرق کیطرف جاتی ہے تو چاہئے کہ بہ نسبت پتھر کے برج کو مشرق کیطرف دور لے جائے جیسے جبکہ
اگر مشرق کیطرف جاتی ہو تو یہ امر مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ چہارم۔ اس صورت میں کہ کرہ بحر و
کرہ ہوا بھی زمین کی حرکت کے ساتھ ساتھ زمین کے اجزاء متصلہ کیطرح بالعرض حرکت کرتے
ہیں۔ تو ہم فرض کرتے ہیں کہ دو قسم کے بحری و ہوائی جہاز اور چند پرندے ایک مقام سے ایک وقت
میں مساوی رفتار سے مشرق کیطرف چلے اور کچھ مغرب کیطرف۔ مشرق کیطرف جانیوالوں کی تین حرکتیں
ہیں (۱) انکی اپنی حرکت (۲) زمین کی حرکت (۳) ٹھہرے ہوئی بحر اور ہوا کی حرکت بوجہ حرکت
زمین کے۔ لیکن زمین کے یہ دو حرکتیں ان کی حرکات کی ممد و معاون ہیں اور مغرب کیطرف جانیوالوں
کی صرف ایک ہی اپنی حرکت تھی مگر یہ آخری دو حرکتیں انکی حرکات کے مخالف و مقابل ہو کر مزاحم
اور روکنے والی ہو گئیں۔ اس طرح پر لازم ہے کہ مغرب کیطرف جانے والے جس مسافت کو دن بھر
میں طے کریں۔ مشرق کیطرف جانے والے اسکو ایک گھنٹے میں طے کرلیں۔ جیسے کہ اگر دریا اور جبکہ وہ مشرق
کیطرف جاتے ہوں تو مشرق کیطرف جانیوالے جہازوں اور پرندوں کے ممد و معاون ہو کر انکی رفتار
کو نہایت تیز اور سریع بنا دیتے ہیں اسیطرح مغرب کی سمت کی رفتار نہایت بطئی کہ [illegible] ہیں۔ حتی کہ
جس مسافت کو مغرب کیطرف جانیوالے ایک دن میں طے کرتے ہیں۔ مشرق کیطرف جانے والے ایک
گھنٹے میں طے کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اسطرح وقوع نہیں ہوتا۔ پس ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے۔

دلیل ہفتم۔ اگر زمین کی حرکت محوری ہی ستاروں کے ظاہر و غائب ہونے کا سبب ہے تو چاہئے کہ اگر ستاروں
کی طرح ستارہ قطبی بھی ظاہر و غائب ہوتا ہے مگر وہ ہر شب کو ہمیشہ ظاہر ہی رہتا ہے
اور غائب کبھی نہیں ہوتا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ ستاروں کے طلوع و غروب کا سبب انکی
اپنی حرکت ہے نہ کہ زمین کی حرکت محوری ہے

دلیل ہشتم۔ اگر زمین سورج سے ساڑھے نو کروڑ میل [illegible] بقدر [illegible] حرکت اسی
کے ساتھ [illegible] سے متحرک رہتی ہے تو چاہئے [illegible]

لیئے ہوئے گزرنے نہ دے۔ کیونکہ ایک ٹھوس جسم دوسرے ٹھوس جسم کو اپنے بیچ میں
بغیر سوراخ کئے گزرنے نہیں دیتا۔ اسی وجہ سے حکمائے فلاسفہ یونان نے آسمانوں کے وجود ہی سے
انکار کر دیا ہے لیکن آسمانوں کا وجود دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے اس بحث کے متعلق
تفصیلی بیان کسی اور مقام پر آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ [illegible]۔ اب ہم زمین کی حرکت کو۔ ایک اور
دلیل سے [illegible] فرض کرو کہ ہوا کی حرکت عارضی بحرکت زمین مغرب
سے مشرق کیطرف ہے اور ہوا کی اپنی حرکت مشرق سے مغرب کیطرف ہے اور یقیناً کافی
بعید بات ہے کہ ہوا کی حرکت عرضی بحرکت ارضی [illegible] اسکی اپنی حرکت کی نسبت ہزار
درجہ سریع اور تیز ہے۔ اس صورت میں اگر ایک پتھر یا ایک پر یا کاغذ کے ٹکڑے کو مینار
کے اوپر سے ہوا میں چھوڑا جائے تو چاہیے کہ پتھر تو قریب مغرب اور پر یا کاغذ کا ٹکڑا جانب
مشرق واقع ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا اسکے برخلاف ہے۔ یا ایسی حالت میں دو پرندے ہوں کہ ان میں
سے ایک مغرب کو اور دوسرا مشرق کو اڑے تو ضرور ہے کہ مشرق کو جانے والا بہ نسبت مغرب کیطرف
جانے والے کے تیز ہو حالانکہ [illegible] اسکے برخلاف وقوع میں آتا ہے مغرب کو جانے والا
نہایت سریع اور مشرق کو جانے والا نہایت بطی اور ٹھہرا ہوا نظر آتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات جو کچھ
اسکو مقام اول میں سے بھی پیچھے ہٹا دیتا ہے [illegible] جب کرۂ بحر اور کرۂ ہوا دونوں متحرک
ہونگے تو اس صورت میں جو کشتی مشرق کو جانے والی ہو وہ مغرب کی طرف جانے والی کشتی
سے نہایت تیز ہو اور مغرب جانے والی نہایت بطی ہو کیونکہ مشرق کیطرف جانے والی کشتی کو
زمین اور بحر کی حرکتیں بھی ممد و معاون ہوتی ہیں تو اسکی مدد کرتی ہیں۔ اور مغرب کیطرف جانے
والی کشتی کو اسکی اپنی حرکت کے بغیر زمین اور بحر کی حرکتیں اسے روکتی ہیں تو اسکی معمولی
ایک حرکت بھی پوری نہیں۔ حالانکہ وہ مساوی رفتار سے مسافت طے کرتی ہیں۔
ان دلائل طبعیہ سے صاف ثابت ہے کہ زمین ساکن ہے متحرک نہیں۔ [illegible]
اب ہم زمین کی حرکت کو بذریعہ علم ریاضی [illegible] (الجبرا ریاضی) و علم ہندسہ کے باطل کرتے ہیں
دلائل ریاضیہ یہ ہیں

دلیل نمبر ۹ سائنس کا عقیدہ ہے کہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہوئی اپنے مدار پر چکر کاٹتی چلی
جاتی ہے جیسے ریل گاڑی کا پہیہ اپنے محور پر گھومتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے
اور زمین چوبیس گھنٹے میں صرف ایک بار اپنے محور پر گھومتی ہے جس سے رات دن ہوتا ہے
اور چونکہ زمین کا محیط صرف ۲۵ ہزار میل ہے تو ثابت ہوا کہ ایک گھنٹے میں صرف ایک ہزار
میل مسافت کسی زاویہ طے کر سکتی ہے۔ اب سائنس کا دوسرا عقیدہ ہے کہ زمین ایک گھنٹے میں
۶۸ ہزار میل طے کرتی ہے یہ بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ ایک وقت اور ایک ساعت میں ایک
جسم سے دو متضاد حرکتوں کا صادر ہونا محال ہے۔ ریل گاڑی کا پہیہ [illegible] اپنی حرکت [illegible]

کے اور کوئی حرکت صادر نہیں ہو سکتی۔

دلیل دہم ۱۰ } جب زمین اپنے مدار پر چکر لگاتی ہوئی بڑھتی جاتی ہے تو کبھی وہ سورج سے تیس لاکھ میل فاصلہ دور ہو جاتی ہے اور کبھی وہ تیس لاکھ میل سورج کے قریب ہو جاتی ہے۔ تو اسقدر قرب و بعد کی حالت میں سورج کی ٹکیا کا بڑا اور چھوٹا دکھائی دینا ایک لازمی امر ہے اور اس تفاوت کو بھی اہم عذر کے طور پر بنائے جاتے ہیں۔ اور کوپرنیکس نظام شمسی کا استاد ہے۔ اس نے سورج کا فاصلہ زمین سے پچاس لاکھ میل بتلایا ہے۔ پس جب ہم موسم سرما میں بہ نسبت موسم گرما کے تیس لاکھ میل سورج کے قریب ہو جاتے ہیں تو اسقدر قرب کے حالت میں ضروری ہے کہ موسم گرما کی نسبت موسم سرما میں سورج کی ٹکیا دوگنی سے زیادہ نظر آئے۔ حالانکہ ذرہ بھر کمی بیشی معلوم نہیں ہوتی۔

دلیل یازدہم ۱۱ } جب نظام کوپرنیکس کے اصول شائع ہوئے تو موافقین و مخالفین سبھی اس پر ہر طرح طرح کے اعتراض کرنے لگے چنانچہ ایک اعتراض نامی مشہور ہیئت دان ٹائیکو براہی نے بھی کیا جو دراصل ارسطاطالیس نے فیثاغورس کے مذہب پر کیا تھا یعنی اگر زمین حقیقت میں سورج کے گرد گھومتی ہو تو مناظر ثوابت کی سمت میں تغیر پیدا ہونا چاہیے۔ ایک وقت خاص میں جبکہ بقدر دور زمین کے قطر کی مسافت کے افلاک کے ایک مقام معینہ سے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے بہ نسبت اس قرب کے جو ہمیں چھ مہینے پہلے حاصل تھا۔ لہذا ثوابت کی ہیئت اعتباری پر اس قرب و بعد کا اثر پڑنا چاہیے اور انکے مناظر میں تغیر واقع ہونا چاہیے یعنی جوں جوں ہم ان (ثوابت) کے قریب ہوتے جائیں (یہاں تک کہ ۱۹ کروڑ میل قریب ہو جائیں) اور جوں جوں ہم دور ہوتے جائیں (یہاں تک کہ ۱۹ کروڑ میل دور ہو جائیں) وہ آپس میں ملے ہوئے نظر آنے چاہئیں۔ یا باصطلاح ہیئت ان ستاروں کے مابین زاویہ اختلاف منظر پیدا ہونا چاہیے۔ کسی ستارہ کا زاویہ اختلاف منظر وہ زاویہ ہے جو ان خطوط کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے جو اس پر علی الترتیب سورج اور زمین کی طرف کھینچے جائیں۔ جس زمانے کا ہم ذکر کر رہے ہیں زمین سے سورج کا فاصلہ بہت کم خیال کیا جاتا تھا اگر اس وقت یہ معلوم ہوتا جیسا کہ اب معلوم ہے کہ یہ فاصلہ نو کروڑ میل فاصلے سے بھی زیادہ ہے یعنی دور زمین کا قطر اٹھارہ کروڑ میل سے اوپر ہے تو اعتراض متذکرہ بالا بلاشبہ نہایت قوی سمجھا جاتا۔ اس اعتراض کا جواب ٹائیکو کو یہ دیا گیا تھا کہ چونکہ اجرام سماوی کا زاویہ اختلاف منظر اسی نسبت سے گھٹ جاتا ہے جس نسبت سے کہ ان کا فاصلہ بڑھتا جاتا ہے لہذا ممکن ہے کہ کوئی ستارہ اس قدر دور و دراز فاصلہ پر ہو کہ اسکا زاویہ اختلاف منظر محسوس و معلوم ہی نہ ہو سکے۔ متقدمین کے مذہب میں بھی یہ اعتراض دراصل انہیں لوگوں کا ہے جو زمین کے سکون کے قائل ہیں۔

مگر یہ وہ لاجواب اعتراض ہے کہ جس کا جواب اُس زمانے سے لیکر اِس زمانے تک صدیاں
کے گزرنے کے بعد بھی نہیں دیا گیا اور نہ ہی آیندہ دیا جا سکتا ہے - کیونکہ ہمیشہ ثوابت کی کمی
وبیشی اور ظہور وخفا میں بلا تغیر وتبدل یکسانیت ہی نظر آتی ہے - فافہم وتفکر -

دلیل دوازدھم } الجاد نتیجہ حالات - یعنے زمین سے آفتاب کسقدر فاصلہ پر ہے -
کوپرنیکس کے زمانے میں منجمین کا خیال تھا کہ آفتاب کا فاصلہ
پچاس لاکھ میل سے زیادہ نہیں ہو سکتا بلکہ بعض کی رائے تو یہ اندازہ بھی کچھ مبالغہ آمیز
تھا - ٹائیکو براہی کے ارصادات پر نظر ثانی کرتے ہوئے کیپلر نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ اندازہ بہت
کچھ اضافہ کا محتاج ہے - اور آفتاب کا فاصلہ ایک کروڑ تیس لاکھ میل سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتا
سنہ ۱۶۷۲ء میں کیسینی نے ظاہر کیا کہ یہ اعداد بھی اصل سے بالکل مطابقت نہیں رکھتے - اصلی فاصلہ
آٹھ کروڑ پچاس لاکھ میل ہے - گرینچ کی رصدگاہ سے تمام ارصادات قابل اطمینان انجام
دیئے لیکن مختلف مقامات کے رصدی نتائج کا جب مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اتفاق جو ان
سب میں موجود ہونا چاہیے تھا مفقود ہے - یعنے کم سے کم فاصلہ آٹھ کروڑ اسی لاکھ اور زیادہ
سے زیادہ فاصلہ دس کروڑ نو لاکھ میل قرار پاتا ہے - اس تفاوت کی تنقید کے لئے مشہور
ومعروف منجم انکے نے سنہ ۱۸۲۲ء و ۱۸۲۴ء میں ان مختلف ارصادات پر نظر ثانی کی اور یہ
نتیجہ نکالا کہ آفتاب کا زاویہ اختلاف منظر افقی یعنے اس مثلث کا زاویہ الراس جس کا قاعدہ
نصف قطر ارض ہے اور دونوں ساقین آفتاب پر جاکر ملتی ہیں بقدر ۸٫۵۷۷۶ ثانیہ
کے ہے - اور اس لئے زمین سے آفتاب کا فاصلہ نو کروڑ باون لاکھ چوہتر ہزار میل ہے - اسکے بعد
انہیں ارصادات پر تبصرہ ہنسن نے کیا اور نتیجہ نو کروڑ سولہ لاکھ اٹھاسی ہزار میل نکالا
ہنسن کے بعد لیوریئر نے اپنے پیشرو کے نتیجہ پر ایک لاکھ میل کا اضافہ کیا - ایئری اور اسٹون
نے دوسرے طریقے سے اس نتیجہ پر پہنچے اور کہا کہ فاصلہ آفتاب کا نو کروڑ چودہ لاکھ میل ہے
البتہ اسٹون نے ارصادات سابقہ کی تنقیح سے یہ رائے قائم کی کہ حقیقی فاصلہ نو کروڑ تیرہ لاکھ
میل ہے - سب سے آخر میں فوکا اور فیزو نے طبعی تجربات سے جو بابت رفتار نور کے اندر ہیں
تھے اور اس لئے بلحاظ نوعیت ان رصدی بدوات سے بالکل مختلف تھے جن کا انحصار
مرور زہرہ پر تھا یہ نتیجہ نکالا کہ فاصلہ نو کروڑ چودہ لاکھ میل ہے تاوقتیکہ سال آیندہ
سنہ ۱۸۸۲ء مرور کے نتائج معلوم نہ ہوں - یہی تسلیم کرنا چاہیے کہ آفتاب سے زمین کا فاصلہ نو
کروڑ بیس لاکھ میل سے کسیقدر کم ہے - اور تازہ ترین اکتشافات نے اس اندازہ
میں کسی قدر ترمیم کی ہے - اور اس وقت ۱۹۰۷ء میں منجمین عالم کے نزدیک یہ
امر متفق علیہ ہے کہ سورج کا فاصلہ نو کروڑ اٹھائیس لاکھ میل ہے - جو کہ مذہب وسائنس کی

ترجمہ اردو "کنفلکٹ بیٹوین ریلیجن اینڈ سائنس" مصنفہ ڈاکٹر جان ڈریپر ایم اے ایل ایل ڈی

تقریریں ہیں کیونکہ عقل قطعی میں یہ امر لازم نہیں کہ صغیر ہمیشہ کبیر کے گرد متحرک ہو کیا
نہیں دیکھتے ہو کہ گھڑی میں ایک محور کے پہیہ کے گرد بڑے پہیے حرکت کرتے ہیں۔

دوسری تقریر نقض اگر ہم فرض کریں کہ آفتاب مرکز ہے اور زمین اسکے گرد (۳۶۵) دن میں
سالانہ دورہ پورا کرتی ہے تو یہ حال سے خالی نہیں کہ یا تو محور کے گرد گھومنے کی حرکت سے
آگے بڑھتی جاتی ہے جیسے ریل کا پہیہ اپنے محور پر چکر کھاتا اور آگے بڑھتا جاتا ہے جس سے مسافت
طے ہوتی ہے۔ پس اگر یہ صورت مانتے ہو تو زمین ہر روز و شب میں ایک چکر کھائیگی
اور اس چکر سے اسی قدر طے ہوگا جسقدر کرۂ زمین کا محیط ہے اور وہ ۲۵ ہزار میل ہے
اور چونکہ سال (۳۶۵) دن میں دورہ پورا ہو جاتا ہے۔ تو آفتاب کے گرد اسنے
جو دائرہ بنایا اسکی مسافت دونو کا حاصل ضرب یعنی (۳۶۵ × ۲۵۰۰۰ =
۹۱۲۵۰۰۰) سے کچھ زائد ہے یعنی سال میں زمین اسقدر مسافت طے کرتی ہے۔ اب ہم
دوسرے طریق سے اس دائرے کی مسافت نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ زمین سے
آفتاب تک ساڑھے نو کروڑ میل فاصلہ ہے۔ اگر اسکو نصف قطر مانو تو پورا قطر ۱۹ کروڑ
ہوا اور قطر و محیط میں (۷ و ۲۲) کی نسبت لگانے سے محیط (۵۷) کروڑ سے زائد
ہوگا اور اگر دائرہ بیضاوی کی کمی دیکھو تو پچاس کروڑ سے کسی طرح کم ہونا ممکن نہیں
حالانکہ تمنے صرف اکانوے لاکھ بیان کیا ہے یہ محض خبط ہے اگر تم کہو کہ زمین اپنے محور پر
مغرب سے مشرق کو حرکت کرتی ہے اور مختلف جذبات کھینچنے سے وہ شمال کی جانب بڑھکر قطع
مسافت سالانہ کرتی ہے۔ اسطرح کہ آفتاب کی کشش اپنی طرف اور زمین کی نفرت اپنی طرف
اور دیگر کروی سیارات کے جذبات اپنی طرف کھینچتے ہیں لہذا دائرہ کی شکل میں رواں ہو کے
اور ایک منٹ میں (۶۶) ہزار میل بڑھ جاتی ہے میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ اعجوبہ سننے کے
قابل ہے کہ جذب آفتاب باوجود اسقدر قوۃ شدیدہ کے جسکے سامنے زمین و سیارات ملاکر اسکی
زیادہ نہیں کہ جیسے تنکے کے مقابلہ میں کوہ۔ پھر زمین کی طبیعت کیا مقابلہ کر سکتی ہے اور
آندھی کے مقابلہ میں مچھروں کے پروں کی ہوا کیا اثر پیدا کریگی۔ لیکن ہم اس اعجوبہ کو چھوڑ کر
بدیہی چند طور سے بطلان ظاہر کرتے ہیں۔ اول تو یہ تم مانا کہ زمین ان مختلف جذبات سے
مستقیم رفتار سے نہیں چل سکتی بلکہ مستدیر صورت میں ہو جاتی ہے لیکن زمین کی ذاتی حرکت مستدیرہ
ہے جب اسمیں شمالاً جنوباً مستدیر حرکت کی تو شرقاً غرباً اسی ساعت میں محوری حرکت محال ہے
جیسا کہ حکم دوم میں مذکور ہو چکا ہے اور زمین کا محور حرکت متحد نہیں کہ اسکو مقتضائے ذاتی سے
روکے چاہے کہ سامنے کو بہ صورت اسکو کھینچنے والی نہیں اور اگر ہوتی تو بھی غیر متحد محور میں وہ ذاتی
حرکت مستدیرہ سے اسکی جانب رواں ہوتی پس محال ہے کہ بیک وقت دو حرکت متضادہ جمع ہوں
دوم یہ کہ کرۂ زمین اس پانی و مٹی کے مجموعہ کا نام ہے یعنی خشکی جس سے سات گنے سے زائد

پانی اس خشکی کے گرد محیط ہے اور مجموعہ کرہ مذکورہ صرف شرقاً غرباً متحرک ہو شمالاً جنوباً نتیجہ
تو کوئی وجہ نہیں کہ پانی متصل رہے بلکہ واجب ہے کہ نیچے کے خلائے غیر متناہی میں بکھر جائے۔ کہا
گیا کہ تیزی حرکت سے پانی چھلکنے نہیں پاتا۔ جواب یہ کہ چوبیس گھنٹے میں صرف مستدیرہ حرکت
۲۵ ہزار میل سے کچھ اوپر یعنی فی گھنٹہ ایک میل کے قریب ہوئی اور وہ اس عظیم جسم کے مقابلے میں
محض سست حرکت ہے اور شمالاً جنوباً البتہ فی لمحہ ۶۸ ہزار میل طے ہوں لیکن وہ
مستدیرہ ہوکر حرکت محوری کے ساتھ اسکا جمع ہونا محال ہے۔ جیسا کہ ثابت کر چکے ہیں۔
علاوہ ازیں وہ پانی جانب شمال یا جنوب سے بہ جائے کہ وہاں حرکت نزار دے۔ کہا
گیا کہ ہوا کا بوجھ دابے ہوئے ہے۔ جواب یہ کہ سمندروں پر ہوا کی خاصیت مفید ہوئی لیکن
برتن کے قلیل پانی پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اگر کہو کہ مرکز ثقل سے پانی حرکت کرتا ہے تاکہ بادل
سے بہ جائے اور ہوا روک نہیں سکتی۔ جواب دیا جاویگا کہ پانی کا مرکز بالطبع سافل
ہے تو سمندروں کے نزول کو آندھی بھی روک نہیں سکتی۔ مترجم کو افسوس ہوتا ہے
کہ ایسے خیالات کے رد کرنے میں زیادہ وقت رائگاں کیا جاوے۔ وجہ سوم یہ کہ
جب شمالاً جنوباً ایک لمحہ میں ۶۸ ہزار میل رفتار رہے تو ہم ایک لمحہ میں اسکا امتحان
کیا دیتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ایک توپ سے ایک گولہ جانب آسمان چھوڑا اور وہ گولہ
اب زمین میں سے علاوہ جدا ہوکر اسی خلا میں ہے اور زمین اسی خلا میں متحرک ہے لیکن
اگر وہ گولہ ایک لمحہ تک ٹھہر کر نکلا ہے اور گرتے انکو ایک منٹ صرف ہوا تو زمین
اتنی دیر میں ۶۸ ہزار میل پہنچ گئی حالانکہ یہ بالکل دروغ کیونکہ صرف دس پانچ
قدم پر گرتا ہے وہ بھی جو کہتے ہیں کہ اور کچھ ہوا کی مزاحمت کا ہے اور خود ان لوگوں
نے اسکی آزمائش کی تکلیف اور ایسا اقرار کیا کہ گرتا میں بعض کم
کالج میں
لگاو رکھتے۔ اگر کہو کہ زمین کے گرد کے سارے کرہ ہوائی متحرک ہے۔ جواب یہ کہ تمام ہوائی خلا
لیے جوف و طبق بطبق یکساں متعلق ہے۔ اگر کہو کہ زمین کا جذب اس گولہ کو کھینچتا ہے تو
جواب کہ زمین شمالاً جنوباً ۶۸ ہزار میل سے کم نہیں اور جذب میں ہر جگہ یکساں ہے تو
پانی بھی پر بھی شمال مثلاً لندن میں جو گولہ چھوڑا وہ ایک منٹ کے بعد کلکتہ یا بنگال جزیرہ
میں ملتا (مگر ایسا نہیں ہوتا) یہ محض دروغ اور مہمل خیالات ہیں۔ منقول از تفسیر
مواہب الرحمن سید امیر علی صاحب مترجم فتاویٰ عالمگیری۔ شیخ نظامی رحمۃ اللہ علیہ کا

شعر ذیل کتاب حکمۃ اللہ البالغہ کے شان نہایت منطبق اور نہایت
موزون و چسپاں و مناسب حال ہے وہو ہذا۔ بیت

سیاہی دہ خال عباسیاں ÷ سفیدی بر چشم شامیان ÷

تمام شد حصہ ثانی کتاب حکمۃ اللہ البالغہ

نباید زعاجز تکلف کنان ٭ دگر خصم باز یا خورد نی ٭ زبان تازه کردن باقرار تو ٭ نینگیختن علت از کار تو ٭
حسابان کرد ہیں بگذر دگر ایں ٭ زراز تو اندیشہ آگہی نیست ٭ بر جو آفرید الطیب حدز ٭ بجازت نہ اسرار ہمہ نیاز ٭
جہان آفرینی زمین و زمان ٭ بمال گردش ایجاد آسمان ٭ کہ چند اکثر اندیشہ گردد بلند ٭ بسر خود برون آورد زین کمند ٭
خصاف فلک برکشیدی بلند ٭ فرو کردی اندیشہ اندر شیند ٭

ہاں مگر وہ انسان کامل اور مجسم عقل اور عقل کل یعنی سیدالرسل حضرت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ جنہوں نے
ہفت سموات و کرسی و عرش کا سیر کیا ہے اور خدا تعالٰے کے دیدار بلا حجاب سے مشرف ہو کر اللہ تعالٰے سے
جمیع حقایق و معارف کا علم حاصل کیے ہیں جو کہ وہ فرماتے ہیں خواہ بذریعہ وحی متلو یا غیر متلو کے تو ہم
انکی اطاعت و اتباع کر کے اس پر عمل و یقین کریں - چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں - ابیات - کیمیای دولت روحانیان ٭ در جہان حکمت یونانیان ٭ تا ازان حکمت نگردی فرد تو ٭
کی شوی در حکمت دین مرد تو ٭ گر ازان حکمت دمے افروختے ٭ کی چنان فاروق برہم سوختے ٭ شیخ دین چون
حکمت یونان بسوخت ٭ شیخ دین زین جملہ بر نتوان فروخت ٭ حکمت یثرب بس است اے مرد دین ٭ خاک بر
یونان فشان از درد دین - اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ الشریف فرماتے ہیں -
دعلوم سفہای یونان کہ مقتدای خود عقل را ساختہ اند در تیہ ضلالت ماندند عجب تر آنکہ
جمعی این سفہا را حکما دانند و حکمت منسوب بایشان سازند اطلاق حکما بر ایشانکہ سراسر جہل مرکب نصیب ایشان
است بلکہ اکثر احکام ایشان مخالف احکام انبیا است علیہم الصلوات والتسلیمات
ایشان مردم کہ جمیع فلسفی سرے ندارند و بتسویلات فلسفی مفتون اند این جماعہ و اتکا
دانستہ تصدیق انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات بلکہ نزد یک است کہ علوم کاذبہ ایشان را صادقہ
دانستہ بر شرائع انبیا و تقدیم دہند علیہم الصلوات والتسلیمات اعاذنا اللہ سبحانہ عن ہذا الاعتقاد
ما بجز تصدیق انبیا و تصدیق علوم ایشان مستلزم تکذیب انبیا و تکذیب علوم انبیا است علیہم الصلوۃ
والتحیات کہ این دو علم در دو نقیض افتادہ اند تصدیق یکے مستلزم تکذیب دیگرے است ہر کہ خواہد
طرف
ملت انبیا را التزام نماید و از حزب حق باشد تبعیت ملل و از اہل نجات بود و ہر کہ خواہد فلسفی
شود و در گروہ شیطان باشد خاسر و خائب بود قال اللہ تعالٰے فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر انا
اعتدنا للظالمین نارا الایہ - فلسفہ چو اکثرش باشد سفہ ٭ پس کل آن ہم سفہ باشد کہ حکم کل حکم
اکثر است ٭ بیت محال است سعدی کہ راہ صفا ٭ توان رفت جز بر پے مصطفٰے ٭
اس زمانہ کے سائنس دان حکما یونان کے تابع ہیں
زمانا ٭ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ -
جنانچہ مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں - کہ امام غزالی نے تہافۃ الفلسفہ کے دیباچہ میں تمہید لکھی وہ ہمارے زمانہ
کے بہت مطابق ہے اسلئے ہم اسکو نقل کرتے ہیں - ہمارے زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنکو یہ
زعم ہے کہ انکا دل و دماغ عام آدمیوں سے ممتاز ہے یہ لوگ مذہبی احکام اور قیود کو حقارت کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں انکا خیال ہے کہ حکما کے قدیم مثلاً افلاطون - ارسطو - وغیرہ مذہب کو لغو سمجھتے تھے
اور چونکہ یہ حکما تمام علوم و فنون کے بانی اور موجد تھے اور عقل و ذہن میں انکا کوئی ہمسر نہیں ہو
اس لئے انکا انکار مذہب اس بات کی دلیل ہے کہ مذہب حقیقت میں لغو اور باطل ہے

دلیل ہے جسقدر علما مجوزہ فکر کریں عجب ہے۔ رر صفحہ ۱۱۹ اور دیانند لکھتا ہے اذا رجت الارض رجا یعنی زمین
و ہیئت متحرک ہے اور قرآن اسے ساکن سمجھتا ہے۔ ستیارتھ پرکاش۔ اذا السماء انشقت الخ
کیا آسمان بھی پھٹ سکتا ہے کیونکہ یہ مادی نہیں۔ خلق الله سبع سموات طباقا الخ کا مطلب یہ کہ جسم کی طرح
سات طبقے بن گئے اور اگر آسمان اجسام ہیں تو چاند اور سورج کسطرح روشنی کر سکتے ہیں۔ والسماء
ذات البروج الخ قرآن کو علم جغرافیہ و ہیئت سے مطلق واقفیت نہیں۔ ستیارتھ پرکاش۔
اور بائیبل کی نسبت لکھتا ہے۔ توریت میں ہے۔ ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ جب
آسمان ہے ہی نہیں تو بائیبل جھوٹی ہے۔ اسیطرح بائیبل کی اور بھی وہ آیتیں کہ جنمیں آسمان و زمین
و اجرام فلکیہ کا ذکر ہے نقل کرکے لکھتا ہے کہ یہ باتیں پرانوں کی باتوں سے بھی بڑھکر لغو ہیں۔
اور یہ جو لکھا ہے کہ سورج وغیرہ کی کشش ستاروں کو کسطرح گرنے یا آنے جانے دیتی ہے۔ اور
آسمان کوئی شکل و جسم نہیں رکھتا کہ جسے کوئی پھٹ سکے اور اکٹھا کر سکے۔ زمین چھوٹی اور ستارے
بڑے بڑے ہیں اس زمین پر ایک بھی نہیں سما سکتا۔ غرضیکہ دیانند نے نظام شمسی کا مسئلہ لیکر
کل الہامی (قرآن کریم) پر اور بقیہ شرائع و مذاہب پر حملہ کیا ہے اور مذاہب پر رد و قدح کیا ہے
صرف جغرافیہ اطفال اور نظام شمسی کی مخالفت کا الزام لگا کر سبکو جھوٹا قرار دیا ہے۔
اور صرف آریہ مت کے بغیر باقی تمام مذاہب اہل ہنود کو بھی جغرافیہ و علم ہیئت (نظام شمسی)
کی مخالفت اور عدم واقفیت عیب لگا کر جھوٹا قرار دیا ہے حالانکہ جین مت اور [illegible] ایک مت
کی تو سے سخت ہی ہجو کی ہے۔ وہ اعتراضات جو اسنے قرآن مجید پر کئے ہیں انکا جواب
دینا مسلمانوں پر فرض تھا۔ مگر انکا جواب اس سے پہلے نہیں دیا گیا۔ حق پرکاش میں بھی علاوہ
صرف یہی لکھا ہے کہ قرآن کو ان علوم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بھلا جب قرآن مجید ان کا
کو بیان فرمایا تو پھر تعلق کیوں نہیں۔ اور نور الدین میں بعض اعتراض کا جواب اسطرح لکھا
خلق السموات بغیر عمد الخ جواب۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ تمام طبقہ ہائے کسی ایسے سہارے سے قائم نہیں
جسکو تم دیکھ سکو۔ نور الدین صفحہ ۱۵۱ دوسرا۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم [illegible]
ان معنوں کے لحاظ سے جو مادی [illegible] کے گئے ہیں اسکا یہ معنے ہوئے کہ اسنے [illegible]
اسنے اکھاڑ دیں [illegible]۔ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہونگے کہ تمہیں زمین پر پہاڑ
رکھکر حرکت [illegible] میں ساتھ تھا دے۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم اور والجبال اوتادا
ایک نہایت سچا فلسفی رجدیدہ علوم اور حال کے حادثات گواہی دیتے ہیں۔ ایک عجیب نکتہ لکھ
سکتا ہوں قرآن کریم میں ایک آیت ہے اسکا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تمام اعتراض ہی
حل ہو جاتے اور قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو غور کرو اس آیت پر وتری الجبال تحسبها جامدة وهی تمر
مر السحاب الخ غور کرو یہاں ارشاد فرمایا ہے کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جگہ جمے ہوئے نظر آتے
ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے
ہیں اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے۔ نور الدین صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱ —

قرآن مجید چونکہ اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ہے۔ اور وہ علانیہ فرماتا ہے۔ کتب السماء والطین اثاور سلی۔ اسواسطے ہم بجائے مخالفین کے ہی مذہب کے ان کے اصول کی تردید کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اپنے مذہب کا کچھ نہیں۔

آریوں کا علم ہیئت ۔ آریوں کے معتبر علم ہیئت ترجمی لکیہ سنتھان (نظام عالم) موجب پنج اسدھانت کا مصنف شری وراہ مہر اچاریہ ادھیائے ۱۳ مترجم ڈاکٹر نہال سنگھ سبھاسد آریہ سماج کرنال میں لکھا ہے۔ (بھوگل ورنن) (۱) یہ پانچ بھوتوں (پرتھوی جل۔ اگنی۔ وایو اکاش) سے بنا ہوا (یہی گولہ (کرہ زمین) اکاش کے اندر تاراگن کے پنجر (چکر) میں گولہ کا اس طرح ٹھہرا ہوا ہے۔ جسطرح کوئی لوہے کا گولہ چاروں طرف۔ ایکانت (چمبک پتھر یا مقناطیسوں) کے درمیان کا ادھر ٹھہرا ہوا ہے۔ نظام عالم آریہ کا شلوک اول صفحہ ۲۔ **نوٹ** ۔ یہ گزشتہ شدہ عیسوی کا تصنیف شدہ ہے اور اس پہلاٹ فرانسیسی نے لکھا ہے۔ (۲) وراہ مہر اچاریہ سمت ۴۲۷ میں ہوا ہے جسکو اب ۱۹۰۸ء میں ۱۴ سو برس ہوتے ہیں۔ اور بقول وراہ مہر آچاریہ جیا اپنے وکرمادت کے نورتنوں میں سے تھا۔ اس صورت میں وراہ مہر آچاریہ کو ہوئے بجائے ۱۴۰۰ برس کے ۲۰۰۰ برس ہوتے ہیں۔ ہم اب پہلے یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ عبارت مذکورہ بالا سے یقیناً زمین کا سکون ثابت ہے۔ اور اسی میں نظام شمسی کی پوری پوری تردید کی گئی ہے۔

اور اسی میں لکھا ہے (بھو بھرمن وچار یعنی گردش زمین پر بحث) جسطرح لو ہے کے بھرم میترا گھبیا یا کمہتق میں رکھا ہوا ڈبے کا گولہ چکر کھاتا ہے۔ اسی طرح گویا بھرم میتر میں رکھی ہوئی یہ پرتھوی (زمین) چکر کھاتی ہے۔ آرگنی یعنی تاروں کا ساچکر نہیں گھومتا بعض آچاریہ کہتے ہیں۔ اگر ایسا مانا جاوے کہ پرتھوی گھومتی ہے۔ تو اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ چیل (چیل یا عقاب وغیرہ پرند) جو اکاش میں دور چلے جاتے ہیں۔ وہ پھر اپنے گھونسلے میں واپس نہ آنے چاہییں۔ کیونکہ جب پرتھوی مشرق کیطرف گھومتی ہے۔ تو ان کے گھونسلے کے تھانا ٹھہرے ہونے کے کارن پرندوں کو مشرق میں گھونسلے نہیں ملنا چاہیئے۔ شیکا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وراہ مہر کا یہ خیال بھووایو (کرۂ ہوائی) سمیت زمین کا مشرق کیطرف گھومنا معلوم نہیں تھا۔ **نوٹ** ۔ جو اس وراہ مہر کا یہ خیال مستند سدھانت اور شلوں کی رائے اسی خیال کے حق میں ہے۔ اور اس سدھانتوں کو دیکھا چاہیئے لیجئے۔ سارے ہیں سے مستند سدھانتوں کی رائے اسی خیال کے حق میں ہے۔ اور اس کے خلاف ماننے والا ان میں شاید صرف ایک پیچھا ہی سدھانت ہے۔ جو غیر مستند ہے۔ مستند سدھانتوں کی رائے پر عمل کرنا فرض سمجھا ہے۔ یہ اعتراض زمین کے اپنے محور پر گردش کرنے کی تردید میں ہے۔

وہاں سے آگے شلوک میں زمین کی محوری گردش پر اعتراض کیا گیا ہے کہ نہیں۔ اور بھی دلیل ہے۔

یعنی اگر زمین ایک دن میں مشرق کے رخ ایک گردش کرتی ہے۔ تو اس گردش سے ویگ (تیزی)
باؤ (ہوا) سے مکان یا مندریوں کی چوٹیوں پر لگی ہوئی جھنڈیوں کے پھریرے ہمیشہ پچھم (مغرب)
کے رخ ہی کیوں نہیں لہراتے اگر یہ کہا جاوے۔ کہ زمین آہستہ آہستہ گھومتی ہے۔ اسلئے ایسا
نہیں ہوتا۔ تو پھر ایک دن میں ساری زمین کسطرح چکر کھاتی ہے اور پھر زمین کی محوری گردش کی تیزی
ہے جو ہزار میل فی گھنٹہ سے زیادہ ہے۔ پھریرے ہمیشہ پچھم کیطرف لہرانے چاہئیں۔ ہوا
کے رخ کا ذکر یا تعلق نہیں سمجھو کیونکہ ہوا کا چاہے کچھ بھی رخ ہو۔ ایک سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑے کے
سوار کا دوپٹہ ہمیشہ پیچھے ہی کی طرف لہرانے لگے گا۔ ریل گاڑی کی کھڑکی میں سے کپڑا نکالو۔ تو وہ
بھی ہمیشہ پیچھے ہی کیطرف لہرائیگا۔ ہوا خواہ کسی رخ پر ہو۔ نوٹ۔ وراہ مہر صرف اپنی مستند
سدھانتوں کی رائے کو مد نظر رکھتا ہے۔ وہ پانچ سدھانتوں میں سے سوریہ سدھانت
پولش سدھانت [illegible] سدھانت کو زیادہ صحیح سمجھتا ہے۔ اور سوریہ سدھانت کو سب
سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اسلئے اس کو سوریہ سدھانت کی مت کو مقدم و لکھنا لازمی تھا
آریہ نظام عالم مصنفہ [illegible] اس کتاب میں بابو [illegible] شاستری نے سنسکرت میں ایک رسالہ لکھا ہے
جس کا نام بھو بھرم [illegible] رکھا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ اس ملک میں گرہ بھرمن کے متعلق دو مت
مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ زمین ستھر (قائم) ہے۔ اور اس کے گرد سورج وغیرہ پھرتے ہیں
اور دوسرا یہ کہ سورج اچل (قائم) ہے۔ اور اس کے گرد تمام گرہ مع اس بھوی (زمین) کے
گردش کرتے ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ کہ دونوں متوں سے تمام باتیں حل ہو سکتی ہیں۔ پھر لکھتا ہے
جسطرح یورپ میں کوپرنکس نے دھرنے کیندرک پرانی سدھانت کی تردید کرکے روی کیندرک
نیا سدھانت قائم کیا۔ اسی طرح آریہ ورت میں بھی آریہ بھٹ جوتشی نے جو ۴۷۶ء میں پیدا ہوا
تھا۔ پرانی سدھانت کی بجائے روی کیندرک نئے سدھانت کو رواج دیا۔ آریہ بھٹ کا سدھانت
بالکل کوپرنکس کے سدھانت سے ملتا ہے۔ یہ سدھانت آریہ بھٹ کے خیال میں کوپرنکس
سے کچھ اوپر ہزار برس پہلے نکل چکا تھا۔ مگر وراہ مہر آچاریہ نے جو آریہ بھٹ کا ہمعصر ہوا ہے
اس نئے سدھانت کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ آریہ بھٹ سے کئی صدی بعد تک اس ملک کے
جوتشیوں نے پرانی سدھانت کے مقابلے میں اس نئے سدھانت کی کچھ قدر نہیں کی۔ بھاسکر
آچاریہ بھی آریہ بھٹ اور وراہ مہر آچاریہ کا ہم پلہ جوتشی ہوا ہے۔ پرانی سدھانت کو مانتا ہے
گویا اس کے نزدیک آریہ بھٹ کا سدھانت آریہ ورت میں موجود ہی نہ تھا۔ بھاسکر آچاریہ
پرتھوی کو بڑی سند کیساتھ اچل بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ جسطرح سورج اور اگنی میں
گرمی ہے۔ چاند میں خنکی۔ پانی میں سیلانی (سیال پن) پتھر میں سختی اور ہوا میں چنچلتا [illegible]
جاتی ہے اسی طرح بھومی۔ سوبھاؤ سے اچل ہے۔ ہر دو شلوکوں [illegible] ہے پھر لکھا ہے
یورپ میں سولھویں صدی کے اخیر تک پرانا ٹالیمی کا سدھانت جو قریبا قدیم آچاریوں کی سدھانت [illegible]

کے ساتھ ملتا ہے۔ رائج تھا۔ تو وہی بطلیموس کا یہ سدھانت ہے۔ کہ پرتھوی برہمانڈ
کے مرکز میں واقع ہے۔ اس سے اوپر چاند۔ بدھ۔ شکر۔ سورج۔ منگل۔ برہسپتی۔ شنیچر۔ ترتیب
وار زمین کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اور سب کے پرے فلک البروج یعنی راشی منڈل گھومتا
ہے۔ اور اس سے اوپر فلک اطلس اور سب سے پرے فلک افلاک ہے
کوپرنیکس نے نیا سدھانت جو رائج ہے۔ اور آریہ بھٹ سے ملتا ہے۔ ظاہر کیا
مگر ۱۵۰۰ء میں۔ ٹائیکو برہی نے کہا۔ کہ بدھ۔ شکر۔ منگل۔ برہسپتی۔ شنیچر سورج کے گرد گھومتے
ہیں۔ اور سورج ان سب کے ساتھ زمین کے چاروں طرف گردش کرتا ہے۔ اور راشی منڈل
بھی زمین کے گرد گھومتا ہے۔ آریہ نظام عالم پھر لکھتا ہے۔ اصلی سدھانت برہم کیندرک
ہی ہے۔ جیسے کہ سوریہ سدھانت میں کہا ہے۔ کہ برہمانڈ کے مدھ میں آکاش کے
اندر بھوگول اس دھارن آتمک (سب کو قائم رکھنے والی) برہم پرم شکتی کا سہارا پکڑ کر
قائم ہے۔ شوک صد آریہ نظام عالم۔ ناظرین قرآن کریم کا فرمان مذکور سچا اور پورا
ہو چکا۔ کیونکہ ایک آریہ بھٹ کے بلا دلیل اور سست ضعیف البنیان مذہب پر چلنے
والے چند اشخاص کے اصول نظام شمسی کو تمام آریہ ورت کے معتبر ہیئت دانوں نے
بذریعہ مستند سدھانتوں اور عقلی دلیلوں کے بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے۔
اور سب نے زمین کو ساکن اور مرکز عالم قرار دیا ہے۔ اور پنڈت جوالا پرشاد لکھتا ہے
سوامی جی بہتا ہی انگریزی پڑھے ہے۔ بہت کچھ انگریزی ودیا کا اثر ہے۔ سوچنے کی بات ہے
یدی پرتھوی گھومتی ہوتی تو جس پر کالا گرہ بارہ مہینے میں پھرتے ہیں۔ اسی پرکار پرتھوی بھی راشیوں
میں گھومتی اور اس کی گرد میں سنکھیا بھی ہوتی اور یہ بھی لوگ گھومتے ہی سے استھر رہتے۔ تو دیو
کا ٹھکانا نہیں۔ گھومتا اس بات کو بھی مانتے ہیں۔ اور اسی کارن اس کا علم دھرم وغیرہ سکے
وہ گھومتا نہیں۔ تو دھرو تارا بھی گر پڑنا چاہئے۔ تھا اور بھی تارا گن ہیں۔ جو نہیں
گھومتے وے بھی گر پڑیں تو یہ آکاش خوبصورت ہو جائے۔ اس کارن یہ کہنا ٹھیک نہیں
کہ جو نہیں گھومتے ہیں۔ وے گر پڑیں۔ اور جب پرتھوی سورج کے چاروں اور گھومتی
ہے۔ تو گرہوں کے دنوں میں بہور کے گھٹنے ہونے سے۔ جیسے نچھتر سوریہ پڑا درشٹی
آنا چاہئے۔ ایسا انگریزی والے مانتے ہیں۔ سو ایسا بھی نہیں ہوتا اور دنیا کی کا وجود
رہا ہے وہ بھی رشید ہے۔ کیونکہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ دامنکو پہاڑ کے پیچھے دیر لگ کر
یہ کہنا کہاں سید ٹھیک ہے۔ آپ نے سوریہ کو پرتھوی سے کئی لاکھ گنا بڑا کہہ اور
کروڑوں کوس دور مانا ہے۔ ورنہ تو جب لگے جب رائی کے برابر گھومتا ہے۔ سے
اور رائی کا لاکھ گنا پہاڑ نہیں ہو سکتا۔ یعنی آدھ رائی کو ایک چاول کے برابر بھی سے
تو وہ چاول رائی میں ۱۳۹،۶ دانے جاتے ہیں۔ ۱۰۹،۷۰ ہی قسم میں ۱۰۳۳۸ اسکے بھی اور پہلے

چھاگو وچاریہ پہچان تاہم گھنگھو میں پرتھوی کا نام نرتی کہا ہے نرتی (نرسنات) تنجل اترے تاد ستھانات جہیں گتی نہیں ہوتی اتھات جو ستھر ہوتا ہے نرتی کہتے ہیں۔ جیسے رگوید میں (بھو برہما تر نیم ودیش ۲۲ | ۱۴۴ | ۱ - اداہرن ہے۔ جب پرتھوی چلتی ہوتی تو بولا نہیں ہم ہوتا۔ کیونکہ جہیں گتی نہیں۔ وہ گرتی ہے۔ سوامی جی نے اہم گروں کو تیسرے درجے کا ومنتر لکھا ہے۔ پرنتو یہ پچھلا منتر ہے۔ تو ماتہیں اس منتر کا سرپ راگنی کدر ورشی کا گیری چھند اگنی دیوتا ہے۔ یہ بھی جان رکھنے کی بات ہے۔ کہ جس کا منتر جو دیوتا ہے اس منتر میں اسی کا گن کتھن ہوتا ہے۔ جیسے اس منتر کا اگنی کو ہی گن دہمیں کتھن کئے ہیں بیچ ان گرتو نام اگنی کا ہے۔ یتھا ہی (ایم) اوس (اگنی) یگیہ سدھی کے ارتھ یجمان کے گھر آنے جانے والی (پرتھی) خوبت رکت آدمی بھو برکار کی چولاؤں سے یکت اگنی نے (آ) سب اور سے آپوی گراہ دکھشن اگن کے ستھانوں میں اکرمیت) اتی کرمن کیا۔ (پرہ) پورو شیا میں (ماترم) پرتھوی کو (اسدت) پراپت کیا (چ) اور (وہ) سوریہ جو ہوگی (پرمیں) سورگ میں چلنے اگنی نے (پرم) لوگ لوک کی سرا ستہ) پراپت کیا (سانگا چاریہ نے اہم گروں یہ اگنی یا ہم ودوم سوریہ تی اس انوکرمی کے انوسار سوریہ پر تیدیا کھیان کیا ہے۔ یتھا گتو مکن شید رہت درنہ پراپت تیجا ایم سوریہ اکرمیت آکر آ شوان ایجلی گمن خیل تیج سمپتی سوریہ انجل گمن کرتا ہے۔ سنند دامیں بھی تو کا مگن نہیں ہے۔ ودیا نند بھاسکر جو سمے گھنڈ نام سوتو ۰۰ ۳ و۱ ۲ ۲ صفحہ ۲۰۱ پنڈت جوالا پرشاد سنانتنی مشر طبعہ شری وینکٹیشور پریس بمبئی سمیت ۱۹۷۰۔ غرضیکہ ویدوں کے علم ہیئت سے یقینی ثابت ہوتا ہے کہ زمین ساکن ہے سورج چاند وغیرہ اجرام فلکیہ متحرک ہیں۔ مشرق سے نکلکر مغرب کو چلتے ہیں مگر تعجب ہے کہ دیانند آریہ نے ویدوں کے برخلاف نظام شمسی کے اصول کو ذریعہ بنا کر تمام مذاہب پر فتح کی ہے۔ اور بجز اپنی خاص آریہ مت کے باقی سب کو کہ تمام مذاہب بھی علم جغرافیہ و نظام شمسی کی مخالفت کا الزام لگا کر جو تو اگر دیا تھا مگر جین مت اور پرانک مت کی تو سخت ہجو کی ہے۔ اسلئے پنڈت جوالا پرشاد سناتن دھرمی نے پرانوں کی حمایت کرتے ہوئے دیانند کو نہایت عمدہ اور متانت سے جواب دیا۔ اور نظام شمسی کے اصول کی ہی تردید کی ہے

پرانوں کا اور جین مت کا علم ہیئت - اب ہنود کے مذاہب دربارہ علم ہیئت (۱) پرانوں کے اقوال (۱) زمین کو شیش ناگ نے سہارا دیا ہوا ہے۔ یعنی ہزار پھن والے سانپ کے سر پر ہے۔ (۲) بیل کے سینگ پر ہے۔ (۳) کسی پر نہیں۔ (۴) جل کے سہارے پر ہے۔ (۵) سورج کی کشش سے کھچی ہوئی بیٹھ نے قائم ہے۔ (۶) زمین بھاری ہونے سے نیچے سے نیچے آکاش میں گری جاتی ہے۔ سانپ کے قول والے کہتے ہیں سانپ بھو چھوٹا پانی پانی آگ پر آگ ہوا پر۔ ہوا آکاش میں ہے۔ اس طرح زمین ٹھہری ہوئی ہے۔ دو رہے منجھ نلکھ

ہوئے ہیں۔ (۷) سورج سات منہ والے گھوڑے کے رتھ پر سوار ہو کر سمیرو پربت سے چکر کھاتا
پربت پر دورہ کرتا ہی دیانند رگوید کے لفظ انت کو دیکھ کر کیسے بیل سمجھ لیا ہے۔ بیل زمین کو کس طرح
اٹھا سکتا ہے۔ اصل میں سورج کا نام انت ہے۔ رشی اپنی کشش سے زمین کو دھارن کیا ہوا ہے۔
ستیارتھ پرکاش مقننہ دیانند آریہ صفحہ ۱۹۲ (انت کے معنی یہاں بیل ہی کے ہیں۔ غرض
نظام شمسی کے خلاف کا دھبہ دور کرنے کیلئے معنی بدلا دیے۔ جین مت کا علم ہیئت۔ زمین
کی پیدائش کا حال جین سار جاگ صفحہ ۱۶۷ میں لکھا ہے۔ اس ترتیب سے بیان ہیں سنکھیات جزیرے اور
سنکھیات سمندر ہیں۔ سنکھیات کا اندازہ یہ ہے۔ کہ ڈھائی ساگر دم کال میں جس قدر
وقت گذرے اتنے جزیرے اور سمندر ہیں۔ اول جمبو دیپ سب جزیروں کے درمیان ہے
اس کا پیمانہ ایک لاکھ یوجن یعنی ۴ لاکھ کوس ہے۔ اور اس کے چاروں طرف نمک کا سمندر ہے
اس کا پیمانہ ۲ لاکھ یوجن یعنی ۸ لاکھ کوس ہے۔ اس جمبو دیپ کے چاروں طرف دھات کے کھنڈ
نامی جزیرہ ہے۔ اس کا پیمانہ ۴ لاکھ یوجن یعنی ۱۶ لاکھ کوس ہے۔ اور اس کے پیچھے پشکر
ورت جزیرہ ہے۔ اس کا اندازہ ۶۴ لاکھ کوس ہے۔ اسی جزیرے کے اندر کئی پربت ہیں
اس کے آدھے حصہ میں آدمی بستے ہیں۔ اور اس کے پرے سنکھیات جزیرے سمندر ہیں۔ زمین [illegible]
جیو رہتے ہیں۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۶۱ تو سار جاگ میں جو اس عبارت کے لکھی ہے۔ کہ سب
باتیں شرتی جین۔ [illegible]
اعلیٰ کتب مقدسہ میں بیان کئے ہیں۔ اور پرکاش صفحہ ۴۶۲ جین سار جاگ میں ہے۔ دو چاند
اور دو سورج کی قطاریں ہیں۔ ایک دوسرے سے لاکھ یوجن یعنی ۴ لاکھ کوس کے فاصلہ پر گردش کرتی ہیں
جیسے سورج کی قطار کے فاصلہ پر ایک چاند کی قطار رہتی ہے ویسے چاند کی قطار کے فاصلے
پر سورج کی قطار ہے۔ اسی طرح چار قطاریں ہیں۔ ہر ایک چاند کی قطار میں ۶۶ چاند ہیں۔ اور
ہر ایک سورج کی قطار میں ۶۶ سورج ہیں۔ چاروں قطاریں جمبو دیپ کے سمیرو کے ارد گرد
گردش کرتی ہوئی۔ انسانی دنیا پر دورہ کرتی ہیں۔ اور پرکاش صفحہ ۴۶۹ [illegible]
[illegible]
آسمان۔ دبستان مذاہب۔ [illegible] صفحہ ۳۰ میں اس
کا مطلب یہ ہے۔ کہ زمین کی گردش ہی گرد ار مسلم ہے۔ اسی طرح گرو نانک صاحب کی جنم
ساکھی کے مختلف ساکھیوں کے پڑھنے سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ گورو صاحب نے زمین کے
کو ماتحوں پر چالیس لاکھ جوجن تک سیر کی ہے۔ جنم ساکھی صفحہ ۳۳ اس کا حساب ایک
کروڑ ساٹھ لاکھ میل ہوتا ہے۔ اور یورپ نے جو نقشہ اور اسناد میں سورج کو اسی قدر دور
رکھا ہے۔ مگر اب کیا ان ہنود اپنے بزرگوں کی بات پر کہیں جہاز ان کی بات کو

ترجیح دے سکتے ہیں۔ یا اگر صاحبان اپنے گرد و پیش کے متعلق یہ جزم ساکن میں لکھا ہے
کولمبس علاوہ کی دریافت کو تو وقعت دے سکتے ہیں۔ یا اسکی ترجیح کی کوئی دلیل ہے۔ یا کوئی ایسی
وجہ ہے۔ کہ کولمبس کی دریافت کو علم کہا جائے۔ اور دوسروں کی دریافت کو جہالت سے تعبیر
کیا جائے۔ ہرگز نہیں۔ **یونانیوں کا علم ہیئت**۔ واضح ہو کہ فلاسفہ متقدمین اس
بات کے قائل تھے۔ کہ زمین ساکن اور مرکز عالم ہے۔ اور سورج اور باقی اجرام فلکیہ زمین
کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اور تمام گروہ زمین کے فلاسفہ اس بات کے قائل تھے
علوم طبیعیہ کی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ حکیم تالیس ۶۴۰ء قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا۔ وہ
پہلا یونانی تھا۔ جس نے علم ہیئت کو سیکھا۔ اور اگرچہ اپنے ہم وطنوں کی مانند وہ
بھی قائل تھا۔ کہ زمین چپٹی اور سمندر سے محصور ہے۔ تاہم اس نے بڑی بڑی دریافتیں
کیں۔ تالیس نے آفتاب کی گردش سے دریافت کر لیا۔ کہ سال کے چار حصے
ہیں۔ دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے۔ حکیم فیثاغورس یونان کے نہایت
مشہور حکماء و فضلا میں سے ہے۔ اسکی پیدائش کا وقت ٹھیک طور پر معلوم نہیں ہوا
لیکن وہ ۵۶۹ء اور ۴۷۰ء قبل مسیح کے مابین تھا۔ فیثاغورس پہلا شخص ہے۔ جس نے
یہ بتایا۔ کہ زمین ساکن نہیں۔ بلکہ متحرک ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ فیثاغورس
سے پہلے تمام یونانی حکماء و فضلا اسی بات کے قائل تھے کہ زمین ساکن ہے۔ پھر اسی
کتاب میں ہے۔ کہ حکیم ارسطو عرف ارسطاطالیس جو ۳۸۴ء قبل مسیح میں تھا۔ وہ بھی اور تمام
یونانی حکماء جو شہنشاہ سکندر اعظم کے وقت میں تھے۔ انہوں نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ آفتاب
کو مختلف بروج میں ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ اسی سے انہوں نے یہ نتیجہ نکال لیا کہ آفتاب
متحرک ہے۔ اور زمین ساکن۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حکماء سکندر اعظم نے بھی
حکیم فیثاغورس کی بات کو کہ زمین متحرک ہے۔ اور آفتاب ساکن ناچیز اور مردود سمجھا ہے۔
بلکہ سب حکماء اس بات پر متفق تھے۔ کہ زمین ساکن مرکز عالم ہے اور آفتاب
متحرک ہے۔ **حکیم ارسطو اور بطلیموس کا علم ہیئت**۔ تاریخ علوم طبیعیہ میں
لکھا ہے۔ کہ حکیم بطلیموس جو ۱۵۰ء میں ایک نہایت زبردست ہیئت دان
گزرا۔ علم ہیئت کے متعلق اسکی سب سے اہم ایجاد بطلیموسی نظام ہے۔ جس میں اس نے
آفتاب ستاروں سیاروں کی حرکات کا ذکر کیا ہے۔ اور زمین کو ساکن اور کائنات کا
مرکز قرار دیا ہے۔ اسکی دریافتیں اور ان کے بیان کچھ ایسے اطمینان بخش تھے
کہ چودہ سو سال تک تمام ہیئت دان اس کے قائل رہے بعد میں کوپرنیکس نے اسکا
خلاف کیا۔ اور ایک آر۔ سی۔ جے۔ کرٹال لکھتا ہے کہ یورپ میں سولھویں صدی
کے اخیر تک پرانا بطلیموسی سدھانت جو آج کل قدیم آچاریوں کی سدھانتوں جیسا ہی تھا۔

رائج تھا۔ آر یہ نظام عالم۔ اور منشی ذکاءاللہ صاحب لکھتے ہیں۔ نظام بطلیموس میں چونکہ
زمین مرکز عالم ہے۔ اسلئے زمین اعلیٰ مقام میں ہو گئی۔ اسلئے عیسائیوں کے دلوں میں
کوئی رنجیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ جبکہ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں بھی کوئی رنجش نہیں ہے
بطلیموس کی مجسطی کی خوبیوں کا ایک عالم قائل ہے۔ غرضیکہ یہ نظام بطلیموسی چودہ سو
برس تک دوسری صدی عیسوی سے سولھویں صدی تک سب کے نزدیک مسلم الثبوت
رہا (مذہب وسائنس) رزم و بزم اور معرکۂ مذہب و سائنس میں ہے۔ بطلیموس نے چونکہ زمین کو مرکز کائنات
قرار دیکر زمین کا تفوق قائم رکھا۔ اسلئے مسیحی یا اسلامی عقائد کو یہ اقرو خستہ ہونیکا
موقعہ نہ ملا۔ اور نظام بطلیموس کو چودہ سو سال تک یعنی دوسری صدی عیسوی سے
لیکر سولھویں صدی تک پایۂ اعتبار سے ساقط نہ ہونے دیا۔ نظام بطلیموسی جس
حیثیت سے کہ المجسطی میں اسکی تفریح کی گئی ہے۔ عام طور پر رائج ہو گیا۔ معرکۂ مذہب
و سائنس۔ اور مولوی ضیاءالدین صاحب دہلوی۔ نظام فیثاغورس کے بارہ میں
لکھتے ہیں۔ یہ نظام تقریباً دو ہزار برس تک رائج نہ ہوا۔ مگر بعد ازاں سولھویں صدی
عیسوی میں کوپرنی کس نے سنہ ۱۵۴۳ء انگلستان میں اس نظام کی ترویج کی جسکے سبب سے
یہ نظام انگلستان میں نظام کوپرنکس مشہور ہوا۔ انگلستان کے آکر نامی بت والے نے اس نظام کے ترویج
کے سبب اس سے سخت تکرار کیا۔ اور نظام بطلیموسی کے جسکی تعلیم زمانۂ حال سے تین سو برس
پہلے تمام مدارس فرنگستان میں کیجاتی تھی۔ اور اب تک اکثر اقالیم میں رائج ہے۔ قائل رہے
ڈاکٹر پرشاد صاحب نے لکھا ہے۔ کہ کوپرنیکس کی کتاب جسمیں حرکت ارض اور ادوار حالات
کے باب میں مسائل فیثاغورس مندرج ہے چھتیس برس تک انگلستان میں طبع
نہ ہوئی اور آخر کو ۱۵۴۳ء میں چھپائی۔ مگر اسکی موت سے چند ساعت پیشتر اسکے پاس گئی
بعد ازاں گلیلیو اور کیپلر سولھویں صدی کے آخر اور سترھویں صدی کے آغاز میں ان
مسائل کے مستحکم کرنے میں مشہور ہوئے۔ اور پھر سترھویں صدی میں نیوٹن صاحب نے
مسئلۂ کشش دریافت کر کے اپنی ہندسی دلیلیں اس نظام میں ظاہر کیں۔ اصول علم طبعی
ابو محقق طوسی کی مرقومہ ترجمہ شدہ مجسطی کی عبارت یہ ہے۔ ان الارض بتمامہا مستدیرۃ
الارض بکل اجزائها فی الحس کالمرکز للسماء و کالنقطۃ عند کرۃ الثوابت و غیر
منتقلۃ عن الوسط مجسطی۔ ان الارض لیس لہا حرکۃ انتقالیۃ لا الی الوسط
و ان الثقائل بطبعها تمیل الی الوسط۔ مجسطی۔ ان الثقل جہت المرکز و العلو خلافہا
و الخفیف یمیل الی العلو و الثقیل الی المرکز فالارض محیط فی موضع المرکز دائماً مجتمعا
عند العبد من جمیع الجوانب الیہ ساکنۃ فیہا مجسطی۔ ان السماء کرویۃ متحرکۃ
مستدیرۃ بجمیع الاجرام التی فیہا طالعۃ من مشارق الارض مرتفعۃ بالتدریج

وأما حدوثها بالحركة فكذلك لأنه ان تغيب في المغارب ما كانت في جميعها زمانا ما ثم
بعد ذلك الى المشارق مختلفة في ازمنة الظهور والخفاء في المشارق والمغارب مجسطی
ان الارض بجملتها اي بكليتها مستديرة وان الواقف عليها من جميع الجوانب
رأسه ابدا الى المحيط وهو الفوق ورجله ابدا الى المركز وهو التحت تكملة
شرح تذكرة للمحقق الطوسي ۔ ويدل الدلائل على كون الارض في وسط
الكل فهو المركز ۔ تكملة شرح تذكره ۔ واما كون الارض متحركة على الوسط فهو القائل
تكمله ۔ الناظر الى اختلاف في النيرين والكواكب السيارة والثابتة بحيث بأسرها متحركة
سريعة لطيفة ۔ تكملة شرح تذكره ۔ الارض ساكنة في الوسط وذلك لانطباق
مركز ثقلها على مركز العالم عدم حركتها فيه وعليه ۔ تحفہ شاہی للمحقق الشیرازی ۔
واما ان الارض لها طبيعة واحدة بسيطة يقتضي السكون في الوسط والميل
المستقيم الى جهة التحت فمركز حجمها منطبق على مركز العالم ۔ ہدیہ سعیدیہ
مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی ۔ اور ہدیطریہ شرح حکمۃ العین عربی
قلمی میں بھی دیکھا گیا ہے ۔ اور یہی مضمون شرح المواقف میں بھی مرقوم ہے ۔
الغرض حکماء کے نزدیک مقرر ہے کہ جو چیز زمین میں ہوتی ہے وہ بسبب طبیعت
اور بباعث کشش ذاتی کے مرکز عالم کی طرف زیادہ میل رکھتی ہے کہ وہاں قرار
پائے ۔ اس واسطے یہ بات مقرر ہوئی کہ زمین سب عناصر سے بھاری ہے پس واجب
ہو گیا کہ زمین بسبب گرانی و ثقل ذاتی کے مرکز عالم پر قرار پکڑے چنانچہ حکیم
بطلیموس اور ارسطاطالیس وغیرہ کا برخلاف فیثاغورس کے یہی مذہب ہے ۔
علوم طبعیہ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ حکیم تالیس نے ۶۴۰ قبل مسیح میں پیدا ہوا تھا وہ پہلا
یونانی ہے جس نے علم ہیئت کو سیکھا ۔ اور اگرچہ اپنے ہم وطنوں کی طرح وہ بھی قائل
تھا کہ زمین چپٹی اور سمندر سے محصور ہے تاہم اس نے بڑی بڑی دریافتیں
کیں ۔ تالیس نے آفتاب کی گردش سے معلوم اور دریافت کیا کہ سال کے چار حصے ہیں ۔
اور اسی کتاب میں ہے کہ حکیم فیثاغورس پہلا شخص ہے جس نے یہ بتایا کہ زمین ساکن
نہیں بلکہ متحرک ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے ۔ اور یہ ثابت
ہے کہ فیثاغورس سے پہلے تمام عقلاء یونان اسی بات کے قائل تھے کہ ساکن ہے
اور اسی کتاب میں ہے کہ حکیم ارسطو عرف ارسطاطالیس نے (۳۸۴ قبل مسیح) جو دنیا میں
سب سے بڑا ہیئت دان ہے جس نے بیان کیا کہ زمین گول ہے

اور تمام یونانی حکما جو سکندر اعظم کے وقت میں تھے انہوں نے معلوم کر لیا کہ آفتاب
کو مختلف بروج میں ہو کر گزرنا پڑتا ہے اس سے یہ نتیجہ بھی نکال لیا کہ آفتاب متحرک اور
زمین ساکن ہے۔ جس میں حکیم فیثا غورس کے مذہب کی تردید ہے۔ یہ نظام شمسی دراصل
نظام فیثا غورس ہے اور فیثا غورس نے اس نظام کو کسی ہندوستانی جوتشی سے سیکھا تھا
جیسے مولوی ذکاءاللہ صاحب لکھتے ہیں۔ ارسطارکس سے مدتوں پہلے فیثا غورس ہندوستان میں
آیا تھا اور یہ مسئلہ یہاں سے سیکھ گیا تھا کہ نظام عالم کا مرکز آفتاب ہے۔ اور اسکے
مدور مداروں پر یہ سیارے عطارد۔ زمین۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل علی الترتیب
طواف کرتے ہیں۔ اور اپنے محوروں پر بھی گردش کرتے ہیں۔ سائنس و مذہب کی مخاصمت مترجم
اردو کہ مذہب و سائنس میں ہے۔ فیثا غورس کے ذریعے سے ایک نیا خیال ہندوستان سے
یورپ میں پہنچ چکا تھا۔ اس خیال کے مطابق آفتاب مرکز کائنات تھا۔ غرضکہ
ان دو معتبر تاریخی شہادتوں سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ نظام فیثا غورس دراصل
ہندوستانیوں کا تعلیم ہے اور بعض ہندوستانی ہی اس فخر کے لائق ہیں کہ انہوں نے ہی اس نظام
شمسی میں تمام فیثا غورسیوں پر حق اور فخر استادی حاصل ہے۔ اور حکما فیثا غورسی
ان کے شاگرد رشید ہیں جنہوں نے اس علم کی پوری پوری خدمت کی ہے۔ فیثا غورس نے
جب ہندوستان سے واپس جا کر ممالک یونان وغیرہ میں یہ مسئلہ ظاہر کیا کہ زمین
متحرک اور آفتاب ساکن ہے تو یونانی اسکے مخالف ہوگئے اسلئے وہ اپنے مذہب کو
چھپاتا رہا تاہم اسکو کیا مصائب اٹھانے پڑے آخرکار ان لوگوں نے بار دیگر اسکو
قتل کر ڈالا اور اسکے شاگرد ہمیشہ پردۂ اخفا میں رہے یہاں تک کہ حکیم ارسطارکس
نے فیثا غورس کے مذہب کو ظاہر کیا اور کہا کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے
لیکن منشی ذکاءاللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ارسطارکس کے خیالات کو نظام عالم کے بارہ میں
متقدمین نے قبول نہیں کیا بلکہ نظام بطلیموسی کو ہر طرح بہتر جانا۔ سائنس و مذہب کی مخاصمت مترجم
پھر تاریخ علوم طبعیہ میں لکھا ہے۔ کہ حکیم بطلیموس جو [illegible] میں ایک نہایت زبر
دست ہیئت دان گذرا ہے۔ علم ہیئت کے متعلق اسکی سب سے اہم ایجاد بطلیموسی
نظام ہے جس میں اسنے آفتاب ستاروں اور سیاروں کی حرکات کا ذکر کیا ہے
اور زمین کو ساکن اور کائنات کا مرکز قرار دیا ہے۔ اسکی دریافتیں اور نتیجے
کچھ ایسے اطمینان بخش ہیں کہ چودہ سو سال تک تمام ہیئت دان ان کے قائل رہے
بعد میں کوپرنیکس نے اسکا خلاف کیا۔ اور ایک آریہ سماج کرنال لکھتا ہے کہ یورپ میں

سولہویں صدی کے اخیر تک پرانا بطلیموسی سدہانت جو تقریباً قدیم آچاریوں
کی سدھانتوں کے ساتھ ملتا ہے رائج تھا۔ آریہ نظام عالم۔ اور منشی ذکاء اللہ صاحب
لکھتے ہیں۔ نظام بطلیموس میں چونکہ زمین مرکز عالم ہے اس وجہ سے زمین اعلیٰ مقام
میں ہوئی اس لئے عیسائیوں کے دلوں میں کوئی ناراضگی و رنجیدگی پیدا نہیں ہوگی
جیسا کہ اس سے مسلمانوں کے دلوں میں بھی کوئی رنجش نہیں ہے بطلیموس کی مجسطی کی
خوبیوں کا ایک عالم قائل ہے۔ غرض یہ نظام بطلیموسی چودہ سو برس تک دوسری صدی
عیسوی سے سولہویں صدی تک سب کے نزدیک مسلم الثبوت رہا۔ مذہب و سائنس کی توجہ جو
اور جو کہ مذہب و سائنس میں ہے۔ بطلیموس نے چونکہ زمین کو مرکز کائنات ٹھہرا کر اور
دیگر زمین کا تفوق قائم رکھا اس لئے مسیحی یا اسلامی عقائد کو برافروختہ ہونے کا موقع
نہ ملا اور نظام بطلیموس کو چودہ سو سال تک یعنی دوسری صدی عیسوی سے سولہویں
صدی تک سب کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط نہ ہونے دیا۔ نظام بطلیموسی جس حیثیت سے
کہ المجسطی میں اس کی تشریح کی گئی ہے عام طور پر رائج ہو گیا۔ حرکۂ مذہب و سائنس۔
بعدہ مولوی ضیاء الدین صاحب دہلوی نظام شمسی فیثاغورسی کے بارہ میں لکھتے ہیں یہ نظام
تقریباً دو ہزار برس تک رائج نہ ہوا مگر بعد ازاں سولہویں صدی عیسوی میں
کوپرنیکس مسیحی نے فرنگستان میں اس نظام کی ترویج کی جس سبب سے یہ نظام فرنگستان
میں نظام کوپرنیکس مشہور رہا۔ مگر فرنگستان میں کے اکثر نامی ہیئت دانوں نے
اس نظام کی ترویج کے باعث اس سے سخت مجادلہ کیا اور نظام بطلیموس کے جس کی
تعلیم زمانہ حال سے تین سو برس پہلے تمام مدارس فرنگستان میں کی جاتی تھی اور
اب تک اکثر اقالیم میں رائج ہے قائل رہے۔ ڈاکٹر ہرشل صاحب نے لکھا ہے کہ کوپرنیکس
کی کتاب جس میں حرکت ارضی اور اور حالات کے باب میں مسائل فیثاغورسی درج
تھے چھتیس برس تک فرنگستان میں رائج نہ ہوئی اور آخر کو اسنے چھپوائی
مگر اسکی موت سے چند ساعت پیشتر اسکے پاس آئی۔ بعد ازاں گلیلیو اور
کیپلر سولہویں صدی کے آخر اور سترہویں صدی کے آغاز میں ان مسائل کے
مستحکم کرنے میں مشہور ہوئے اور پھر سترہویں صدی میں نیوٹن صاحب مسئلہ
کشش دریافت کر کے اپنی ہندسی دلیلیں اس نظام میں ظاہر کیں۔ اصول علم طبعی

نظام شمسی کے بطلان پر بطلیموس کے دلائل عقلیہ جو
مجسطی وغیرہ میں مذکور ہیں نقل کئے جاتے ہیں۔ (۱) وقد ظن قوم ان الارض

متحرکۃ بالاستدارۃ حول محور الحرکۃ من المغرب الی المشرق (الی ان قال) ولیس یمکن بالنظر
الی الهواء والاشخاص الارضیۃ دون صاحب هذا القول مع التزامه لامور مختلفۃ الطبیعۃ وهی نفی
الحرکۃ المستدیرۃ علی الجرم اللطیف المتشابه بهیئۃ الاجزاء واثباتها للکثیف المختلف الاجزاء
وقد ینسب حرکتہ ما یشبه الاول مما هو اقل لطافۃ کالهواء الی الارض وحرکۃ ما هو علی طبیعۃ الثانی
کالاجسام الارضیۃ اعسر وایضاً هو القول تشارکهما فیها مع تفاوت طبیعتهما مقرا بان الارض اسرع
ما عداها فیلزم ان لا یدرک اشخاص السفلیۃ کالسحب والطیور والسهام حرکۃ الی المشرق
والارض تسبقها الیه بل یری متحرکۃ الی المغرب ابداً فان قیل ان الهواء ایضاً یتحرک
بتلک الحرکۃ فیلزم ان تتشابه الاجرام التی فیه متأخرۃ عنه وان جعلت لاصقۃ بمواضعها
کالملتصقۃ لزم ان ینتقل عن مواضعها ولا یتبدل فی اوضاعها مجسطی صفحہ ۱۱ ـ (۲) ولا یمکن
اسناد الحرکۃ الاولی الا لاقل من ان ذلک الاسناد موجب ان لا یقع الحجر المرمی فی الهواء الی جهۃ
الفوق علی موضع الاول بل یجب ان یقع فی الجانب الغربی عنه (الی ان قال) بل لکونها ذات
مبدأ میل مستقیم طبعاً کما یظهر فی اجزائها المنفصلۃ عنها فیمتنع ان تتحرک علی الاستدارۃ
بالطبع تحفہ شرح تذکرہ محقق الطوسی ـ (۳) وثالثها فلانها لو تحرکت علی الوسط حرکۃ
وضعیۃ من المغرب الی المشرق وجب ان لا یری متحرک نحو المشرق بما ذکرتم ولم یطلعوا
بانها ذات مبدأ میل مستقیم فیمتنع ان تتحرک علی الاستدارۃ ـ تحفہ شاہی محقق القزوینی
(۴) وزعمت طائفۃ اخری انها مستدیرۃ الحرکۃ (الی ان قال) والدلیل علی بطلان
هذا القول ان الارض اذ نزعنا فی اجزائها المتوافقۃ لها فی الطبع میلاً مستقیماً ففیها مبدأ
میل مستقیم فلا یکون فیه مبدأ میل مستدیر وقد یبطل بان الحجر الذی خلی من الهواء یجب
ان لا یقع الی ما یحاذی الموضع الذی خلی علی خط یکون عموداً بل یقع الی الجانب
الغربی منه او ینزل الیه لا علی عموده وبان السهم المرمی الی المغرب یجب ان یری
ابداً من المرمی الی المشرق الخ ـ شمس بازغہ صفحہ ۱۴۲ ـ اور اسیطرح شرح حکمۃ العین عربی
قلمی اور شرح المواقف میں بھی لکھا ہے ـ تو جس شخص نے یہ کہا کہ نظام فیثاغورس پر بطلیموس
کا ایک اعتراض تھا کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو ہوا اور دوسرے اجسام لطیفہ کو پیچھے چھوڑ
جاتی اس لئے اسنے زمین کو مرکز کائنات قرار دیا ہے ـ یا یہ کہ اس زمانے میں علم طبعیات کا یہ ناقص
تھا کہ بطلیموس نے نظام فیثاغورس پر ایک اعتراض کیا کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو ہوا اور تمام ہلکے جسم
اس سے پیچھے رہ جاتے اس وجہ سے اس نے زمین کو مقام مرکز عالم میں ٹھہرا دیا اور اسکے گرد سیارگان کو
دوڑا دیا ـ اس نے مجسطی کی عبارت کا مطلب نہیں سمجھا ـ بطلیموس نے تو زمین کی حرکت کے

مستقیم الی المرکز کا ساکن قرار دیا ہے اور اس اعتراض سے مخالف کے دعویٰ خیالیہ کو بدلیل
حلولیہ مستحکم توڑا ہے۔ عربی عبارات اس لئے لکھی گئی ہیں تاکہ حق معلوم ہو۔ اور قبل ازیں
ان عبارات کا مطلب اسطرح بیان کیا گیا ہے۔ اور عقلی دلیلیں اس مضمون پر بہت
ہیں۔ منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ فلسفہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ زمین بسیط ہے اور بسیط
میں ایک ہی قسم کی طبیعت پائی جاتی ہے۔ جسکا مقتضا بھی ایک ہی ہوتا ہے نیز
چونکہ زمین میں مرکز ثقل ہے اور اسمیں صرف مبدأ میل مستقیم ہے یعنے اسکی حرکت
حرکت مستقیمہ ہے اسپر دلیل یہ ہے کہ ایک جزو زمین مثلاً پتھر یا ڈھیلا جسوقت اوپر
کیطرف پھینکا جاتا ہے یا بلندی سے نیچے کیطرف گرایا جاتا ہے تو سیدھا زمین کیطرف آتا
ہے۔ یہ حرکت مستقیم البتہ پھینکنے والے کی طاقت کی حرکت کیوجہ سے اگر اسمیں کوئی قسری
حرکت پیدا ہو جائے تو ممکن ہے۔ لیکن جب وہ قوت ختم ہو جاتی ہے اور اسکا میل
طبعی نشیب کیطرف شروع ہوتا ہے تو اسوقت سوائے حرکت مستقیمہ کے اور کوئی
حرکت اس میں پائی نہیں جاتی۔ پس جبکہ زمین کے ایک جزو کا یہ حکم ہوگا تو باقی زمین کا
بھی یہی حکم ہوگا۔ کیونکہ بسیط کے کل و جزو احکام طبعیہ میں کسیطرح مختلف نہیں
ہو سکتے۔ اور جبکہ زمین میں صرف مبدأ میل مستقیم ہے یعنے اس کا اقتضائے طبعی
حرکت مستقیم ہے لیکن انتظام کرات عالم اور قسر قاسر سے درمیان میں قائم ہے تو ممکن
ہے کہ اسمیں دوری حرکت نہ پائی جائے یا پیدا ہو۔ کیونکہ جب اسمیں حرکت دوریہ پیدا ہوگی
تو لامحالہ اس میں مبدأ میل مستدیر بھی ہوگا۔ پھر تو دو متضاد چیزیں ایک بسیط
میں جسکی طبیعت واحدہ ہے پائی جائینگی حالانکہ یہ محال ہے پس اہل سائنس کا کہنا
کہ زمین میں حرکت دوریہ پائی جاتی ہے بالکل خلاف قانون فطرت ہے جسپر ان لوگوں کا ایمان ہے
دوسرے۔ یہ کہ اگر زمین متحرک ہو یعنی مغرب سے مشرق کیطرف جاتی ہو تو لازم آتا ہے
کہ جو پتھر اوپر کیطرف پھینکا جائے وہ ٹھیک ہے اسی مقام پر آکر نہ گرے جہاں سے
پھینکا گیا ہے کیونکہ جتنے سکنڈ میں پتھر اوپر سے نیچے آئیگا اتنے سکنڈ میں زمین اور
پھینکنے والا شخص میلوں مشرق کی طرف نکل گیا ہوگا تو چاہیئے کہ یہ پھینکا ہوا
پتھر اس مقام سے جہاں سے پھینکا گیا ہے کئی میل کے فاصلہ پر مغرب میں گرے حالانکہ
یہ بات مشاہدہ حسیہ کے بالکل خلاف ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر سیدھا
اسی مقام پر گرتا ہے جہاں سے پھینکا گیا ہے۔ تیسرے۔ یہ کہ اگر کسی اڑتے
ہوئے پرندے کو تیر مارا جائے تو کبھی اسکو نہ لگے اور اگر لگے تو وہ اسی مقام پر نہ گرے

کیونکہ زمین نے اتنے عرصے میں میلوں راہ طے کر لی ہے حال آنکہ یہ بات بالکل خلاف
مشاہدہ ہے۔ چوتھے۔ یہ کہ اگر دو پتھر ایک ہی طاقت سے پھینکے جاویں ایک مشرق
کیطرف اور دوسرا مغرب کیطرف تو چاہیے کہ جو پتھر مغرب کیطرف پھینکا گیا ہے
وہ زیادہ تیز جاتا ہوا معلوم ہو اور جو مشرق کیطرف پھینکا گیا ہے وہ بہت
سست محسوس ہو یا یہ کہ اسکی حرکت بالکل ہی محسوس نہو۔ کیونکہ زمین نہایت
تیزی سے حرکت کر رہی ہے اور مغرب سے مشرق کیطرف بھاگی چلی جا رہی ہے۔ تو ضرور
مغربی پتھر تیز جاتا ہوا نظر آئیگا اور مشرقی سست۔ حال آنکہ دونوں کی حرکت
مساوی محسوس ہوتی ہے اور دونو مساوی وقت میں زمین پر گرتے ہیں اور نیز
مساوی فاصلہ پر۔ تو اب بتائیے کہ زمین کہاں حرکت کرتی ہے۔
پانچویں۔ یہ کہ اگر زمین متحرک ہو تو چاہیے کہ کسی وقت ہوا میں سکون نہو
حال آنکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر اوقات ہوا ساکن ہوتی ہے۔ وجہ ملازمت
یہ ہے کہ اس رائے کی بنا پر زمین فی گھنٹہ ۱۰۳۶ میل اور فی سکنڈ ۱۵۲۰
فٹ حرکت کرتی ہے اور بنا بر رائے بعض صاحب زمین فی سکنڈ ۱۹ میل اور فی گھنٹہ
(۶۸۴۰۰) حرکت کرتی ہے تو ضرور ہے کہ زمین کی حرکت کے ساتھ ٹکر کی وجہ سے
ہوا بھی متحرک ہو خصوصاً پہاڑوں عمارتوں درختوں کے صدمے سے ہر وقت ہوا
میں وہ سخت تموج رہا کرے کہ آدمی ایک سکنڈ بھی زمین پر کھڑا نہ رہ سکے۔
حالانکہ ہم اسکے خلاف دیکھتے ہیں۔ دیکھئے تیز ریل گاڑی جو فی سکنڈ ۱۰ گز
۱۰ گز $\frac{۲}{۳}$ اپنی حرکت سے مسافت طے کرتی ہے کسقدر اسکے صدمے سے ہوا میں
تموج پیدا ہوتا ہے اگر آدمی گاڑی کے خانے سے منہ نکالے تو معلوم ہوتا ہے کہ سر
اُڑ جائیگا باوجودیکہ اسکی رفتار زمین کی رفتار سے زمین کی رفتار سے بہت کم ہے
پھر کیونکر ممکن ہے کہ اتنا بڑا جسم ثقیل اس تیزی سے حرکت کرے اور پھر
ہوا کی حرکت محسوس نہ ہو۔ اور اگر اگلی بات کا یہ جواب دیا جائے کہ زمین کے
ساتھ ہوا بھی حرکت کرتی ہے اس لئے پتھر اسی مقام پر گرتا ہے جہاں سے پھینکا
گیا ہے۔ تو اولاً اسمیں یہ خرابی لازم آئیگی کہ چاہئے ہر وقت آندھی سے زیادہ
تیز حرکت ہوا کی ہر وقت محسوس ہوتی رہے کیونکہ فطرتی رفتار ہوا کی یورپین تحقیقات
کے موافق فی منٹ پونے دو میل ہے اور فی گھنٹہ سو میل۔ تو زمین کی نسبت سے کسقدر
زیادہ ہو جاتا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ اگر یہی مان لیا جاوے کہ زمین کی

حرکت کیوجہ سے ہوائے جاودہ بھی حرکت کرتی ہے تو چاہیے کہ جسوقت ہوا ساکن ہو اور
اسوقت دو کشتیاں دریا میں چلائی جائیں ایک مشرق کیطرف دوسری مغرب کیطرف
تو وہ کشتی جو مشرق کیطرف چلائی گئی ہے اسمیں دو قسم کی قوۃ محرکہ پائی جاتی ایک
ہوائے جاودہ یا دریا کے پانی کی حرکت سے اور دوسری ملاح کی تحریک سے تو اسکی
رفتار مشرق کیطرف نہایت تیزی سے ہو اور جو مغرب کیطرف چلائی گئی ہے وہ بہت
سست چلے کیونکہ اسمیں ذاتی قوۃ حرکت کوئی نہیں ہے۔ بلکہ صرف ملاح کی قوت سے یہی
نہیں بلکہ ضروری ہے تو اسوقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ مغربی کشتی کی حرکت بالکل ہی محسوس نہو
کیونکہ وہ زمین اور پانی کے مشرق کیطرف نہایت تیزی سے چلنے کیوجہ سے آگے جا ہی
نہیں سکتی حالانکہ یہ بالکل خلاف مشاہدہ ہے۔ نیز اگر یہی صحیح مان لیا جائے کہ زمین
کے ساتھ ساتھ ہوائے جاودہ بھی متحرک ہے تو چاہیے کہ اگر دو پرندے ایک قسم کی طاقت
سے فضا میں اڑیں ایک مشرق کیطرف متوجہ ہو اور ایک دوسرا مغرب کیطرف
تو وہ پرندہ جو مشرق کیطرف جا رہا ہے بہت سرعت سے جاتا ہو کیونکہ اسکے حامل دو حرکتیں
ہیں ایک اسکے ارادے کی حرکت۔ دوسرے وہ ہوا جو مغرب سے مشرق کیطرف بمجاورت زمین نہایت
سرعت سے جا رہی ہے اور مغربی پرندہ بہت سست جا رہا ہو یا فضا میں ٹھہرا ہوا دکھائی
دیتا ہو کیونکہ وہ ہوا کی قوت کے برعکس ارادہ کر رہا ہے جسکا وہ مقابلہ نہیں کر سکتا حالانکہ
یہ امر خلاف معلومات عامۃ الناس ہے چہ جائیکہ خاصۃ الناس۔ علی ہذا القیاس اور بھی
خرابیاں ہیں جو حرکت زمین اور حرکت ہوائے جاودہ زمین کی بنا پر لازم آتی ہیں جنہیں
بخیال طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔ اہل سائنس کے دلائل جو ان سائیکلو پیڈیا برٹینکا
سے مولانا سید غلام حسنین کنتوری نے نقل کی ہیں اور انکو رد بھی فرمایا ہے میں
انہیں کا حاصل ورد بیان نقل کرتا ہوں۔ پہلی دلیل عملی تجربہ سے ثابت ہوا ہے
کہ بلند مینارہ سے اگر کوئی پتھر وغیرہ پھینکو تو اس نقطہ پر گریگا جو عمود از مسامت ہے
بلکہ مشرق کیطرف ہٹ کر گریگا لہذا زمین پچھم سے پورب کیطرف حرکت کرتی ہے
جواب یہ تجربہ [illegible] کی چاروں طرف کیا جاوے ہرگز درست نہوگا۔ اس تجربہ کو درست فرض
ہم کہتے ہیں کہ زمین فی منٹ تخمیناً ۱۸ میل چلتی ہے پس اگر وہ پتھر ایک منٹ میں زمین پر گرا ہے
تو چاہیے کہ وہ پتھر مینارہ سے تخمیناً ۱۸ میل ہٹ کر پورب کیطرف گرے اور آپکے قاعدہ کیمطابق یعنی
در اصل چاہیے تھا کہ وہ پتھر مینارہ سے ہٹ کر ۱۸ میل پچھم کیطرف گرے۔ پورب کیطرف ہٹ کر گرنا
کیسا ذرا غور کیجئے۔ یہ دونوں صورت میں ہے کہ مینارہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور زمین کیساتھ وہ حرکت

حرکت نہیں کرتا۔ اور اگر ستارہ اور چوتھا محیط یعنی زمین کے ہمراہ حرکت کر رہی رکھے
تو دونوں نقطے کے محاذات میں فرق نہ ہوگا اور ضرور پتھر کو نقطہ محاذی پر گر جانا ہوگا
بحث کر چکے دوسری اور تیسری دلیل میں بھی تقریباً یہی دلیل کی طرح ہے اور اسکا جواب بھی
اسی کے قریب قریب ہے لہذا انکو نقل نہیں کیا گیا۔

عیسائیوں کا علم ہیئت ۔ موجودہ بائیبل میں ہے "اے خدا تو نے زمین کو قیام
بخشا اور وہ ٹھہری ہوئی ہے" زبور کی آیت سے صاف ثابت ہے کہ زمین ساکن ہے۔
اور زبور میں یہ بھی ہے کہ "آفتاب پہلوان کی طرح میدان میں دوڑنے سے خوش ہوتا ہے
افلاک کے ایک کنارے سے اسکی برآمد ہے اور اسکی گردش انکے دوسرے کنارے تک ہے" زبور
کی اس آیت سے سورج کی گردش و حرکت بھی کالشمس فی نصف النہار روشن و ثابت ہے
عیسائیوں اور یہودیوں کا اس عقیدے سے پھرنا گویا انکا اپنی مقدس کتاب ہی کو ترک کرنا ہے۔
(۲) سینٹ اگسٹائن پادری نے سائنس میں ایک کتاب لکھی تھی جس میں یہ امر زمین کو بسیط
مسطح مرکز عالم بیان کیا ہے جس کے اوپر محل کی طرح تنا ہوا آسمان کا برج قائم ہے۔ اور زمین
کے نیچے دوزخ اور آسمان کے اوپر بہشت ہے۔ مذہب و سائنس کی رزم و بزم مولفہ مولانا ظفر علی خان
ایک شخص [illegible] نامی ایک بڑا عیسائی لکھتا ہے کہ زمین کی کرویت کا مسئلہ بدعت سیئہ ہے۔ زمین
کی دوسری طرف آبادی کا ہونا ناممکن ہے۔ کتب مقدسہ میں کہیں ذکر نہیں آیا کہ زمین کے
دوسری طرف بھی نسل آدم ہے۔ مذہب و سائنس کی رزم و بزم۔ صاحب انڈوکا پلیوسٹس کی
کتاب کرسچین ٹاپوگرافی یعنی (جغرافیہ مسیحی) میں لکھا ہے کہ زمین ایک چپٹی سطح ہے جس کے
شمال کی جانب ایک بڑا پہاڑ ہے آفتاب جب اس پہاڑ کے پیچھے چلا جاتا ہے تو رات ہو
جاتی ہے۔ معرکہ مذہب و سائنس۔ کرسٹوفر کولمبس جنوا کا جہازران بوجہ تحریرات انکی شخصی
و آزاد اور تاستفلی زمین کی کرویت کا قائل تھا۔ مگر اسپین کے پادریوں نے کفر کا اور سلیمینکا کی
مسیحی کونسل نے بدعت سیئہ کا فتوی لگایا اور کہا کہ یہ مخالف طریق بائیبل کے عہد عتیق اور جدید
اور رسولوں کی پیشین گوئیوں کو جھٹلاتا ہے۔ معرکہ مذہب و سائنس۔ فیثا غورث نے آفتاب کو
مرکز عالم قرار دیکر زمین کا درجہ بہت ہی گھٹا دیا ہے۔ معرکہ۔ ارسٹارکس سیلیسس کوپرنیکس
فیثا غورث کے مذہب کے پیرو ہیں۔ یہ سب سماوات کے منکر ہیں اور زمین کو ایک چھوٹا سا سیارہ
سورج کے گرد گھومنے والا مانتے ہیں۔ ارسٹارکس کے خیالات کو نظام عالم کے بارے میں متقدمین
نے قبول نہیں کیا بلکہ نظام بطلیموس کو ہر طرح بہتر جانا۔ رزم و بزم۔ کوپرنیکس نظام فیثا غورث
کو صحیح بتلاتا ہے اور اسنے ایک کتاب لکھی مگر ۳۰ برس تک اسے شائع کرنے کی ہمت نہ ہوئی بلحاظ مسیحی

تا فتق رواز خود تابان کرمن ؛ خود برآرم روشنی از خلیفتی ؛ عاطلہ اگر کردست این خیال ؛
سر نگون افگند و چاہ ضلال ؛ ناز بر فطنت مکن گر فطنتی است ؛ ذرہ تو این خرد خفاش تبہ است
چون ضیائی زیر تابہ آفتاب ؛ چشمک قندیر تو شمع و در حجاب ؛ منتہائے عقل تعلیم خدا است ؛
بر صداقت را ظہور از انبیا است ؛ از مسیح ناکس بیاموزی فنون ؛ عار داری زان حکیم بیچگون ؛
طبع او نا قصا ہم ناقص است ؛ گر ترا گوئے ضمیر و حزنے بس است ؛ چو تحقیق نمونہ فرقان
ہمہ بیہودہ باطل و لغو ہے - عقل کامل ہرگز قرآن کریم کی مخالفت نہیں کر سکتی - کیونکہ یہ فقرہ
البتہ ہے کہ انسانی عقل کے طفل نادان کی تربیت و تعلیم کے لئے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے
جو رسول من اللہ ہو اور ایسی کتاب کی حاجت ہے جو کلام اللہ اور منزل من اللہ ہو - اور
عقل کامل بھی اس ضرورت کے وجود کو فطری اور بدیہی اولی تسلیم کرتی ہے - تمام جہان نے متفق
ہو کر بھی اللہ تعالے کے رسولوں اور کتب سماوی کی اعتقادی اور عملی صورتوں میں اتفاق و
اجماع کے ساتھ اطاعت و اتباع کی ہے - اور اللہ تعالے کی بھی یہ سنت ہے کہ ہمیشہ حضرت
آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ لوگوں کی ہدایت
کے لئے بھیجتا رہا ہے جن حکما نے انبیاء علیہم السلام کی اطاعت و اتباع کی ہدایت و فلاح
پائی اور جن سفہا نے خلاف کیا وہ ہلاک ہوئے - پس جن عقلا نے حضرت جناب محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور کتاب اللہ و حکمۃ اللہ و سنت رسول اللہ صلعم کی اتباع
کی ہر طرح سے عزت و آبرو پائی اور ہدایت و سعادت دو جہانی کے اعلی مدارج
حاصل کئے اور قرب الہی کے مقام صدق و صفا پر بوجہ اتم و اکمل پہونچا -

و لنعم ما قال الشبلی النعمانی - ابیات - ایکہ بر مائدہ یورپ مہمان باشی ؛
حیف باشد اگر از جملہ ایشان باشی ؛ حیف اگر از اثر فلسفہ مغربیان ؛
منکر فلسفہ سنت و قرآن باشی ؛ سحر شعبدہ جلوہ دہد بر تو نہی ؛ منکر معجزہ موسی عمران باشی ؛

اور مولوی صاحب حضرت جناب سیدنا و مولانا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تعریف مصنف تحفہ رسولیہ لکھتے ہیں - ابیات - خالق کل عقل جو پیدا نمود ؛
کرد تعبیہ بخش ہوا پیدا نمود ؛ یک کم صد داد نبی پاک را ؛ بخش یکے اہل سما خاک را ؛
عقل نبی ہست چو ریگ جہان ؛ عقل ہمہ خلق چو یک دانہ زان ؛ از پئے تعلیم جہان شد عطاش ؛
عقل کامل و عقل معاد و معاش ؛ عقل معاشش زہمہ بیش بود ؛ عقل معادش کہ تواند ستود ؛
عقل کہ اندکی با کش نہاد ؛ عشر عشیرش بجہان ہم نداد ؛ اہل طلب را خرد آموز گشت ؛
از خرد خلق جہان درگذشت ؛ امی و عالم شد و دم باب ؛ یافتہ تعلیم ز ام الکتاب ؛ ز خلقہ وسلم

تمہید دوم - کیفیت بدء الخلق کا علم حاصل کرنا ضروری ولابدی ہے اور یہ علم بھی
منجملہ علوم دینیہ سے ہے - پس اس علم کا سننا اور قبول کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رضا
وخوشنودی کا موجب ہے اور اس سے اعراض کرنا ناخوشی کا باعث - جیسے کہ حدیث شریف
میں وارد ہوا ہے - تیسیر الوصول الی جامع الاصول کتاب خلق العالم میں بخاری و ترمذی سے
یہ حدیث نقل کی ہے - عمران بن حصین سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اس کے بعد آپکے پاس قبیلہ بنی تمیم کے چند
اشخاص آئے تو آپنے اُن سے فرمایا کہ اے بنی تمیم لوگو خوشخبری کو قبول کرو یعنے ایسی بات سنو
جو موجب سعادت حقیقی ہو) تو وہ کہنے لگے کہ ہم خوشخبری کو سن چکے اب ہمکو کچھ دیجئے (اموال
ونقود دنیا) یہ بات اُنہوں نے دو دفعہ کہی جس کے سننے سے آپکا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا (اس وجہ سے
کہ ہم تو انہیں دینی امور کے متعلق خوشخبری سناتے ہیں اور یہ ہم سے دنیا طلب کرتے ہیں)
پھر اسکے بعد آپ کے پاس یمن کے لوگ آئے آپنے اُن سے فرمایا کہ اے اہل یمن تم ہی خوشخبری
کو قبول کرو جبکہ بنی تمیم نے نہیں قبول کی تو وہ کہنے لگے ہم نے اسکو قبول کیا پھر وہ کہنے لگے کہ ہم
لوگ تو اسی غرض سے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم دینی امور میں سمجھ حاصل کریں
اور آپ سے ابتداء پیدائش کا حال دریافت کریں کہ پہلے کیا تھا ؟ آپ نے فرمایا کہ پس
خدا ہی خدا تھا اور کوئی شیٔ خدا سے قبل نہ تھی اور خدا کا عرش پانی پر تھا اسکے بعد
خدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور ہر شیٔ کو لوح محفوظ میں لکھ دیا - بخاری و ترمذی
ناظرین - اس حدیث پر مکرر سہ کرر غور و فکر فرماویں - اسکے بعد اصل مضمون پر توجہ فرمایئے

زمین ساکن ہے - اس پر دلائل شرعیہ اور دلائل قرآنیہ وسنیہ و براہین افرنجیہ وجغرافیہ
مرقومۃ الذیل ہیں (۱) القول فی تاویل قولہ (الذی جعل لکم الارض فراشا) اے جعل
لکم الارض مہاداً و موطئاً و قراراً یستقر علیہا ۔ وعن ابن عباس وعن ابن مسعود وعن
ناس من اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم الذی جعل لکم الارض فراشا فہی فراش یمشی علیہا
وہی المہاد والقرار - تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر ج ۱ صفحہ ۱۲۴ - قولہ (الذی جعل لکم الارض
فراشا) ہہنا مسائل الاولیٰ فی مطالع الارض - والفراش اسم لما یفرش کالمہاد للمہد
وہو البسیط ولیس من ضرورات الافتراش ان یکون سطحاً مستویاً کالفراش علی ما ظن
فسواء کانت کذلک او علی شکل الکرۃ فالافتراش غیر مستنکر ولا مدفوع لعظم حجمہا وتباعد
اطرافہا ولکنہ لا یتم الافتراش علیہا ما لم تکن ساکنۃ فی حیزہا الطبیعی وہو وسط الافلاک
لان الثقال بالطبع تمیل الی تحت کما ان الخفاف بالطبع تمیل الی فوق والفوق من جمیع

من جميع الجوانب مائلی السماء و التحت مائلی المرکز فکما انه يستبعد صعود الارض فيما يلينا الی جهة
السماء فليستبعد هبوطها فی مقابلته ذلک لان ذلک الهبوط صعود ايضاً الی السماء فاذن
لا حاجة فی سکون الارض و قرارها فی حيزها الی علاقة من فوقها و لا الی دعامة من تحتها بل يکفی
فی ذلک ما اعطاها خالقها و رکز فيها من الميل الطبعی الی الوسط الحقيقی بقدرته و اختياره ان
الله يمسک السموات و الارض ان تزولا ۔ تفسیر غرائب القرآن بحاشیہ تفسیر ابن جریر
مطبوعہ مصر صفحہ ۵ للعلامہ نظام الدین النیشاپوری ۔ (۳) شاہ عبدالعزیز صاحب
محدث دہلوی سلطان الہند فرماتے ہیں ۔ الذی جعل لکم الارض فراشا ۔ و از عجائب صنع الٰہی در زمین
آن است کہ او را در حیز خود ساکن ساختہ اند کہ میانہ عالم است زیرا کہ ہر چیز گران بالطبع
مائل بسوئے پائین است چنانچہ ہر چیز سبک بالطبع مائل بسوئے بالا است و جہت پائین دائم
مرکز زمین است کہ نقطہ است در وسط حقیقی و جہت بالا نام آن طرف کہ رو بآسمان
دارد ۔ پس چنانچہ بلند شدن زمین بسوئے آسمان از طرفیکہ ما بر آنیم مستبعد است ہمچنین
پائین رفتن زمین در مقابل آن طرف نیز مستبعد است زیرا کہ آن پائین رفتن عین بلند
شدن است بسوئے آسمان ۔ پس بایں تدبیر در قرار گرفتن زمین در حیز خود احتیاج ندارد
تا آب و غیرہ او را از بالا نگاہ دارد و بر فیلی یا بر جنوئی از پائین او را امداد نمایند بلکہ آنچہ در طبیعت
او را از میل طبعی بوسط حقیقی نہادہ اند در ین باب کفایت میکند چنانچہ در آیت ان الله
یمسک السموات و الارض ان تزولا ہمین معنی اشارت است ۔ تفسیر فتح العزیز صفحہ ۱۱۸
شاہ صاحب کی یہ عبارت بعینہ تفسیر غرائب القرآن کا ترجمہ فارسی ہے ۔ (۴) امام المتکلمین
فخر الدین الرازی رحمۃ الله علیہ لکھتے ہیں ۔ الذی جعل لکم الارض فراشا ۔ المسئلة
الرابعة اعلم انه سبحانه و تعالیٰ لما ذکر ههنا انه جعل الارض فراشا و نظيره قوله امن
جعل الارض قرارا و جعل خلالها انهارا و قوله الذی جعل لکم الارض مهادا ۔ و اعلم
ان کون الارض فراشا مشروطة بامور (الشرط الاول) کونها ساکنة و ذلک لانها لو
کانت متحرکة لکانت حرکتها اما بالاستقامة او بالاستدارة فان کانت بالاستقامة
لما کانت فراشا لنا علی الاطلاق لان من طفر من موضع عال کان يجب ان لا يصل
الی الارض لان الارض هاوية و الانسان هاو و الارض اثقل من الانسان و الثقيلان
اذا نزلا کان اثقلهما اسرعهما و الابطأ لا يلحق بالاسرع فکان يجب ان لا يصل
الانسان الی الارض فثبت انها لو کانت هاوية لما کانت فراشا لنا علی الاطلاق
اما لو کانت حرکتها بالاستدارة لم يکمل انتفاعنا بها لان حرکة الارض مثلاً اذا کانت

الى المشرق والانسان يريد ان يتحرك الى جانب المغرب ولا شك ان حركة الارض
اسرع فكان يجب ان يبقى الانسان على مكانه وانه لا يمكنه الوصول الى حيث يريد فلما امكنه
ذلك علمنا ان الارض غير متحركة لا بالاستدارة ولا بالاستقامة فهي ساكنة ثم ما بالهم يجعلون
انتقالها الى المغرب اسهل من انتقالها الى المشرق لا فثبت بما ذكرنا ان سكون الارض ليس الا من
الله تعالى. فظهر انه لابد من ممسك يمسكها بقدرته واختياره ولهذا قال الله تعالى ان الله
يمسك السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسكهما من احد من بعده۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر
صفحہ ۲۱۳۶۲۱ ایک اور تفسیر عربی نے بھی تفسیر کبیر کی اس عبارت کو آیت ومن الارض مثلهن کی تفسیر میں
نقل کیا ہے اور زمین کے سکون پر استدلال کیا ہے۔ اب تفسیر کبیر کی عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ یہ ہے
ترجمہ۔ واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس مقام پر بیان فرمایا ہے کہ ہمنے زمین کو بستر بنایا ہے اور اسیطرح
دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ امن جعل الارض قرارا وجعل خلالها انهارا یعنی وہ کون ہے جس نے
زمین کو جائے قرار بنایا اور اسکے اندر نہریں جاری کیں۔ اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے جعل لکم
الارض مهادا یعنی زمین کو تمہارا بستر بنایا۔ واضح ہو کہ زمین کا بستر ہونا چند باتوں پر موقوف
ہے (۱) یہ کہ زمین ساکن چیز ہو بغیر اسکے وہ فرش نہیں ہو سکتی ہے۔ اسواسطے کہ اگر وہ ساکن
نہ ہو بلکہ متحرک ہو تو اسکی حرکت دو حال سے خالی نہ ہوگی حرکۃ مستقیمہ ہوگی یا مستدیرہ
یعنی یا تو وہ ادہر ادہر حرکت کریگی یا اپنی جگہ پر گھومتی رہیگی۔ اب اگر اسکی حرکت استقامت
کے ساتھ ہو (یعنی سیدھی ہو) تو وہ کسیطرح فرش نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ مثلاً اگر ایک شخص کسی
بلند جگہ سے کودا تو ضرور ہے کہ وہ زمین پر ہرگز نہ گرے۔ اسواسطے کہ اس انسان کی حرکت بھی نیچے کو
ہوگی اور زمین کی حرکت بھی نیچے کیطرف ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ زمین کا وزن انسان سے زیادہ ہے اور
یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب دو وزنی چیزیں اوپر سے نیچے کو گریں تو ان دونوں میں اسکی حرکت تیز ہوگی جسکا ثقل
زیادہ ہو۔ اور جسکی سست ہو وہ تیز حرکت والی چیز کو نہیں پہنچ سکتی۔ اس قاعدہ کے بموجب ضرور
ہوا کہ اگر زمین کی حرکت مستقیمہ ہوتی تو انسان کسی بلند جگہ سے کودتے وقت زمین کے اوپر ہرگز نہ گرتا
اور اس سے ثابت ہو گیا کہ زمین کو اگر اس قسم کی حرکت ہوتی تو ہرگز فراش نہیں ہو سکتی تھی۔
اب دوسرا احتمال باقی رہا کہ اسکو حرکت مستدیرہ ہو سو یہ احتمال بھی باطل ہے اسواسطے کہ اگر
ایسا ہوتا تو ہمکو زمین سے کامل طور پر فائدہ حاصل نہوتا اسواسطے کہ اگر زمین کی حرکت مثلاً مشرق
کیطرف ہوتی اور ایک شخص مغرب کیطرف کو حرکت کا ارادہ کرتا اور اسمیں شک نہیں ہے کہ وہ زمین
کی حرکت کو نہیں پہنچ سکتا یعنی زمین کی حرکت اسکی حرکت سے بدرجہا زیادہ و تیز ہوتی اور جب
ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ انسان ہرگز مقصد کی طرف نہ پہنچ سکتا۔ بلکہ وہیں رہ جاتا جہاں پہلے تھا

اور یہ تو ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص جہاں جانا چاہتا ہے وہاں پہونچ جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا
کہ زمین کو حرکت نہیں ہے نہ حرکت مستقیمہ نہ مستدیرہ جب اسکو حرکت نہ ہوئی تو لا محالہ ساکن ہوگی
پھر لوگوں کا اسکے ساکن رہنے میں اختلاف ہے کہ اس سکون کا سبب کیا ہے اور اسمیں انکے چند اقوال ہیں (۱) زمین نیچے کی طرف
سے ایک غیر متناہی چیز ہے اور غیر متناہی چیز ہمیں کوئی نظر آتی ہے کوئی ایسی جگہ نہیں نکلتی جسکے اوپر حرکت
کرکے گر پڑے اسواسطے وہ حرکت کر ہی نہیں سکتی مگر یہ قول غلط ہے اسواسطے کہ اثبات برہان سے معلوم
ہو چکا ہے کہ کوئی جسم غیر متناہی نہیں ہو سکتا۔ (۲) جو لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ سب جسم متناہی ہوتے ہیں وہ
یہ کہتے ہیں کہ زمین کی شکل کروی نہیں ہے بلکہ نصف کرہ کی شکل ہے جسکا اونچا ہوا حصہ اوپر کی جانب ہے اور
ہموار حصہ نیچے کی جانب پانی اور ہوا کے اوپر رکھا ہوا ہے اور سب بھاری چیزوں کا قاعدہ ہے کہ جب انکا سطح
پانی کے اوپر پھیل جائے تو پانی کے اوپر تیرتی رہا کرتی ہیں مثلاً سیسہ حالانکہ بہت وزنی چیز ہے مگر اسکو پھیلا کر
پانی کے اوپر چھوڑ دیں تو وہ تیرنے لگتا ہے اور جب اسکو جمع کرکے چھوٹا بنا دیں تو پانی کے اندر
ڈوب جاتا ہے اور یہ قول بدو وجہ باطل ہے (۱) یہ جو ہم کو زمین کے ساکن رہنے میں کلام تھا وہی
اس پانی اور ہوا کے ساکن رہنے میں کلام کریں گے۔ (۲) اسکی کیا وجہ ہے کہ زمین کی ایک جانب
چوڑی ہو گئی اور دوسری جانب اونچی ہوئی رہی۔ (۳) بعض لوگ زمین کے ساکن ہونیکا یہ سبب بیان کرتے ہیں
کہ آسمان ہر طرف سے اسکو جذب کرتا ہے اور یہ کشش چونکہ سب اطراف سے برابر ہے اس لئے کسی
طرف کو زمین جا نہیں سکتی ایک جگہ کے اوپر قائم ہے (اسیطرح مثنوی شریف میں بھی مرقوم ہے اور وہ
جا بجا پر زمین کے معلق رہنے کی وجہ ایک حکیم کی زبان سے اسطرح بیان کی ہے۔ ابیات مثنوی مولانا روم
گفت سائل چوں بماند ایں خاکداں ٭ درمیان ایں محیط آسماں ٭ ہمچو قندیلے معلق در ہوا ٭
نے براسفل مے رود نے بر علا ٭ آں حکیمش گفت کز جذب سما ٭ از جہات شش بماند اندر ہوا ٭
چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ ٭ درمیاں ماند آہنے آویختہ ٭ یعنے چونکہ اجرام فلکی ہر طرف سے کشش
کرتے ہیں اسواسطے زمین بیچ میں معلق ہو کر رہ گئی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ اگر مقناطیس کا ایک گنبد بنایا
جائے اور لوہے کا کوئی ٹکڑا اسطرح ٹھیک وسط میں رکھا جائے تو یہی حالت زمین کی ہے۔ منقول
از سوانح عمری مولانا روم للعلامۃ الشبلی النعمانی صفحہ ۱۹۸) ترجمہ تفسیر کبیر۔ اور یہ قول بدو وجہ باطل
(۱) یہ کہ جسقدر سرعت اور تیزی کیساتھ آسمان زمین کو جذب کرتا ہے اسکی نسبت زمین کے ایک
ذرہ کو زیادہ تیزی کے ساتھ جذب کرنا چاہئے تھا حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کے ایک ذرہ کو بھی
آسمان اپنی طرف جذب نہیں کرتا ہے۔ باوجودیکہ زمین کی نسبت ہلکا اور چھوٹا ہے۔ (۲) بہ نسبت
بعید کے چیز کی قریب کی کشش زیادہ ہو سکتی ہے یعنی اگر ایک دفعہ کو آسمان کیطرف پھینکا جائے تو اسکو خود
جذب کرے اور پھر وہ ذرہ زمین کیطرف واپس ہو کر نہ آئے۔ (۴) بعض لوگوں نے زمین کے سکون کا سبب

یہ بیان کیا ہے کہ آسمان اسکو تمام جوانب سے دفع کرتا رہتا ہے جیسی طرح تھوڑی سی مٹی خالی گڑھے کے
اوپر ڈالدیجائے اور پھر تیزی کیساتھ اسکو حرکت دیجائے تو وہ مٹی کرہ کے درمیان میں ٹھہر جائیگی
کیونکہ وہ کرہ اسکو تمام جانب سے یکساں گرائیگا اور یہ قول بھی پانچ وجہ سے باطل ہے (۱)
یہ کہ جب آسمان کا زمین کو دفع کرنا یہ حال ہے تو اسکی کیا وجہ ہے کہ ہم لوگونکو اسکے دفع کرنیکا حال
نہیں معلوم ہوتا۔ (۲) یہ کسی قسم کی مدافعت ہے کہ اسکی وجہ سے زمین تو ٹکی ہوئی ہے اور ابر جو
آسمان سے زمین کی نسبت قریب اور ہلکے ہوتے ہیں۔ انکی حرکت اسی مدافعت کی وجہ سے صرف
ایک طرف کو کیوں نہیں ہوتی (۳) اسکی کیا وجہ ہے کہ اس مدافعت کی وجہ سے مغرب کی طرف
حرکت دشوار ہوگی اور مشرق کیطرف آسان ہوگی۔ (۴) یہ بات ضروری ہے کہ جو چیز جسقدر چھوٹی
ہوگی اسیقدر اسکی حرکت ضعیف ہوگی اسلئے کوئی شخص جسقدر چھوٹا جسم کو تیزی کیساتھ حرکت
دے سکتا ہے۔ بڑے جسم کو اس تیزی کے ساتھ نہیں دے سکتا۔ (۵) یہ بات ضرور ہے کہ ذی
جسم جسقدر دور ہوگا اسیقدر تیزی کیساتھ حرکت کریگا۔ (پانچویں) بعض لوگ سکون کی وجہ یہ
بیان کرتے ہیں کہ زمین کی طبیعت خود اسی بات کو چاہتی ہے کہ آسمان کے وسط میں اپنے تئیں معلق
پس ثابت ہوا کہ زمین کا سکون صرف خدا تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ انتہی ملخصاً مطلب یہ کہ اس
اس آیت اور اسکے ہم معنی آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین انسان اور دیگر حیوانوں کیلئے فرش
ہے اور زمین کا فرش ہونا اس امر پر موقوف ہے کہ زمین ساکن ہو کیونکہ اگر زمین کو متحرک مانا جائیگا
تو لامحالہ متحرک بحرکت مستقیمہ ہوگی یا بحرکت مستدیرہ اگر اسکو متحرک بحرکت مستقیمہ نحو الفوق مانا جائیگا
تو یہ استقرار کے مخالف ہے کیونکہ زمین کے اجزاء مستقصیہ کا میلان ہمیشہ نیچے کیطرف ہوتا ہے نہ کہ
اوپر کو۔ اور اگر اسکو متحرک بحرکت مستقیمہ الی الہبوط مانا جائیگا تو ہوا پر سے پرندے یا ہوائی جہاز
جب زمین پر اترنا چاہیں تو نہ پہنچ سکیں کیونکہ زمین بھی گرنے والی ہے اور وہ بھی اور دیگر گرنے
والوں میں سے جو جسم زیادہ ثقیل ہے وہ زیادہ تیز ہوگا اور جو ہلکا ہوگا وہ رفتار میں آہستہ
ہوگا۔ اور آہستہ چلنے والا تیز رفتار کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے زمین فرش نہیں بن سکتی ہے اور
اگر زمین کو متحرک بحرکت مستدیرہ الی المشرق مانا جاوے جیسے کہ بعض نے کہا ہے تو اسوقت بلا خلل
کے اسکا فرش ہونا نہیں بن سکتا کیونکہ پرندے یا ہوائی جہاز جو کئی گھنٹوں تک ہوا پر اڑتے رہتے
ہیں ضروری ہونا چاہئے کہ وہ زمین پر جہاں پہنچنا چاہیں نہ پہنچ سکیں کیونکہ اسی اثنا میں
زمین انکو پیچھے چھوڑ کر انکے مقامات سے جو انکے آشیانوں اور مکانوں کے ہزاروں میل آگے مشرق
کیطرف بڑھ جاتی اور پھر انکا اپنے مکان مقصود یا اپنے آشیانوں اور مکانوں تک پہنچنا محال
ہو جاتا (اسکے علاوہ) زمین کا نشیب و فراز بھی جو محیط کو بھی بوجہ سیال بالطبع ہونیکے ادھر ادھر

بہنا پڑتا - تیز ہواؤں کا بھی باہم تصادم ہر وقت رہتا اور پرندوں کا حال بھی مجنون
کا سا ہو جاتا - غرضیکہ دنیا میں ہر طرح کی بد آرامی و بربادی و تباہی ہر وقت رہتی - تو پھر زمین
کا فرش ہونا اور خداتعالیٰ کے اعلیٰ ترین انعامات میں سے ہونا جس پر اللہ تعالیٰ دنیا پر احسان جتلاتا ہے
کیسے مقصود ہوتا اور جب یہ نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ کے اظہار احسان کے کیا معنی - فہم بطل ہذا الامتنان
عظیم تو ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے کسی طرح سے متحرک نہیں اور جو شخص زمین کے تحرک الی المشرق
کا قائل ہے - وہ زمین کے انتقال الی المغرب کا کیوں منکر ہے - زمین چونکہ ایک کرۂ مستدیر ہے
تو وہ مشرق اور مغرب دونوں طرف پر تحرک و انتقال کی صلاحیت و استعداد رکھتی ہے - پھر
مشرق کیطرف اُسے کون دھکاتا ہے اور مغرب کیطرف سے اُسے کون روکتا ہے - اور جب دلیل نہیں
تو زمین کو صرف متحرک الی المشرق ماننا اور اسکے عکس سے انکار کرنا - اس پر ترجیح بلا مرجح لازم
آتی ہے پس ثابت ہوا کہ زمین ساکن ہے اور اسکا سکون بھی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ در مطلق
کی وجہ سے ہے - اور امام فخر الدین رازی اپنی کتاب اسرار التنزیل میں لکھتے ہیں جسکا اردو ترجمہ
سے نقل کیا جاتا ہے - فصل خداتعالیٰ کی ہستی پر احوال زمین کے دلائل - پہلی دلیل یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے زمین
کو ساکن بنایا ہے - وجہ یہ کہ اگر زمین متحرک ہوتی تو مخلوق کے متعلقہ جو امور ہیں وہ سب باطل
ہو جاتے کیونکہ اگر زمین متحرک ہوتی تو اسکی حرکت یا تو خط مستقیم میں ہوتی یا مدور ہوتی خط
مستقیم سے یہاں مصنف کا مطلب یہ ہے کہ فرض کرو کہ پیدایش کے وقت زمین خلا میں پھینکی
گئی ہے اور قاعدہ ہے کہ بھاری چیز خط مستقیم میں سیدھی نیچے کو گرتی ہے - اور یہ نہیں ہو سکتا
کہ زمین کی حرکت خط مستقیم میں ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر زمین کی حرکت خط مستقیم میں ہوتی
تو جب کوئی آدمی زمین سے پاؤں اوٹھاتا اور پھر رکھنا چاہتا تو وہ کبھی زمین پر نہ پہنچ سکتا کیونکہ
زمین انسان کے وزن سے بہت بھاری ہے اور جب دو بھاری جسم نیچے گرتے ہیں اور ایک ان
میں سے زیادہ وزنی ہوتا ہے اور جو زیادہ وزن رکھتا ہے اوسکی حرکت دوسرے کی نسبت زیادہ تیز
ہوتی ہے اور جب یہ حال ہے تو جس جسم کا وزن ہلکا ہوتا ہے وہ قوی تر جسم کو نہیں پہنچ سکتا پس اگر زمین
خط مستقیم میں متحرک ہوتی تو جو شخص ایک دفعہ زمین سے پاؤں اُٹھا کر الگ ہوتا تو پھر اسکے پاؤں
کبھی زمین پر نہ پہنچ سکتے اور اگر ایسا ہوتا تو حرکت کرنے کا ایک بڑا فائدہ باطل ہو جاتا - اور اگر زمین
اور اگر زمین کی حرکت مدور ہوتی تو قاعدہ ہے کہ جب کوئی بڑا جسم زمین کے گرد حرکت کرتا ہے تو اس
پاس کی ہوا کو بھی اپنے ساتھ گردش میں لاتا ہے پس اس حال میں اگر کوئی زمین کی حرکت کے برخلاف
حرکت کرنی چاہتا تو یہ حرکت اسپر مشکل ہو جاتی اور اس قسم کا فائدہ جاتا رہتا اسی لئے پروردگار نے اپنی حکمت
اور قدرت سے زمین کو ساکن بنایا ہے تاکہ حیوانوں پر اسی قسم کی حرکت کا فائدہ باطل نہ ہو تحقیق جمیل ترجمہ اسرار التنزیل صفحہ ۶۶
اور تفسیر اللہ ذکری احوال الانبیاء میں بھی اسیطرح اور بہت سے مضمون یعنی زمین ساکن ہونا مرقوم ہے -

اور ایک اور شخص امامیہ مذہب کی روایات سے لکھتے ہیں الذی جعل لکم الارض فراشا ۔ باعتبار
ظاہر اس بات کو بتاتا ہے کہ زمین مستقر و ساکن ہے متحرک نہیں ہے اس آیت میں یوں فرمایا گیا ہے
کہ یعنی زمین کو تمہارے لئے بستر بنایا کہ تم اسپر آرام و قرار لے سکو اور اگر زمین متحرک ہوتی تو استقرار
ناممکن ہوتا اور فائدہ فراشیت بھی مرتفع ہو جاتا ۔ اسی وجہ سے علامہ طبرسی رح نے اس
آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے فراشا اے بساطا جعلکم ان تستقروا علیھا وتفترشوھا و تتصرفوا
فیھا ولا یمکن الا بان تکون مبسوطۃ ساکنۃ دائمۃ السکون ۔ یعنی بساط قرار دیا کہ تمکو ممکن
ہو سکے کہ اسپر استقرار کر سکو اور اسے فرش بنا سکو اور اسمیں تصرف کر سکو اور یہ امر اسوقت
تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ زمین مسطح پھیلی ہوئی ثابت یا ساکن اور ہمیشہ ساکن ہو
(۲) ایک اور آیت اپنے ظاہری لفظوں سے اس مطلب کو ظاہر کر رہی ہے (پ ۱۴ ع ۱۴) والقی
فی الارض رواسی ان تمید بکم ۔ ترجمہ اور اسی خدا نے زمین پر بھاری بھاری پہاڑ نصب
کئے ہیں تاکہ یہ زمین تمکو لیکر کسی اور طرف کو نہ جھکے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے
نے زمین پر جو پہاڑوں کی میخ گاڑی ہے وہ صرف اسی لئے ہے کہ یہ ساکن رہے متحرک نہ
ہونے پائے تاکہ اہل زمین کو اسکے جھکنے اور ہلنے جلنے سے تکلیف نہ ہو ۔ (۳) ایک اور
آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے (پ ۲۹ ع ۱) ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض
فاذا ھی تمور ۔ ترجمہ کیا تم نڈر ہو گئے ہو اس خدا سے جو آسمان کا مالک ہے کہ دھنسا دے تمکو زمین
میں پس ناگاہ یہ جھکولے کھایا کرے ۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت زمین میں
صفت مور یعنی حرکت موجود نہیں ہے بلکہ ساکن ہے ہاں خدا تعالی کو قدرت ہے کہ تمہارے
گناہوں کی وجہ سے ایسا کر دے کہ تم اسمیں دھنس جاؤ اور وہ حرکت میں آجائے ۔ انتہی
آیت دوم ۔ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم (پ ۱۴ سورۃ نحل) رواسی جبالا ثوابت ان لا
تتحرک بکم ۔ جلالین صفحہ ۲۱۵ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم ۔ اے لئلا تمید بکم اے تتحرک و تمیل
والمید ھو الاضطراب والتکفو ومنہ قیل للدوار الذی یعتری راکب البحر مید قال وھب لما خلق
اللہ الارض جعلت تمور فقالت الملائکۃ ان ھذہ غیر مقرۃ احدا علی ظہرھا فاصبحت وقد
ارسیت بالجبال فلم تدر الملائکۃ مما خلقت الجبال ۔ تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ بمبئی ج ۲ صفحہ ۵۹
والقی فی الارض رواسی جبالا ان تمید بکم کراھۃ ان تمید بکم و تضطرب و ذلک لان
الارض قبل ان تخلق فیہا الجبال کانت کرۃ حقیقیۃ بسیطۃ الطبع وکان من حقہا ان تتحرک
بالاستدارۃ کالافلاک او ان تتحرک بادنی سبب للتحریک فلما خلق الجبال علی وجہہا تفاوتت
جوانبہا وتوجہت الجبال بثقلہا نحو المرکز فصارت کالاوتاد التی تمنعہا عن الحرکۃ وقیل

فتزلزلت وجرت بما علیہا (البعض) ثم تلا قوله خلق ہذہ الارض علی ما بین علیہ حین خلقت والقیمۃ الحکمۃ لانہا ساکنۃ یخلقون [illegible] الجبال الرواسی

لما خلق الله تعالى الارض جعلت تمور فقالت الملائكة ما هي بمقر احد على ظهرها فاصبحت وقد
ارسيت بالجبال۔ تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۔۔ مطبوعہ مطبع نولکشور۔ والقی فی الارض رواسی
جبالا ثوابت ان تمید بکم کراهة ان تمید بکم وتضطرب فانه لما خلق الارض کانت تتحرک
فقالت الملائکة ما هی بمقر احد فاصبحت الملائکة وقد خلقت الجبال لم تدر الملائکة
مما خلقت۔ تفسیر معالم التنزیل۔ (والقی فی الارض رواسی) جبالا ثقالا (ان تمید بکم) یعنی لئلا تمیل
وتضطرب بکم۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۰۹ مصری۔ (والقی فی الارض رواسی) جبالا ثوابت
کراهة ان تمیل بکم وتضطرب او لئلا تمیل بکم۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ج ۳ ص ۱۰۹ مصری
آیت سوم۔ وهو الذی مد الارض (ای بسطها علی وجه الماء ... قال) وقیل کانت الارض
مجتمعة فمدها من تحت البیت الحرام وهذا القول انما یصح اذا قیل ان الارض مسطحة کالاکف
وعند اصحاب الهیئة الارض کرة ویمکن ان یقال ان الکرة اذا کانت کبیرة عظیمة فکل قطعة
منها تشاهد ممدودة کالسطح الکبیر العظیم فحصل الجمع۔ ومع ذلک فالله تعالی قد اخبر انه مد الارض
وانه دحاها وبسطها وکل ذلک یدل علی التسطیح والله تعالی اصدق قیلا من اصحاب الهیئة
(وجعل فیها) یعنی فی الارض (رواسی) جبالا ثابتة۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۔۔ مصری۔ (وهو الذی
مد الارض) بسطها (وجعل فیها رواسی) جبالا ثوابت۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ج ۳ ص ۔۔ مصری
آیت چہارم۔ والارض مددناها والقینا فیها رواسی۔ ترجمہ: اور ہم نے بچھایا زمین کو اور ڈالے اس میں پہاڑوں کے
لنگر۔ ترجمہ حیرت دہلوی۔ والارض مددناها۔ یعنی بسطناها علی وجه الماء کما یقال انها دحیت من تحت
الکعبة ثم بسطت هذا قول اهل التفاسیر وزعم ارباب الهیئة انها کرة عظیمة بعضها فی الماء وبعضها خارج
عن الماء وهو الجزء المعمور منها واعتذروا عن قوله تعالی والارض مددناها بان الکرة اذا کانت عظیمة یکون کل جزء
کالسطح فثبت بهذا الامر ان الارض ممدودة مبسوطة وانها کرة ورد هذا اصحاب التفسیر بان الله اخبر
بکونها ممدودة وانها مبسوطة ولو کانت کرة لاخبر بذلک والله اعلم بمراده وکیف مد الارض (والقینا
فیها رواسی) یعنی جبالا ثوابت وذلک ان الله سبحانه وتعالی لما خلق الارض علی الماء مادت ورجفت فاثبتها
بالجبال۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۹۲ (والارض مددناها) بسطناها من تحت الکعبة والجمهور علی انه تعالی
مدها علی وجه الماء (والقینا فیها رواسی) فی الارض جبالا ثوابت۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ج ۳ ص ۹۲
(الذی جعل لکم الارض فراشا) ای خلق لکم الارض بساطا وفراشا مذللة ولم یجعلها حزنة لا یمکن القرار علیها
والارض مفروشة کالبساط۔ تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۳ (الذی جعل لکم الارض فراشا) بساطا تقعدون
وتنامون وتنقلبون علیها وهو مفعول ثانی لجعل ولیس فیه ما یدل علی ان الارض مسطحة او کرویة اذ الافتراش
ممکن علی التقدیرین۔ تفسیر مدارک بحاشیہ خازن ج ۱ ص ۳۳ آیت پنجم۔ وجعلنا فی الارض رواسی

[illegible]

[illegible]

ای جبالا ثوابت ان تمید بکم لئلا تمید بہم قبل ان الارض بسطت علی الماء فکانت تتحرک
مستخفیۃ فی الماء [illegible] واثبتہا بالجبال ۔ تفسیر خازن ج ۳ صفحہ ۱۹۳ [illegible] سیپارہ [illegible] صفحہ ۱۹۲
اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا والسماء بناء ۔ ترجمہ اللہ وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے جائے قیام اور آسمان کو تمہارے
لئے چھت بنایا ۔ حیرت ۔ جعل لکم الارض قرارا ۔ خاک کو اس زمین پر تمہارے قدم جمتے ہیں اور وہ متزلزل و متحرک
نہیں ۔ تفسیر مواہب الرحمان صفحہ ۱۹۰ آیت ۔ رواسی من فوقہا ۔ رواسی جن سے رسو حاصل ہو یعنی
زمین کو سکون حاصل ہوا ۔ تفسیر مواہب الرحمان صفحہ ۱۹۶ آیت جعل لکم الارض قرارا ۔ فراشا والسماء
بناء کالقبۃ ۔ تفسیر معالم التنزیل ۔ آیت جعل لکم الارض بساطا ۔ فرشہا وبسطہا لکم ۔ تفسیر معالم التنزیل ۔
والارض مددناہا [illegible] ہر آیت دلیل ہے کہ زمین مفروش ہے اور محل ہے یعنی گول [illegible]
قال [illegible] مشکوۃ کی کتاب بدء الخلقت میں آیا ہے کہ زمین کو پانی پر لرزہ ہوتا تھا پس پہاڑ اس پر [illegible]
دہ پر قائم کر دیئے ۔ تفسیر مواہب الرحمان صفحہ ۱۵ کما قال الشیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ۔ ابیات ۔
ز مشرق بمغرب مہ و آفتاب ؛ روان کرد و گسترد گیتی بر آب ؛ زمین از تب لرزہ آمد ستوہ ؛
فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ؛ ان تمید بہم ۔ تاکہ مخلوق کو لیکر متحرک نہ ہو جھک نہ جاوے ۔ تفسیر
مواہب الرحمان صفحہ ۲۲ اور جیسے حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ۔ بیت ۔ [illegible] بر بساط [illegible]
[illegible] زمین است [illegible] گردان ۔ آیت الذی جعل لکم الارض مہدا ۔ ف کہ زمین پر آرام سے ساکن
قدم رکھتے اور وہ ڈگمگاتی نہیں اور نہ جھونکا کھاتی ہے ۔ تفسیر مواہب الرحمان صفحہ ۱۵ وجعل الارض
فراشا لہم لتکون مقرہم ومسکنہم وجعل السماء بناء لتظلہم ۔ تفسیر محی الدین ابن عربی صفحہ ۳۰
الذی جعل لکم الارض مہدا ۔ معناہ واقفۃ ساکنۃ یمکن الاستقرار علیہا ۔ تفسیر خازن صفحہ [illegible]
(جعل لکم الارض قرارا) ای فراشا لتستقروا علیہا ۔ تفسیر خازن ۔ آیت الم نجعل الارض مہادا
والجبال اوتادا ۔ ترجمہ کیا ہم نے زمین کو انکا فرش اور پہاڑوں کو زمین کی میخیں نہیں بنایا ۔ حیرت ۔
ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ہی تمور ۔ کیا تم اس خدا سے جو آسمان میں ہے اس
بات سے خوف نہیں کرتے کہ کہیں وہ تمہیں زمین میں نہ دھنسا دے تو یکا یک وہ جنبش کرنے لگے
حیرت ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب وہ جنبش نہیں کرتی ۔ (فاذا ہی تمور) ای تتحرک باہلہا ۔ تفسیر خازن ۲۹۱
(فاذا ہی تمور) تضطرب وتتحرک ۔ تفسیر مدارک ساتھ خازن صفحہ ۱۹۱ ۔ آیت الم نجعل الارض مہادا
ای فراشا وبساطا لتستقر علیہا الاقدام والجبال اوتادا ۔ یعنی للارض حتی لا تمید ۔ تفسیر خازن ۔ (مہادا)
فراشا وفرشنا لکم حتی سکنتموہا والجبال اوتادا للارض لئلا تمید بکم ۔ تفسیر مدارک ۔ الم نجعل الارض مہادا
حدثنا حمید قال ثنا مہران عن سعید عن قتادۃ الم نجعل الارض مہادا ۔ ای بساطا والجبال اوتادا ۔ حتی تمید بکم
تفسیر ابن جریر ۔ والمہاد الفراش والاوتاد ما یشد بہا اطناب الخیمۃ شبہت الجبال الرواسی بہا لانہا [illegible]

الم نجعل الارض مهاداً۔ فراشاً والجبال اوتاداً للارض حتی لا تمید تفسیر معالم التنزیل ج ۴ ص ۲۰۰ بطبع مصر۔
الم نجعل الارض مهاداً۔ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا۔ والجبال اوتاداً۔ اور پہاڑ میخیں جو زمین جنبش نہ
کرسکے۔ تفسیر فتح البیان میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو پیدا کیا اور بچھایا کشادہ کیا تو زمین جنبش کرنے
لگی تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے زمین کے اوپر پہاڑوں کی میخیں بنادیں تو زمین اُسکے بوجھ سے قرار
پکڑ کر ہلنے سے موقوف رہی یہ بھی ایک بڑی قدرت ہے اور بڑا فضل ہے بندوں کے اوپر اگر زمین جنبش کرتی
تو کوئی اُسپر آرام نہ کرسکتا اور چلنا پھرنا کھیتی کرنی کام کاج کرنا سب موقوف ہوجاتا اور دنیا کا کاروبار
بند ہوجاتا اس قدرت کے فضل سے سارا کاروبار عالم کا بنگیا اور سب طرح سے چین حاصل ہوگیا۔ تفسیر اردو
ص ۳۷ الم نجعل الارض مهاداً والجبال اوتاداً۔ تنبیہ آیت میں ایک اشارہ نکلتا ہے کہ زمین کی نرمی کو
پھیل جانے سے محفوظ کردیا گیا تاکہ جنبش نہ ہو زمین ساکن ہے اور مہد بچھونے یہ موزوں ہے برخلاف
اسکے اس زمانہ میں جن لوگوں نے خیال کیا کہ زمین چکر کھاتی ہے اور ایک منٹ میں اٹھارہ ہزار میل حرکت
کرتی ہے تو یہ اوہام جنکو ہم نے مقدمہ میں باطل کردیا ہے اور تعجب ہے کہ ان اوہام ماننے والے یہ بھی
دلائل یقینی کو چھوڑ کر اپنے وہمی قیاسات ایسے لاتے ہیں جن سے کچھ بھی مدعا ثبوت نہیں ہوتا لیکن
بہکاتے یہ ہیں کہ دین بیزاری سے لوگوں کو آزادی حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ ہمکو پناہ میں رکھے۔
امام ابن کثیر نے کہا کہ زمین کو مہاد بنا دیا یعنی خلائق کے لئے ہر طرح انکے قدموں کے نیچے ہے اور
ٹھہری ہوئی ثابت ساکن ہے۔ تفسیر مواہب الرحمان پ ۳۰ ص ۔

ستارے شمس و قمر وغیرہ اجرام فلکیہ متحرک ہیں۔ اسپر نصوص قرآنیہ و حدیثیہ لکھے جاتے ہیں۔

فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق۔ ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سورج کو مشرق سے لاتا ہے۔ اور آیت وسخر لکم الشمس
والقمر دائبین۔ الدؤب العادۃ المستمرۃ دائما علی حالۃ واحدۃ ودأب فی السیر دوام علیہ والمعنی
ان اللہ سخر الشمس والقمر یجریان دائما۔ تفسیر خازن ج ۳ ص ۔ (دائبین) دائمین ای یدابان فی سیرھما
مدارک بر خازن ص ۔ وسخر الشمس والقمر یجریان کالساقی فی خلقۃ تنعا مقصود ان یجریان علی ما یریبہ
کل یجری لاجل مسمی۔ یعنی لہ وقت معلوم وہو وقت فناء الدنیا۔ خازن ج ۳ ص ۔ وکذلک فی
المدارک ص ۔ وسخر الشمس والقمر لما ذلل ای بحسب تصرفہ لاستوا سیرہ کل یجری لاجل مسمی لیوم القیامۃ
ینقطع جریہما۔ تفسیر مدارک بر خازن ج ۳ ص ۴۹ والشمس تجری لمستقر لہا ای الی مستقر لہا
قیل الی انتہاء سیرھا عند انقضاء الدنیا وقیام الساعۃ۔ خازن ج ۴ ص ۔ والشمس تجری لمستقر لہا
لحد لہا موقت مقدر ینتہی الیہ من فلکہا فی آخر السنۃ شبہ بمستقر المسافر اذا قطع مسیرہ او
لمنتہاھا من مسیرھا کل یوم فی مرأی عیوننا وہو المغرب او لانتہاء امرہا عند انقضاء الدنیا
ذلک الجری علی التقدیر والحساب الدقیق۔ (تقدیر العزیز العلیم) مدارک بر خازن ج ۴ ص ۔

وكل في فلك يسبحون - اى والشمس والقمر في فلك يسبحون - خازن ص٣ (يسبحون) يسيرون - خازن
وقوله عز من قائل وكل في فلك يسبحون اغا يشير الى ان الشمس والقمر بل وما في حكمهما من الاجرام سيارة تتحرك
في افلاكها المختلفة بحركات تلك الافلاك - شمس بازغه ص٢٠١ - والشمس تجرى لمستقر لها - اى
الى انتهاء سيرها عند قيام الساعة او الى ابعد مغاربها او نهاية ارتفاعها في الصيف ونهاية هبوطها في
الشتاء وروي عن النبي عليه السلام انه قال مستقرها تحت العرش الخ تفسير معالم التنزيل - وكل في فلك
يسبحون - والضمير للشمس والقمر والجمع باعتبار المطالع او لها ولسائر النجوم فان ذكرها مشعر بها - جامع البيان - (يسبحون) وظاهر القرآن
ان تنقلها سير سباحة والعلم عند الله تعالى عز وجل - والشمس والقمر يجريان بحسبان يجريان
مقدرين في بروجهما ومنازلهما يعلم منها السنون والحساب - جامع البيان - قوله تعالى والشمس تجرى لمستقر
لها - اى حين ينتهي اليه دورها - الى ان قال وظاهر هذا انها تجري في كل يوم وليلة حتى تسجد تحت العرش
كقوله تعالى في الاية الاخرى وكل في فلك يسبحون اى يدورون وهو مغاير لقول اصحاب الهيئة
ان الشمس مرصعة في الفلك اذ مقتضاه ان الذي يسير هو الفلك وظاهر الاية انها هي التي تسير وتجري ومثله على طريق المدح و
التخمين فلا عبرة به - قسطلانی ص٢٠٨ وكذا لك في فتح الباري لابن حجر وعمدة القاري
للعلامة بدر الدين العيني - قوله والشمس تجري - ظاهره يقتضي كون الشمس متحركة دون الارض و
كون هذه الحركة ذاتية لا تبعا للفلك - تفسير بيان القرآن مولوى اشرف على صاحب - والشمس تجرى
لمستقر لها - لام خواه بمعنى وقت ہے اور وہ (١) منتہائے دنیا ہے جو منتہائے سیر و حرکت آفتاب ہے -
(٢) سال تمام جسمیں دورہ بروج ختم ہوتا ہے (٣) تمام یوم ہے جو روزانہ دورے کی انتہا ہے -
بخاری میں حضورؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا جانتے ہو آفتاب کہاں غروب ہوتا ہے عرض کیا اللہ و رسول خوب
جانتا ہے فرمایا فانها تذهب حتى تسجد تحت العرش آفتاب جاتا ہے اور عرش کے تلے سجدہ کرتا ہے -
جیسا کہ فرمایا والشمس تجری لمستقر لها آه اور دوسری روایت میں فرمایا مستقرہا زیر عرش ہے اور
روایت صحیح ہے اور تاویلات مذکورہ کے خلاف نہیں - خلاصۃ التفاسیر ج٣ ص٤٢٩ ا ه -
یہ مضمون صریح حدیث و دیگر تفاسیر عربیہ میں بھی آیا ہے مگر نقل میں اسی پر اکتفا کی گئی
ہے - اور چونکہ مذہب و سائنس میں بھی اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ زمین ساکن مرکز کائنات ہے
اور سورج اور باقی اجرام فلکیہ مشرق سے مغرب کیطرف حرکت کرتے ہیں - چنانچہ اسمیں لکھا ہے
کہ مختلف ادیان و مذاہب کی روایات کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی دنیا کی ہر ایک قوم نے
جہان کے آغاز سے یہی مان رکھا ہے کہ زمین مرکز کائنات ہے اور اجرام فلکی یعنی آفتاب و مہتاب
و سیارے مشرق سے مغرب کیطرف حرکت کرتے ہیں اور انسان کو افضل و اشرف مخلوقات اور
زمین کو مرکزی ہستی سمجھا ہے - اور یہ انسان نے دنیا کو ایک سرسری نظر سے دیکھ کر بلا غور و تحقیق

بلا غور و تحقیق ہی قائم نہیں کیا بلکہ مختلف آسمانی صحائف بھی جو وقتاً فوقتاً انبیاء پر نازل
ہوئے من حیث الفلسفہ اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ انتہی۔ حرکت ہیئت سائنس۔ مسئلہ در بیان
طلوع و غروب آفتاب۔ آفتاب صد و شصت برابر این دنیا است و الحال بر آسمان چہارم است
و بالصد گوشہ دارد و ہر گوشہ بالصد زمام دارد و در ہر زمام بالصد فرشتہ موکل اند کہ او را بکشند
ے کشند و بر عرصہ میگردانند۔ آوردہ اند اگر اسپ تازی در دوانیدن از زمین بالا بگیرد آفتاب
ہزار سالہ راہ دور میرود چنانکہ حضرت رسالت پناہ صلعم روزے وقت پیشین از حضرت جبرائیل
پرسید کہ ساعت یا نہ جبرائیل گفت لا نعم حضرت گفت این چہ باز گو۔ گفت چوں گفتم لا (آفتاب) ہزار
سالہ راہ بگذشت وقت شد بعد ازاں نعم گفتم۔ ارشاد الطالبین مصنفہ اخوند درویزہ صفحہ ۱۴۳
وکل یدر الشمس والقمر فی فلک یسبحون۔ حضرت عبد اللہ بن عمر و ابن مسعود اور ابن عباس و قتادہ رضی اللہ عنہم
سے یہ تفسیر ثابت ہوئی ہے کہ آفتاب کا مستقر یہ ہے کہ رات دن برابر چلتا رہتا ہے اور اسکو کبھی قرار و
توقف نہیں ہوتا۔ تفسیر ابن کثیر ج ۱ وکل فی فلک یسبحون۔ چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان
کیطرف دیکھتا ہے تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلگوں دریا میں دو مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ تفسیر
حقانی ج ۵ صفحہ ۱۔ وکل فی فلک یسبحون اور ہر ایک ان دونوں میں سے ایک ایک فلک میں سیر کرتے ہیں
ابن عباس نے کہا کہ دور کرتے ہیں جیسے تکلا دور چرخہ میں ہوتا ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر ج۔ تفسیر مواہب الرحمن
صفحہ وکل فی فلک یسبحون۔ ف یعنی فلک آسمان پر دور کرتے ہیں یہ قول ابن عباس ہے۔ اور کلبی و ضحاک و حسن و قتادہ و
عطاء خراسانی کا ہے اور ابن ابی حاتم نے عبد الرحمن ابن زید بن اسلم سے روایت کیا کہ قرآن میں فلک یعنی
آسمان اور زمین کے درمیان فلک میں دورہ کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہ روایت منکر ہے کیونکہ حضرت
ابن عباس وغیرہ علماء سلف رضی اللہ عنہم نے فلک کو چرخہ کی مانند قرار دیا ہے۔ اور اثر ابن عباس کہ آفتاب
رات میں زیر زمین روان رہتا ہے یہ بھی اسی پر شاہد ہے لیکن اس بارہ میں کوئی نص قوی نہیں ہے۔ ہاں
عقل سلیم قوی ہے کہ زمین عقلی مرکز کے ساکن ہے۔ تفسیر مواہب الرحمن ص ۱۲۷ واضح ہو کہ آسمان بھی گردش
کرتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والسماء ذات الرجع۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ میں اسکی تصریح فرمائی ہے۔ اور عزیز
ج ۲ میں مذکور ہے۔ وسلطان المشائخ نظام الدین بدایونی قدس سرہ در فوائد الفواد میفرمایند کہ وقتی
حکیم فلسفی نزد خلیفہ بغداد آمد و کتب خود بیاورد و درخواست کہ خلیفہ را از راہ حق بگردانند و خلیفہ
ہم بدیدہ رغبت کرد و شب و روز با وے ہم صحبت ہم کلام بود چون این خبر بہ شیخ شہاب الدین سہروردی
رسانیدند خود رفتند ہر گاہ کہ خلیفہ بودن فلاسفہ میکرد چنان ظلمت کفر در خود جای گرفت این بگفت و حضرت
و بدو نزد خلیفہ آمد آن وقت در ان وقت ہم حکیم فلسفی نزد خلیفہ حاضر بود و مجالست با خلیفہ نشستہ بحث ذکر
مشغول بود و سلطان خبر تشریف آوری شیخ نزد خلیفہ رسانیدند خلیفہ شیخ را اندرون طلبید چون

شیخ نیز در خلیفہ رسید وآن حکیم را دید پرسید کہ درین وقت در کدام ذکر و بحث بودید خلیفہ بجانب
فلسفہ و نہان در نشست و گفت باہم سخنان حکیم شیخ گفت کہ آمدن محض برای ہمین بحث بود کہ درین
لحظہ در میان خلیفہ و این کس کہ حاضر ہست چہ سخن و کلام در پیش است و خلیفہ را بباید گفت کہ چہ
سخن در پیش بود چون در غیاب شیخ بسیار مبالغہ کرد حکیم فلسفہ گفت کہ ما درین ساعت درین
وقت تقریر می بودیم کہ حرکت سہ نوع است حرکت طبعی و حرکت ارادی و حرکت قسری طبعی آنست
کہ چیزی بطبع خود حرکت کند و دیگری متکفل حرکت آن نباشد چنانچہ سنگی از دست باوج بگذارند
بحرکت طبعی خود بر زمین بیفتد و حرکت ارادی آنست کہ بارادہ خود حرکت بہر طرف کہ
خواہد کند و حرکت قسری آنست کہ آنرا کسی دیگر در حرکت آرد مثلا کسی سنگی را بہوا بیندازد آنرا حرکت
قسری گویند باز چون حرکت او کم شود رجوع بجانب اصلیت او بزمین افتد آنرا حرکت طبعی خوانند۔ اکنون ما
درین بحث ہستیم کہ حرکت فلک از نوع طبعی ہست کہ خود بخود و حکیم دو کسی دیگر اورا در حرکت می آرد شیخ فرمود
کہ چنین نیست بلکہ حرکت فلک حرکت قسری است گفتند چہ گونہ گفت کہ فرشتہ ایست بر مخصوص روئی
شکل او را میگرداند بفرمان خدای تعالی چنانچہ در حدیث نبوی آمدہ است حکیم بطریق استہزا او
خندہ کرد و شیخ از خندۂ او برآشفت و دست خلیفہ و آن حکیم گرفتہ از زیر سقف در صحن سرا آورد
و نگاہ سوی آسمان کرد و گفت الہی آنچہ بندگان خاص خود را عطا کردی این ہر دو را ہم نما چون از آن
روی بسوی خلیفہ و حکیم کرد و گفت نظر جانب آسمان کنید ہر دو جانب آسمان نظر کردند و آن
فرشتہ را کہ بر حرکت فلکی موکل است بچشم خود دیدند کہ فلک را میگرداند۔ چون این کرامت
بدیدند خلیفہ و حکیم از آن عقیدہ باطل تائب گشتند۔ خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۱۲۵ اور شاہ عبدالقادر
صاحب اپنی تفسیر موضح القرآن میں لکھتے ہیں۔ وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی پ ۲۱ اور
فرمان بردار کیا سورج اور چاند کو۔ یعنی سورج اور چاند چلتے ہیں۔ بیچ آسمان ایک وقت
مقرر تک کہ دن قیامت کا ہے اس دن پھرنا انکا موقوف ہوویگا۔ تفسیر موضح القرآن ص [illegible]
وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بہم پ ۱۷ اور پیدا کئے ہم نے زمین میں پہاڑ کہ تو نہ ہلے زمین اور خراب
نہ کرے انکو جو زمین پر رہتے ہیں۔ موضح القرآن ص [illegible] وہو الذی خلق اللیل والنہار والشمس والقمر کل
فی فلک یسبحون پ ۱۷۔ اور وہی ہے جس نے پیدا کی رات کو اور پیدا کیا دن کو اور پیدا کیا سورج کو
اور چاند کو اور سب آسمان میں پھرتے ہیں۔ موضح القرآن ص [illegible] والشمس تجری لمستقر لہا۔ اور
نشانی قدرت کی سورج ہے جو چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے ٹھکانے پر موضح ص [illegible] وکل فی فلک یسبحون پ ۲۳
اور سب تارے اور چاند و سورج آسمان کے گھیرے میں تیرتے پھرتے جیسے مچھلی دریا میں موضح ص ۵۹۴

والارض فرشناها لسلطانها وعبدنا ناها لكم فنهم لا هم ون قبا سلطان تحت تفسیر معالم التنزیل پ۲۷ تمور السماء مورا
انہ تمور مورا ان الرحمن قال قتادۃ تتحرک تفسیر معالم التنزیل پ۲۳ - والشمس تجری لمستقر لہا اسم مکان وقت
النبی المنزل علیہ القرآن ان مستقرہا تحت العرش تذہب وتسجد ہناک وتستاذن فی الطلوع فیقال لہا
اطلعی من حیث واذا کان العرش کرۃ محیطۃ فتحتہا باعتبار مکان خاص من العرش اللہ ورسولہ اعلم
وظاہر بعض الاحادیث دال علی انہ قبۃ ذات قوائم تحملہ الملائکۃ فوق ہذا الجانب من الارض فح یکون تحت
الظاہر اقرب ما یکون الی العرش وہو نصف اللیل العجم ثم تسجد وتستاذن فی الطلوع تفسیر جامع البیان - کما ثبت
فی الصحیحین وغیرہما بروایات متعددۃ انہ صلی اللہ علیہ قال مستقرہا تحت العرش تذہب وتسجد ہناک
وتستاذن فی الطلوع فیقال لہا اطلعی من حیث الطلوع فاذا کان عند القیامۃ یقال لہا اطلعی
من حیث غربت فذلک حین لا ینفع نفسا ایمانہا ہذا اسہو التفسیر ومحا لمن عول وہو یدعی الایمان واما کیفیۃ
ذہابہا تحت العرش مع ان العرش کرۃ محیطۃ او قبۃ ذات قوائم تحملہ الملائکۃ فوق ہذا الجانب
من الارض کما ہو ظاہر بعض الاحادیث فعلمہ عند اللہ ورسولہ نحن بہ ونکل العلم الیہما فی اکثر امور
الآخرۃ - وجیز حاشیہ جامع البیان - وذکر فی اللمعات اقوالا ثم قال وبعدہ الاقوال کلہا کانہم لم یطلع
علی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی فی الصحیحین وغیرہما والا فکیف العدول عنہ وعجبا عن القاضی
مع مطالعۃ تفسیر المعالم ما یعترض لہذا الوجہ بوجہ واللہ الموفق - حاشیہ جامع البیان - اور علامہ
محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری لکھتے ہیں شرح عقائد النسفی میں - وطلوع الشمس من مغربہا حق -
اور نکلنا سورج کا مغرب کیطرف سے حق ہے یہی لفظ حاشیہ ہیں مسلم کی اس روایت میں جسکے
راوی ابو ہریرہ ہیں موجود ہے اور بخاری و مسلم نے ابوذر رضی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا
کہ آفتاب جو غروب ہوتا ہے تو یہ جاتا ہے یہانتک کہ عرش کے نیچے جاکر سجدہ کرتا ہے اور قریب ہے کہ
اسکا سجدہ قبول نہ کیا جائیگا اور حکم ہوگا کہ جدھر سے آیا ہے ادھر کو لوٹ جا وہ مغرب سے لوٹ جائیگا
اور طلوع کریگا مغرب کیطرف سے سوال نظام بطلیموسی کے موافق آفتاب آسمان کی حرکت سے
پھرتا ہے اور آسمان کی حرکت مشرق سے مغرب کو ہے اور نظام فیثا غورثی کے مطابق آفتاب مرکز
عالم ان کواکب کے لئے ہے جو بلفظ سیارات معروف ہیں سیارہ ارض بھی اسیطرح آفتاب کے گرد گھومتا
ہے جسطرح اور سیارے پھرتے ہیں اور آفتاب کو سکون ہے یعنی اگر کچھ حرکت ہے تو وہی وضع کی حرکت
نہیں ہے کہ جیسے سیاروں کو ہے پس دونوں مذہبوں رو سے یہ محال ہے کہ فلک خواہ سیارہ ارض اپنی
حرکات وضعی کو چھوڑ دیں جواب اس قسم کے ضعیف مسائل ان حکماء کے چند اصول ضعیفہ اور
قیاسات پر مبنی ہیں جب اہل حق کے نزدیک وہ اصول ہی اصل نہیں تو ان مسائل کا کیا اعتبار رہا جو
انپر مبنی ہیں پس ان اعتقاد پر شک یا انکار کرنا محض نادانی اور تقلید حکما ہے - اور حکماء کی تحقیق

کا یہ حال ہے کہ حضرت مسیح سے (۵۱۵) برس قبل فیثاغورس نے پیدا ہو کر نظام شمسی کا مسئلہ تحقیق
کیا دوم صدی مسیحی میں بطلیموس نے نظام فیثاغورث کی تردید کی اور عالم کا یہ نظام تجویز کیا کہ ارض
مرکز عالم ہے اور تمام اجرام فلکیہ ارض کے گرد گھومتے ہیں صدہا برس تک تمام حکمائے ایشیا و یورپ
اسی کے پابند رہے پندرھویں صدی مسیحی کے آخر سے پھر حکمائے یورپ مثل گلیلیو اور سر اسحاق
نیوٹن اور ہرشل نے نظام فیثاغورثی میں جان ڈالنا شروع کی اور نظام بطلیموسی کی تغلیط
ثابت کر دی غرض اس حکمت جدیدہ نے اکثر مسائل مسلّمہ کو باطل کر دیا ہے اور ابھی تک [illegible] کا جو
ہی نہیں رکھا ہے پھر ایسے قواعد اور اصول کو جن کی بنیاد محض قیاس اور عقل کے تخمینہ پر ہو اور تجربہ سے
قرار نہ ہو ایک مخبر صادق کے قول کے سامنے تسلیم کرنا نہ چاہیئے۔ شرح عقائد النسفی ص ۱۹۷۔

ضمیمہ واضح رہے کہ آسمان نیچے اوپر تو یہ سات ہیں اور اسیطرح زمینیں بھی سات ہیں۔
جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلهن الآیۃ ترجمہ اللہ وہی
ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین سے بھی انکی مانند سات طبقے بنائے۔ حیرت دہلوی۔
اور سورہ ملک میں ہے۔ الذی خلق سبع سموات طباقا۔ یعنی جس نے تہ بتہ سات آسمان بنائے۔
(اللہ الذی خلق) مبتدا و خبر (سبع سموات) اجمع المفسرون علی ان السموات سبع (و من الارض مثلهن)
بالنصب عطف علی سبع سموات قیل ما فی القرآن آیۃ تدل علی ان الارضین سبع الا ہذہ الآیۃ وبین
کل سمائین مسیرۃ خمسمائۃ عام وغلظ کل سماء کذلک والارضون مثل السموات وقیل الارض
واحدۃ الا ان الاقالیم سبعۃ۔ تفسیر مدارک التنزیل مصنفہ ابی البرکات عبداللہ بن احمد بن
محمود النسفی ج ۴ وہامشہ تفسیر خازن ص ۲۸۳ اعلم ان السموات والارضین علی صفتین فالسموات
موترۃ غیر متاخرۃ والارضون متاخرۃ غیر موترۃ ہیئۃ الــــب قدم ذکر السماء علی الارض لاکثر
نبراس شرح شرح عقائد النسفی ص ۱۱۲۔ (و من الارض مثلهن) قیل ما فی القرآن آیۃ تدل
علی ان الارضین سبع الا ہذہ وقیل بین کل سمائین مسیرۃ خمسمائۃ عام وغلظ کل سماء کذلک
والارضون مثل السموات۔ کشاف العلامۃ زمخشری مطبوعہ مصر ص ۷۹ ج ۲۔ اور صحیح بخاری میں
ہے۔ باب ما جاء فی سبع ارضین وقول اللہ عزوجل اللہ الذی خلق سبع سموات و من الارض مثلهن
الآیۃ (حدثنا ... عن سعید بن زید) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من ظلم قید شبر من الارض طوقہ من
سبع ارضین (حدثنا ...) عن سالم عن ابیہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اخذ شیئا
من الارض بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ الی سبع ارضین۔ بخاری شریف مطبوعہ مطبع
مجتبائی دہلی ص ۴۵۳ قولہ و من الارض مثلهن قال الداؤدی فیہ دلالۃ علی ان الارضین بعضها فوق
بعض مثل السموات ونقل عن بعض المتکلمین ان المثلیۃ فی العدد خاصۃ وان السبع متجاورۃ

وحکی ابن التین عن بعضهم ان الارض واحدة قال وهو مردود بالقرآن والسنة قلت لعله القول
بالتجرد والاختصاص صرح فی الحی لفظه ۳ ج فتح الباری شرح البخاری — بر حاشیہ بخاری مجتبائی ج ۱ ص
۴۵۳ باب ما جاء فی صفة سبع ارضین وقول الله تعالی الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن فی العدد
وفیه دلالة علی ان بعضها فوق بعض کالسموات وعن بعض المتکلمین ان المثلیة فی العدد خاصة وان السبع متجاورة
وقال ابن کثیر ومن حمل ذلک علی سبع اقالیم فقد ابعد النجعة وخالف القرآن — قسطلانی شرح بخاری ص ۲۰۳
وفعل احمد باسناده عن ابی هریرة قال بینما نحن عند رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ مرت سحابة فقال اتدرون ما هذه قال
قلنا الله ورسوله اعلم قال العنان وزوایا الارض الحدیث وفیه ثم قال اتدرون ما هذه تحتکم قلنا الله ورسوله اعلم قال الارض
اتدرون ما تحتها قلنا الله ورسوله اعلم قال ان تحتها ارض اخری ثم قال اتدرون کم بینهما قلنا الله ورسوله اعلم قال مسیرة خمسمائة عام
حتی عد سبع ارضین رواه الترمذی ایضا باسناده عن ابی هریرة وذکره الا انه ذکر ان بعد ما بین کل ارض خمسمائة عام
قسطلانی ص ۲۰۳ — وعند الامام احمد وابن حبان فی صحیحه والحاکم وصححه من حدیث ابی هریرة قلت یا رسول الله انی اذا
رأیتک طابت نفسی وقرت عینی انبئنی عن کل شیء قال کل شیء خلق من الماء وهذا یدل علی ان الماء اصل لجمیع المخلوقات
ومادتها وان جمیع المخلوقات خلقت منه وروی ابن جریر وغیره عن ابن عباس ان الله عز وجل کان عرشه علی الماء
ولم یخلق شیئا غیر ما خلق قبل الماء فلما اراد ان یخلق الخلق اخرج من الماء دخانا فارتفع فوق الماء فسما علیه فسمی
سماء ثم ایبس الماء فجعله ارضا واحدة ثم فتقها فجعلها سبع ارضین ثم استوی الی السماء وهی دخان فکان ذلک
الدخان من تنفس الماء حین تنفس ثم جعلها سماء واحدة ثم فتقها فجعلها سبع سموات قسطلانی
ص ۲۰۱ — اور مولانا عبد الحی لکھنوی اپنی کتاب مجموعة الفتاوی میں لکھتے ہیں سوال کیا حدیث ان الله خلق سبع
ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسیکم صحیح ہے یا نہیں — جواب
یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ یہ حدیث مذکور کتب معتبرہ اور تفاسیر معتمدہ میں موجود ہے اور ائمہ دین حق
ترجمان القرآن حضرت ابن عباس اور ابو الضحی اور [illegible] اور عطاء بن السائب اور [illegible]
یسار اور عمرو بن مرہ اور محمد بن [illegible] اور عمرو بن علی اور محمد بن جعفر اور عبید بن غنام اور علی بن حکیم
اور شریک اور حاکم اور بیہقی اور جلال الدین سیوطی کے مستند ہیں اور محمد بن جریر طبری کہ مرشد مجتہدین
اور ابن ابی حاتم کہ بڑے محدث ہیں اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن حجر عسقلانی صاحب فتح
الباری وغیرہم نے نقل کی ہے — اخرج الحاکم فی المستدرک من طریق عبید بن غنام النخعی عن علی بن حکیم عن
شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس انه قال فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم
کابراہیمکم وعیسی کعیسیکم ونبی کنبیکم اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں وحکی
القول الظاهر [illegible] رواه ابن جریر من طریق شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس فی هذه الآیة ومن
الارض مثلهن قال فی کل ارض مثل ابراهیم ونحو ما علی الارض من الخلق هکذا اخرجه مختصرا واسناده

صحیح واخرج الحاکم والبیہقی من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحیٰ مسلم ... سبع ارضین فی کل ارض نبی
آدم کآدمکم (الخ) قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ شاذ۔ انتہی اھ تدریب الراوی شرح تقریب النواوی
میں مرقوم ہے ومن اسئل انتہی من صحیح الحاکم حتی رایت البیہقی قال اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ۔ اور
تفسیر درمنثور میں مسطور ہے واخرج عبد بن حمید وابن المنذر وابن جریر عن ابن عباس
فی قولہ ومن الارض مثلہن قال لو حدثتکم بتفسیرہا لکفرتم وکفرکم تکذیبکم بہا واخرج ابن جریر وابن
ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان وفی الاسماء والصفات من طریق ابی الضحیٰ عن
ابن عباس فی قولہ ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم و
ابراہیم کابراہیمکم وعیسیٰ کعیسیکم قال البیہقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی الضحیٰ علیہ متابعا انتہی اور یہی
تفسیر مظہری وغیرہ میں ہے اور موافق قاعدہ محدثین کے یہ حدیث مرفوع حکمی ہے۔ تحقیق
یہ ہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے
حسن الاسناد کا حکم دیا اور اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ متحقق نہیں ہے اور زمین
کے طبقات کا جدا جدا ہونا بھی احادیث سے ثابت ہے۔ مجموعۃ الفتاوی ج ۱ ص ۲۳۱ تا ۲۳۴

پھر سموات کو جمع فرمایا اور ارض کو واحد تو کہا گیا کہ اسلئے کہ آسمان کے طبقات ہیں اور ہر طبقہ کے احکام جدا
ہیں لہذا جمع فرمایا اور زمین طبقہ واحدہ ہے اور ذکر دیا گیا کہ زمین کے بھی ویسے ہی طبقات ہیں جیسا کہ فرمایا
ومن الارض مثلہن پھر توجیہ کی گئی کہ یہ زمین کا طبقات مثل پیاز کی تہ بتہ ہیں جنمیں آبادی وغیرہ نہیں لیکن
مثل طبقات آسمان کے نہیں ہوئی بلکہ طبقہ واحدہ کی مانند ہوئی اور یہ بھی رد کر دیا گیا کہ حاکم نے من طریق
ابی الضحیٰ عن ابن عباس روایت کی جسکا حاصل یہ ہے کہ ہر طبقہ زمین میں آبادی ہے اور ہر طبقہ کا آدم
مانند ہمارے آدم کے اور موسیٰ مانند ہمارے موسیٰ کے اور عیسیٰ مانند ہمارے عیسیٰ کے اور محمد مانند ہمارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کے ہے اور حاکم نے کہا اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔ بعض وجوہ سے ہمارے آسمانوں کو جمع فرمایا کہ وہ سب اجناس مختلفہ
ہیں ہر آسمان دوسرے آسمان سے جنس میں جدا ہے اور زمین کی جنس واحد یعنی خاک ہے اور اسکے جمع کی حاجت نہ رہی کہ مصنوعات
میں اعظم مخلوق آسمان ہے جسکو متعدد پیدا کر دیا جو خلاف جمع کے مفرد ... ہو سکتے ہیں حاجت
جمع بیان کرنے کی کچھ نہیں ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آسمان طبقات متعدد موجود ہیں محض متعدد الفاظ نہیں۔
تفسیر مواہب الرحمان خلاصہ۔ واضح ہو کہ آسمانوں کی تعداد سات منصوص ہے اسیطرح زمینیں بھی سات ہیں ...
حدیث میں بھی وارد ہوا ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے کسی دوسرے کی زمین میں سے ایک بالشت بھی
ناحق لے لی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسکو ساتوں زمین سے طوق پہنا دیگا (الصحیح) اور بعض روایات میں وارد ہے
کہ جیسے ہر دو آسمان کے درمیان پانچسو برس کی راہ ہے اسیطرح ہر دو زمین کے درمیان بھی یہی مقدار فاصلہ ہے۔ امام رازی نے تفسیر
کبیر میں آسمانوں کے بیان میں فلاسفہ کے اقوال بھی نقل کئے اور انکے دلائل کو مجروح کر کے رد فرمایا کہ ان

علاوہ اس کے نقل کرنے سے یہ صرف تنبیہ مقصود ہے کہ کسی آدمی کی یہ مجال نہیں کہ آسمانوں و زمینوں کے تعلق
اور انکی کیفیت و تعداد اپنے حواس کے ذریعے سے دریافت کر سکے کیونکہ علم تو اسکو کہتے ہیں کہ جو قرار
واقع میں بھی ہو اور اسکے مخالف کچھ نہ ہو حالانکہ یہ بات کسیطرح ممکن نہیں اور سواے خالق
عزوجل کے کوئی مخلوق اسکو احاطہ نہیں کر سکتا - مترجم کہتا ہے کہ یہ بات نہایت صحیح اور بالکل بدیہی ہے
پھر امام رازی کی نصیحت کی کہ جب یہاں کوئی عقل و قیاس کام نہیں دیتی تو لا محالہ اسی
حد تک اقتصار کرنا چاہئے جہانتک خالق عزوجل نے قرآن یا حدیث سے ہمکو آگاہ فرمایا - تفسیر جواہر
الرحمان لکھنوی سید امیر علی صاحب مترجم فتاوی عالمگیری و ہدایہ وغیرہ ج ۳ صفحہ ۱۰۴ بیشک آسمانوں کے
حالات انکی تعداد و دوریوں وغیرہ سے ہیں دیکھ سکتا - کما قال اللہ تعالی الذی خلق سبع سموات طباقا ما ترى
فی خلق الرحمان من تفاوت فارجع البصر هل ترى من فطور ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليك البصر خاسئا
وهو حسير (ينقلب) اي يرجع (اليك) فيرجع البصر خاسئا) اي صاغرا ذليلا مبعدا من ان يرى شيئا (وهو حسير)
اي كليل منقطع لم يدرك ما طلب - تفسير خازن مصري صفحہ ۳۹ - الذي خلق الارض في يومين الاحد والاثنين
وقدر فيها اقواتها في يومين وهما يوم الثلثاء والاربعاء فصارت اربعة ايام فقضاهن سبع سموات
اي اتمهن وفرغ من خلقهن في يومين وهما الخميس والجمعة (واوحى في كل سماء امرها) قال ابن عباس
خلق في كل سماء خلقها من الملائكة وخلق ما فيها من البحار وجبال البرد وما لا يعلمه الا الله تعالى -
تفسير خازن - (وهي دخان) وذلك الدخان بخار الماء وقيل كان العرش على الماء قبل خلق السموات والارض
على الماء فلما اراد الله تعالى ان يخلق السموات والارض امر الريح فضربت الماء فارتفع منه بخار كالدخان
فخلق منه السماء ثم ايبس الماء فخلقه ارضا واحدة ثم فتقها فجعلها سبعا - خازن - (وبنينا فوقكم سبعا
شدادا) يعني سبع سموات محكمة ليس يتطرق عليها شقوق ولا فطور على ممر الزمان الى ان ياتي امر الله -
خازن - (سبعا) سبع سموات (شدادا) جمع شديدة اي محكمة قوية لا يؤثر فيها مرور الزمان
او غلاظا غلظ كل واحدة مسيرة خمسمائة عام - تفسير مدارک - فقضاهن تا سبع سموات في يومين - ف
جبکہ یہ ساتوں اوپر تلے ایک دوسرے پر محیط ہیں اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی
راہ ہے جیسے مرکز زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے - تنبیہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ آسمان دخان سے پیدا فرمایا امام رازی نے تفسیر کبیر میں اور خطیب نے سراج میں لکھا ہے کہ علماء مفسرین نے
بیان کیا ہے یہ دخان جس سے آسمان بنایا گیا پانی کے بخارات تھے - اور روایت ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے
پہلے اللہ تعالی کا عرش پانی پر تھا بقولہ تعالی وکان عرشه على الماء پھر اللہ تعالی نے اس پانی میں موج و اضطراب
پیدا فرمایا تو اس سے بعض نیچے اور بعض اوپر حرکت آیا جس سے دھواں یعنی بخارات پیدا ہو کر بلند ہوئے پھر بعض پانی
پانی رہا اور اللہ تعالی نے اس سے خشکی پیدا فرما کر زمین کو بچھا دیا اور جو بخارات بلند ہو کر اوپر ہوئے تھے ان سے آسمان

۱۹۹

آسمان پیدا کیا۔ تفسیر مواہب الرحمان اور حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص میں مرفوع ہے کہ ہر دو زمین کے درمیان
پانسو برس کی راہ ہے اور سب سے نیچے والی زمین ایک مچھلی کی پیٹھ پر ہے جسکے دونوں طرف آسمان میں ہیں اور مچھلی
ایک پتھر پر ہے اور پتھر ایک فرشتہ کے ہاتھ پر ہے الحدیث۔ تفسیر مواہب الرحمان [illegible] واضح ہو کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سے ایک روایت آئی ہے کہ نافع بن الازرق خارجی نے ان سے پوچھا کہ ساتوں زمینوں کے نیچے بھی کوئی مخلوق ہے کہا ہاں
علامہ ابن حجر نے [illegible] فتح الباری۔ تفسیر مواہب الرحمان [illegible] تنبیہ آیت سے معلوم ہوا کہ زمینیں سات ہیں اور سب میں امر الٰہی
نازل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے زعم کیا کہ زمین فقط ایک ہے اور سات سے مراد زمین کی سات اقلیمیں ہیں شیخ ابن کثیر نے اسکو رد
کر دیا ہے کہ یہ قول صریح مخالف ہے آیات و احادیث کے ہفت زمین کا ثبوت ہے صحیحین میں ہے کہ جس نے ظلم کیا ایک بالشت زمین
کی تو اللہ تعالیٰ اسکو ساتوں زمین کا طوق پہناویگا صحیح بخاری میں ہے خسف به الى سبع ارضين۔ یعنی وہ شخص ساتوں زمین تک
دھنسایا جائیگا۔ اور آیت الکرسی کی تفسیر میں اور قولہ ہو الاول والآخر الآیہ کی تفسیر میں سات زمین کی روایات گذر
چکی ہیں۔ [illegible] خطیب نے کہا کہ آسمانوں کے سات ہونے اور [illegible] میں خلاف نہیں اور حدیث معراج میں مذکور ہے۔ اور زمینیں
سات ہونے میں تو جمہور علماء نے کہا کہ آسمانوں کی طرح یہ بھی طبق ہیں اوپر تلے اور ہر زمین سے دوسری زمین تک
اسقدر فاصلہ ہے جسقدر اس زمین سے آسمان تک اور ہر زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہے اور ضحاک سے روایت ہے
کہ یہ زمین اسی طرح [illegible] طبق ملے ہوئے ہیں ایک سے دوسرے تک کچھ جدائی نہیں ہے قرطبی نے کہا کہ جمہور کا قول اصح ہے کیونکہ
احادیث صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہیں از آنجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اس زمین کے نیچے کیا ہے ہم
نے عرض کیا اللہ و رسولہ خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس زمین کے نیچے ہوا ہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ بعد اس ہوا کے
کیا ہے [illegible] عرض کیا اللہ و رسولہ خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسکے بعد زمین دیگر ہے اسیطرح بعد زمین دوم ہوا پھر زمین سوم
اسیطرح تا ساتویں زمین بیان فرمائیں نقاش نے کہا کہ پھر میں نے جامع ترمذی میں دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہو کہ تمہارے تحت کیا ہے یعنی اس زمین کے بعد کیا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ
اللہ و رسولہ ہی خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ زمین دوم ہے پھر فرمایا کہ زمین دوم کے بعد کیا ہے صحابہ نے
عرض کیا کہ اللہ و رسولہ خوب جانتے ہیں [illegible] صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ہونا چاہیئے کہ ہرگز اپنی عقلی ڈھکوسلے کو [illegible]
کر اپنی لاعلمی کا اقرار کرتے ہوئے یہی کہنا چاہیئے کہ اللہ اور اسکا رسول ہی ایسے علوم کو خوب جانتے ہیں
فرمایا کہ اسکے بعد بھی زمین دیگر موجود ہے [illegible] پانچ سو سال [illegible] آنحضرت صلعم نے سات
زمین اسیطرح شمار فرمائیں اور ہر دو زمین کے بیچ میں پانسو برس کی راہ کا فاصلہ بیان
فرمایا۔ نقاش نے کہا کہ پھر میں نے مسند فردوس دیلمی میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
روایت دیکھی کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے اور ہر آسمان
کی موٹائی بھی پانسو برس کی راہ ہے اور ساتویں آسمان سے کرسی تک اور کرسی سے عرش
تک بھی ہر ایک کا درمیان پانسو برس کی راہ ہے اور زمین سے آسمان اول تک بھی اسی قدر

فائدہ ۵ - جو تفسیر مواہب الرحمان جلد ۲۱ صفحہ ۲۳۵ - شیخ حافظ ابن کثیر نے کہا کہ ایک حدیث میں
آیا ہے کہ کرسی کی عظمت عرش کے مقابلہ میں ایسی ہے کہ ساتوں آسمان اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے اور جو کچھ
انکے درمیان میں ہے سب کرسی کے درمیان میں کچھ نہیں سوائے ایسے کہ جیسے وسیع میدان بیابان
میں ایک حلقہ چھلا پڑا ہوا ہو - مترجم کہتا ہے کہ یہ کلام بلیغ منصب عظمت سے استعارہ ہے فافہم - ابن جریر نے
روایت کی کہ ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی (سبع سموات ومن الارض مثلهن) فرمایا کہ اگر میں اسکی
تفسیر تم سے بیان کروں تو تم لوگ کافر ہو جاؤ اور کفر تمہارا اسکو جھٹلانا ہے کہ اس تفسیر سے تم انکار کرو گے (یعنی جہلائی
پر فرض ہے کہ واقف ہوں حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر کو دل و جان سے مانیں اور اسکے انکار سے بچیں - اور
مولوی محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ نے بھی ایک مستقل رسالہ اسی مضمون میں لکھا ہے جسکا نام تحذیر الناس عن
انکار اثر ابن عباسؓ - ایک شخص نے ابن عباسؓ سے اسی آیت کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ تم کیسے
مطمئن ہو سکتے ہو کہ اگر میں تجھے اسکی تفسیر بتلاؤں تو تو اس سے نہ منکر ہوگا - اور تفسیر
ابن عباسؓ سے ظاہر ہے کہ ہر آسمان میں مانند زمین کے سلسلہ خلقت ہے - تفسیر مواہب
الرحمان صفحہ ۲۳۵ - ومن الارض مثلهن الخ یعنی وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور زمین مثل
آسمانوں کی بنائی اتارا ہے حکم انمیں تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر شی پر قادر ہے اور اللہ نے ہر شی کو علم
سے گھیر لیا ہے - مثلهن وجہ تشبیہ میں اجمال ہے کہ کس امر میں زمین مثل سموات ہے - پس تفسیر اسکی
احادیث صحاح سے یوں وارد ہوئی - بخاری و مسلم میں ہے جس نے کسی کی زمین ظلماً لی
تو قیامت میں وہ زمین اپنے ساتوں طبقوں سمیت اسکے گلے میں ڈال دی جائیگی - طوقه من سبع
ارضین اور بخاری میں ہے خسف به الی سبع ارضین - ترمذی کہا ابوہریرہؓ نے ایک دن
حضور صحابہ میں جلوہ گر تھے کہ ابر چھایا ہوا فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے یہ بلند زمین کا سیراب
کرنیوالا ہے اسی کو [illegible] ہانکتے ہیں اور اوپر کیا ہے کہا موج ہے رکی ہوئی کہ گر نہیں سکتی اور زمین سے
پانچسو برس کا فاصلہ ہے - اسیطرح سات آسمان ذکر فرمائے اور ہر آسمان کی بلندی کا دور
ہے پانسو برس کی راہ ہے پھر عرش کو فرمایا ان سب کے اوپر ہے پھر کہا جانتے ہو تمہارے نیچے
کیا ہے - زمین ہے اور اسکے نیچے دوسری زمین ایک زمین سے دوسری تک پانسو برس کی راہ
ہے - ایسے ہی سات زمینیں گنیں پھر فرمایا خدا اگر تم رسی میں ڈول باندھ کر نیچے کی زمین تک
ڈالو تو وہ اللہ پر گریگا یعنی وہاں بھی اللہ ہی کی بادشاہت ہے - کہا بعض نے مراد سات
اقلیم ہے مگر یہ تفسیر قوی غیر معتبر ہے مقابل حدیث کے کب سنی جائیگی - سات زمینوں کا ثبوت
ان احادیث سے قابل تسلیم ہو گیا اور ابن عباسؓ کے اثر میں ہر زمین پر مخلوق اور نبی کا ہونا
منقول ہے - خلاصۃ التفاسیر صفحہ ۲۱۱ - ان احادیث کی مانند تیسیر الوصول
لے جامع الاصول میں بھی بہت وارد ہوئی ہیں - فانظر فیہ - اور ابوداؤد و ترمذی
میں بھی آئی ہیں -

علم ہیئت کے کی ہیں اور دیگر احادیث اور روایات مرویہ مذہب اسلام میں بیان ہوئی ہیں وہ کسی طرح
علم ہیئت کے موافق نہیں ہیں ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہونا آسمانوں میں
دریاؤں کا ہونا آفتاب کا گرم پانی کے چشمہ میں ڈوبنا وغیرہ وغیرہ ایسے مسئلے ہیں کہ علم ہیئت قدیم یونانی جو قبلہ شمس
الدین کا تھا بالکل انکی تکذیب کرتا ہے اور وہ اسی علم کی تکذیب کرتے ہیں - جلال الدین سیوطی نے جو آیات
قرآنی اور روایات اسلامی سے اخذ کرکے ایک ہیئت اسلامی بنائی ہے اور اسپر ایک رسالہ مسمی الہیئۃ السنیہ
فی الہیئۃ السنیۃ تحریر کیا ہے ایک مسئلہ بھی اسکا علم ہیئت یونانی سے موافقت نہیں رکھتا اسمیں بااسناد
روایات لکھی ہے کہ عرش یعنے فلک الافلاک کے گرد چار نہریں ہیں ایک نور کی ایک نار کی ایک برف کی
ایک پانی کی پھر لکھا ہے کہ جسقدر کل دنیا کے لوگوں کی بولیاں ہیں اتنی ہی زبانیں عرش کی ہیں پھر لکھا ہے
کہ عرش سرخ یاقوت کا ہے اور عرش کے نیچے جو مسجود ہے ایک روایت کی سند پر لکھا ہے کہ عرش سبز زمرد کا
ہے اور اسکے چار پاؤں یاقوت احمر کے ہیں - عرش کے آگے ستر ہزار پردے ہیں ایک فرشتہ کا ایک طرف کا
جبرائیل نے کہا اگر میں ذرا بھی اسکے پاس جاؤں تو جل جاؤں - بیت - اگر یکسر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم ؎ پھر لکھتے ہیں کہ سات زمین مثل سات آسمانوں کے تو برتو ہیں ہر ایک کی
موٹائی پانسو برس کی راہ چلنے کے برابر ہے اور ہر ایک طبقہ زمین کو ایک دوسرے سے اسیقدر
فاصلہ ہے - رعد کو وہ ایک فرشتہ اور اسکی آواز کو کڑک اور اسکے چابک یا کوڑہ کی چمک کو
بجلی قرار دیتے ہیں آسمانوں کو مثل قبہ کے کہتے ہیں اور اسمیں دروازے قرار دیتے ہیں - مدوجزر
سمندر کی بابت روایت کرتے ہیں کہ جب فرشتہ سمندر میں پاؤں رکھدیتا ہے تو مد ہوتا ہے
اور جب نکال لیتا ہے تو جزر ہوتا ہے - غرض کہ اسیطرح لغو مہمل موضوع روایتیں اسلام میں
ملائی ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مذہب اسلام ہے اور اسپر یقین کرنا چاہتے ہیں اور علما بھی جنکی سوائے
مذہبی کے دکھلانے کی تصنیفات میں جگہ دی ہے اور علم ہیئت یونانی ان سب کا تکذیب کرتا ہے پس ہیئت
یونانی اور اسکے مسائل کو بالکلیہ دین سے تعلق ہے تاکہ انکی تردید کیجائے یا وجہ تطبیق بیان ہو اگر ہم
ہیئت قدیم یونانی سے درگذر کریں اور ہیئت جدید پر جواب تمام علمی دنیا میں مسلم ہے نظر ڈالیں
اور دیکھیں کہ ہر ملک کے اہل علم کا اسپر اتفاق ہوتا جاتا ہے تو وہ خیال آتک اور جھگڑا بھی ہے کہ موجودہ
مسائل اسلام کے بعض اسلام کے برخلاف ہے پس ہم کہتے کہ دین کو نقصان واقع ہوتا ہے یہ تحقیق
نہیں ہے صحیح غلط ہے - المنظر سید احمد خان صاحب - انکی تقریر سے یہ بات بخوبی ثابت
ہو گئی کہ اسلامی آیات شریف و احادیث صحیحہ متعلق علم ہیئت نہ بالکلیہ ہیئت بطلیموسی کے موافق ہے
اور نہ ہیئت فیثاغورثی کے مطابق - پس آیات قرآنی کے معانی ہیئت فیثاغورثی کی مانند کرنا بھی ویسا ہی
غلط ہے - اور پھر سید صاحب نے احادیث صحاح کی نسبت یہ لکھا ہے کہ (غرض کہ اسیطرح لغو و مہمل
و موضوع روایتیں اسلام میں ملائی ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مذہب اسلام ہے) یہ انکا بلا دلیل
کہنا نہایت غلطی پر مبنی ہے - مگر احادیث صحیح کی نسبت انکی یہ جرأت تعجب خیز نہیں کیونکہ انکا خیال خود قرآن
مجید کی نسبت یہ ہے جیسے انہوں نے اپنی کتاب تحریر فی اصول التفسیر لکھا ہے - ہم نے بقدر اپنی طاقت کے تفسیروں
کو دیکھا اور بجز ان مفسرین کے جو علم ادب سے علاقہ رکھتے ہیں باقی کو محض فضول اور مملو بروایات
ضعیف و موضوع اور قصص بے سروپا پایا جو اکثر یہودیوں کے قصوں سے اخذ کئے گئے تھے - پھر جگہ
پھر لکھتے ہیں اصل رابع یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن بلفظہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا ہے یا وحی کیا گیا
خواہ یہ تسلیم کیجاوے کہ جبرئیل فرشتہ نے آنحضرت پر وحی پہنچایا ہے جیسا کہ مذہب عام علمائے اسلام کا ہے یا
بالملکہ نبوۃ کو جو روح الامین سے تعبیر کیا گیا ہے آنحضرت کے قلب پر القا کیا ہے جیسا کہ میرا خاص مذہب ہے
بالتعبیر بیت - نہ جبریل امیں قرآن بہ پیغامے نمی خواہم ؎ ہمہ گفتار معشوق است قرآنیکہ من دارم
تم خود اپنے نفس پر غور کرو کہ کوئی مضمون دل میں مجرد عن الالفاظ آہی نہیں سکتا ورنہ القا ہو سکتا
ہے مضمون کا الفاظ سے مجرد ہونا محالات عقلی سے ہے اس لئے قرآن مجید بلفظہ آنحضرت کے قلب پر نازل ہوا تھا -
انتہی تحریر فی اصول التفسیر للسید احمد خان صاحب

(۶) تشریح وہ طبقہ جس میں ستارے ہیں ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزینٰها للناظرین۔ (۷) جنت وہ
طبقہ جو جان سے بچھا اور بہشتوں کی جگہ ہے۔ جنۃ عرضها السموات والارض اعدت للمتقین
تفسیر القرآن بالقرآن صفحہ ۷۵۔ اور دیانند لکھتا ہے (اندی جل تلکھا اا ارض قرا بیتا والسماتی بی)
پہلا آسمان چھت کیسی کی ہو سکتی ہے یہ جہالت کی بات ہے آسمان کو چھت ماننا تمیز کی بات
ہے اگر کسی اور کرہ زمین آسمان مانتے ہوں تو یہ لڑکے لڑکوں کی بات ہے۔ ستیارتھ پرکاش باب ۱۴ صفحہ ۹۵۴
پھر لکھتا ہے (فان الله یاتی بالشمس من المشرق فات بها من المغرب فبهت الذی کفر الآیۃ) آیت کے ترجمہ
بعد یہ لکھتے تو باتیں کی ہیں وہ بچے بھی لکھ سکتے ہیں (نعوذ باللہ من شر ذلک) اب ہم طرفین سے
چاہتے ہیں اور نہایت عاجزی سے باادب التماس کرتے ہیں کہ جب بعض آریوں نے ہم حنفیان اہل سنت
والجماعت متبعین مذہب امام ابوحنیفہ رح کے معتقدات پر حملہ کیا ہے کیونکہ ہم آسمانوں کو
مطابق کتاب الہی قرآن مجید و احادیث شریفہ اور مطابق اعتقاد قدماء مفسرین و ائمہ اربعہ
مجتہدین اور ان کے متبعین کے مانتے ہیں اور ان آریوں نے ہم پر اعتراضات کئے ہیں اگر ہم حنفیان سنی
ان کا جواب لکھتے ہیں تو یہ محض امر مجبوری ہے کیونکہ ہم اپنے معتقدات کو درست اور صحیح
مانتے ہیں اور صحیح اور حق جانتے ہیں۔ اور انکو دلائل سے ثابت کر سکتے ہیں وبالله نستعین وهو الموفق
والمعین۔ سید احمد خان صاحب اور محسن الملک صاحب اور بعض قادیانی صاحبان کی تقاریر بھی انکے
جواب ہو سکتے ہیں مگر وہ انکے اپنے طریقے پر ہیں ہمارے مذہب کے موافق نہیں ہیں
جناب مولوی محمد الغنی خان صاحب شرح العقائد میں لکھتے ہیں۔ سید صاحب نے جو یہ دعویٰ کیا کہ
سماء صحیح اور برحق ہیں اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر بلندی کو سما کہتے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے
اور یہ جو کہا کہ مسلمانوں میں یونانیوں کے جیسے بطور صحیح مسئلوں کو تسلیم کئے جاتے ہیں یہ بھی
صحیح نہیں اس لئے کہ مسلمان یونانیوں کے ان مسئلوں کو جو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں یقینا
جھوٹا جانتے ہیں اور جس بیان سے قرآن و حدیث ساکت ہیں اس پر بھی اعتقاد و یقین نہیں
کرتے اور جو انکے موافق ہیں اس پر اس وجہ سے یقین کرتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے بھی اس طرح
ثابت ہیں نہ اس وجہ سے کہ یونانیوں کے اقوال ہیں یہی حال آسمانوں کے باب میں ہے۔ تفسیر کبیر
میں سماوات کے باب میں لکھا ہے کہ بیان الافلاک میں یونانیوں کا قول اسی قسم سے ہے کہ آنکا
کہنا مجھ کو ایسا ہی تعجب ہو کر آدمی اپنی عقل کو ان چیزوں کے جاننے کی کوئی سبیل نہیں اور سوا
اس ذات کے جو انکا خالق ہے کسی کا علم انپر محیط نہیں ہے اس باب میں دلائل سمعیہ پر اختصار
کرنا واجب ہے اتنی بات بقدر اطلاقات لفظ سما کے کہتے ہیں ہمکو یہ مسئلہ نہیں کہ قرآن میں جابجا
ستاروں کو سما سے جدا بیان کیا گیا ہے جیسے اذا السماء انفطرت و اذا الکواکب انتثرت۔ یعنی
جب کہ آسمان پھٹیں اور ستارے بکھر جائیں۔ دیکھو دونوں کیسے [illegible] صفتیں ذکر کی
جنسے انکا تغایر بخوبی ثابت ہوتا ہے اور وسعت محض بھی مراد نہیں ہو سکتی اس لئے
کہ قابل انفطار نہیں بلکہ صرف خلو ہے پس جیسا کہ معلوم ہے وہی معنی مراد ہیں جو آسمان کے حقیقی
و متبادر معنی ہیں یعنی آسمان اسی کو مسلمان معتقد ہیں اگر قرآن نے آسمان کے وہ معنی جو یونانی
حکیموں نے بیان کئے ہیں نہیں قبول کئے تو وہ معنی بھی جو فیثاغورثی حکیموں نے بیان کئے ہیں نہیں تسلیم
کئے اس سے نظام بطلیموسی والے آسمانوں کے خرق و التیام کے حکم جیسے حال کی تحقیقات آسمان
کا وجود ہی باقی نہیں رہتا کبھی ایسا بھی ہوگا کہ نظام فیثاغورثی بگڑ جائیگا انسانوں کی عقلیں
جو کدورت میں ڈوبی ہوئی ہیں وہ اصلی حالت کو دریافت کیونکر کر سکتی ہیں حضرت انبیا علیہم السلام
کے نفوس مقدسہ نے خبر دی ہے ان ناقص عقلوں کی تحقیقات میں ہمیشہ اختلاف ہوتا رہتا ہے اور
کا وجود ثابت ہو جاتا ہے جیسا کہ نفوس مقدسہ نے خبر دی ہو [illegible] آسمان کا حال معلوم ہوا ہے
قدیم [illegible] کے اہل مشرق میں آسمان و زمین کے پیدا ہونے کا حال درج ہے کہ آسمان صرف جوف ہے

کو جدا اگر اندیشہ گردد بلند ہو پس سر خود سر دال تا در دو زمین بگند ہو اور تفسیر حقانی میں ہے کہ یہ لکھا ہے کہ بعلوم و فنون
دنیا میں جو نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حقائق موجودات کیسا کھلا اور زمین و آسمان
کے حالات کیا اس تحقیق سے بتاتے ہیں علم اسلامیہ کے موجودہ کے مقابلہ میں سب کو (ساکت کئے ہوئے) تو بجات
باطنیہ اور تجربہ دماغ اور حواس کا قصور کہتا ہے اڑنا بعیض و ضعیف۔ تفسیر حقانی ج ۲ ص ۲
اور تفسیر مواہب الرحمان میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ آسمان کوئی چیز نہیں جواب یہ کہ شعر در باد
جیسی اور تمام پانیوں میں عکس اسکا نظر آتا ہے اگرچہ جسم نہیں تو شبہ نور کا عکس ہے
اور یہ بالکل باطل ہے کیونکہ عکس کے واسطے جسم کا ہونا ضروری ہے۔ علاوہ اسکے یہ خیال
تمام اگر بے انتہا ہے کہیں اسکی حد نہیں تو بے انتہا دو دو چیز کا موجود ہونا قطعاً باطل
ہے اور اگر انتہا ہے تو وہی آسمان ہے (بیان مختصر بے انتہا دو چیز کے محال ہونے کے ابطال میں۔
برہان علم ساحت ایک عقلی دلیل قطعی ہے اور فرماتا ہے) پس معلوم ہوا کہ بے انتہا کا وجود موجود نہیں
اس دلیل کو غور سے دیکھو تو خود یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔ تفسیر مواہب الرحمان سورہ ملک ص
(اور وہ عقلی دلیل انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ اگر کہو کہ بے انتہا دو چیز موجود ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ فرض کرو
ایک قدرے بعید انتہا کی طرف جانکش فرض کرو کہ دیکھے تو ہے قدرے ایک جریب برابر اس انتہا تک چلی گئی
ہے اور ایک دوسری جانکش لیے سرے سے شروع کی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ جریب کا اوپر کا کنارہ دونوں طرف انتہا
تک ہے اور نیچے کا سرا ایک قدم سے دوسرا چھوٹا ہے سرے سے کہ چھوٹا بھی قدم وہی ہے تو فرض کرو
دوسرا بڑا برابر کر کے جاؤ اب جو بتاؤ کہ دونوں برابر جائیں گے یا ایک چھوٹا ایک بڑا یا نہیں اگر چھوٹا پڑا تو وہیں
انتہا ہوگی اور اگر بے انتہا چلے تو بے انتہا ہونے میں دونوں برابر ہیں حالانکہ تمہاری آنکھوں
کے سامنے ایک چھوٹا تھا اور ایک بڑا تھا۔ اور جبکہ چھوٹا و بڑا دونوں برابر ہو گئے تو یہ محض
غلط ہے یہ تفسیر مواہب الرحمان ص ۔ اب میں کہتا ہوں کہ جب آسمان کا ہونا ثابت ہوا آنکھوں
کے دیکھنے سے ہیں اور عقل کی قطعی دلیل سے بھی اور تمام مخلوقات جو لاکھوں برس سے چلی آتی ہے سب
میں سے کسی نے انکار بھی نہیں کیا اور ارسطو وغیرہ نے نہایت بلند رصدگاہ بابل وغیرہ سے خاتمہ
بھی کر لیا غرض کہ (آسمان) بعد دلیل انکار کے سوا سے قطعی ثبوت ہوا۔ تفسیر مواہب الرحمان ص
جب آسمان کا ذی جرم ہونا ثابت ہو گیا تو زمین کی حرکت محوری اور دوری جو کہ فلسفہ جدیدہ کی ہے
وہ باطل ہو گئی جیسے کہ تفسیر مواہب الرحمان میں ہے۔ اور یہ اور بات ثابت کر چکے ہیں کہ آسمان کا وجود
صاف دلیل سے ثابت ہے تو یہ زمین اسکے بیچ میں اسی کی کوشش پر ہے اور جس نے کہا کہ زمین آفتاب
کے گرد گھومتی ہے اسنے غلطی کی کیونکہ قدرت دیکھو کہ اسکے بیان سے جو بات ثابت کئے گئے
ہیں اسطرح کہ جب آفتاب کے گرد گھومتی ہے تو آفتاب مرکز ہوا اور زمین کا دورہ جو تین سو
پینسٹھ (۳۶۵) روز میں پورا ہوتا ہے محیط ہے اور نصف قطر آفتاب کی دوری زمین سے
ہے وہ نو کروڑ بیاسی لاکھ میل ہے تو پورا قطر آفتاب کی دوری زمین سے دو گنا
ہوا اور محیط بقاعدہ پیمائش اور زمین کا قطر آٹھ ہزار میل تو محیط ہوا تو اب تو جو
کہ زمین کے محیط کو تین سو پینسٹھ (۳۶۵) میں ضرب دینے سے مقدار پیدا ہو جائے
جو محیط گردش کی ہے حالانکہ اسمیں کروڑوں کا تفاوت ہے (اسکا تو اعلیٰ) صریح غلطی ہے۔
تفسیر مواہب الرحمان ص ۔ اور تفسیر حقانی میں ہے کہ قدیم کا ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل
ہے کہ ثوابت آسمان میں اور ان کے نزدیک تو جیسے آیت کے ظاہر میں (یعنی آیت وکل فی فلک یسبحون کے
اور جمہور اہل اسلام بھی ان آیات وغیرہ آیات سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں مگر حکماء کا ایک گروہ
کہتا ہے کہ آفتاب و ماہتاب بھی فلک میں جڑے ہوئے نہیں ہیں وہ اپنے اپنے مدار پر بذات خود حرکت
کرتے ہیں اور فلک کوئی جسم دار چیز نہیں ہے اور اس قدر ہر ایک ایک کا ایک فلک میں تیرنا حرکت
کرنا ہے۔ اس توجیہ کے درست نہیں ہو سکتے کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جاوے